قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

فیصلہ حق و باطل

مع

تحائفِ حنفیہ

عمدۃ المحققین اجمل العلماء حضرت علامہ الحاج محمد اجمل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

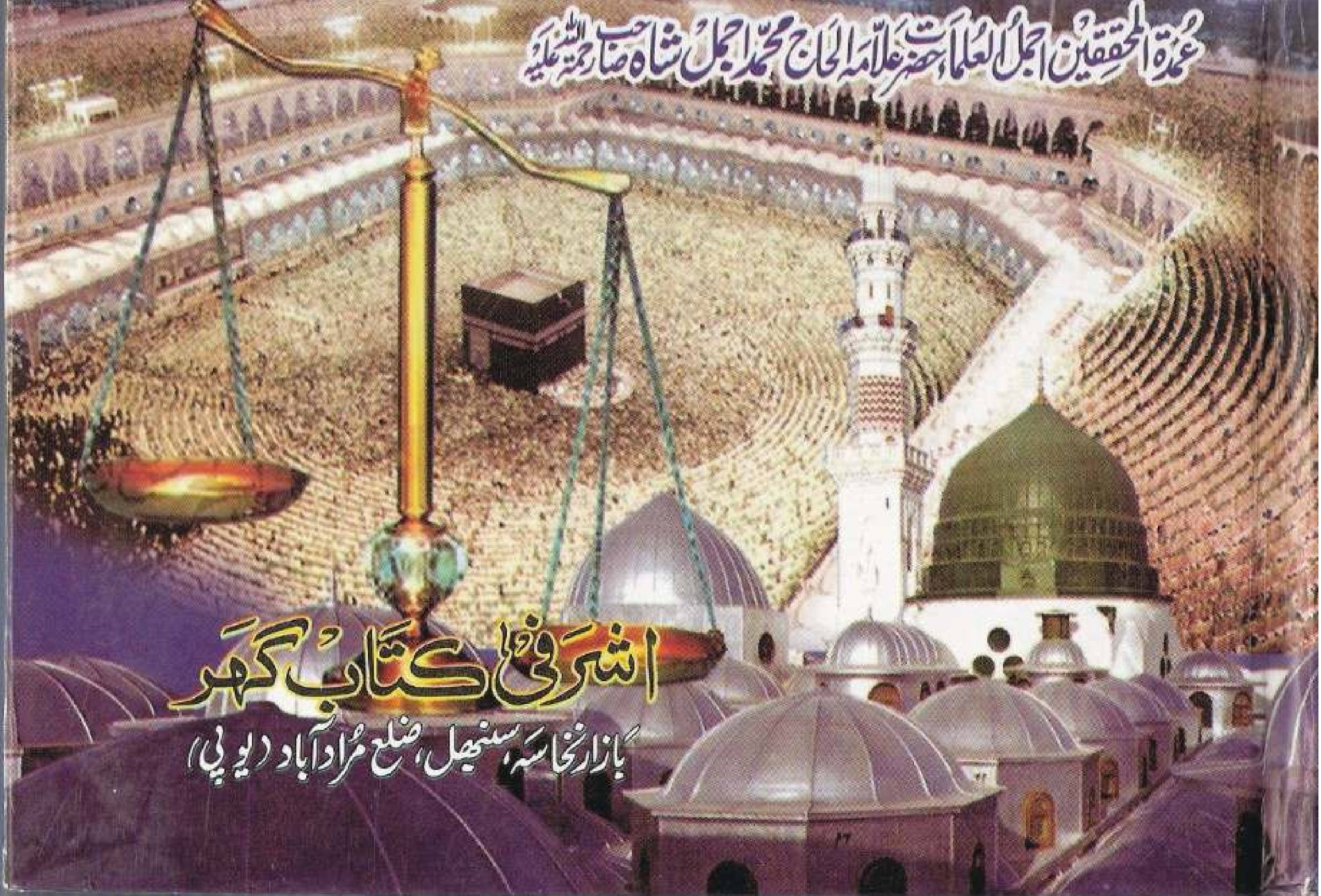

اشرفی کتاب گھر
بازار نخاسہ، سنبھل، ضلع مرادآباد (یوپی)

جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

الدلائل القاطعۃ لدعی اھل السنۃ والجماعۃ

المعروف

فیصلۂ حق و باطل عکسی

۱۹

مصنف

اجمل العلماء افضل الفضلاء سلطان المناظرین

حضرت مولانا الحاج محمد اجمل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مفتی ہند

بہ اجازت

خلف اصغر حضرت مولانا محمد اختصاص الدین صاحب اجملی
مفتی سنبھل

ناشر

اشرفی کتاب گھر بازار نخاسہ سنبھل ضلع مرادآباد - یوپی

فون نمبر ۲۶۵۳۲

(کتبہ محمد جان مرادآبادی)

قیمت 60 روپے

فہرست مضامین

نام مضمون	صفحہ	نام مضمون	صفحہ
تمہید	۳	انعام گیارہ ہزار لو	۱۷۹
مختصر سوانح عمری مصنف	۵	اہلحدیث کی پہلی حدیث	۱۸۰
امکان کذب	۸	مصنف کی دوسری حدیث	۱۸۲
علم غیب	۱۵	مصنف کی تیسری حدیث	۱۸۵
عِلم ماکان ومایکون	۳۰	مصنف کی چوتھی حدیث	۱۸۶
علومِ خمس وعلم قیامت	۴۰	مصنف کی پانچویں حدیث	۱۸۸
مسئلہ شفاعت	۴۷	مصنف کے وہ انعامی سوالات اور انکے تحقیقی جوابات ملاحظہ ہوں	۱۹۰
مسئلہ تصرف	۶۴		
مسئلہ توسل	۷۳	بحث مسئلہ قرأت خلف الامام	۱۹۱
مسئلہ ندا	۸۱	بحث مسئلہ آمین بالجہر	۱۹۶
مسئلہ استعانت	۹۰	مسئلہ رفع یدین	۱۹۸
مسئلہ میلاد شریف	۱۰۷	مسئلہ زیر ناف ہاتھوں کا رکھنا	۲۰۱
مسئلہ قیام میلاد	۱۲۶	مسئلہ عدد رکعات تراویح	۲۰۲
مسئلہ فاتحہ	۱۳۴	مسئلہ مسح رقبہ	۲۰۴
مسئلہ سوم	۱۵۶	مسئلہ ربع سر	۲۰۶
مسئلہ عرس	۱۶۲	وتر میں بوقت قنوت رفع یدین کرنا	۲۰۷
مسئلہ گیارہویں	۱۶۶	رکعت وتر پر قعدہ اور قعدہ میں تشہد	۲۰۸
خاتمۃ الکتاب	۱۶۷	مسئلہ عدد تکبیرات عیدین۔	۲۰۹
تحائفِ حنفیہ برسوالات وہابیہ		مسئلہ تقلید شخصی	۲۱۰
		غیر مقلدین کو آخری تنبیہ وچیلنج	۲۱۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ علےٰ من اصطفےٰ وعلیٰ آلہٖ وصحبہ ومن اجتبےٰ

مسئلہ امکانِ کذب

عقیدہ وہابیہ۔ پہلے اس مسئلہ میں وہابیہ کے چند اقوال پیش کئے جاتے ہیں۔ امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی اپنی کتاب یکروزی میں لکھتا ہے:

عدم کذب را از کمالات حضرت حق سبحنہٗ می شمارند و او را جل شانہٗ باآں مدح میکنند برخلاف اخرس وجماد کہ ایشانرا کسی بعدم کذب مدح نمیکنند، پر ظاہر ست کہ صفتِ کمال ہمیں است کہ شخصے قدرت بر تکلم بکلامِ کاذب میدارد و بنا بر رعایتِ مصلحت ومقتضائے حکمت بہ تنزّہ از شوب کذب تکلم بکلام کاذب نمی نماید۔ ہماں شخص ممدوح میگردد بخلاف کسے کہ لسانِ او ماؤف شدہ۔ از یکروزی ص ۱۴۵

ترجمہ۔ جھوٹ نہ بولنے کو خدا کے کمالات سے گنتے ہیں اس سے اسکی مدح کرتے ہیں بخلاف گونگے اور پتھر کے او صفت کمال یہی ہے کہ کذب پر قدرت ہوتے ہوئے بلحاظ مصلحت اس کی آلائش سے بچنے کے لئے جھوٹ بات نہ بولے وہی شخص قابلِ تعریف ہوتا ہے بخلاف اس کے جس کی زبان ماؤف ہوگئی ہو۔

لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنے مسطور باشد از یکروزی ص ۱۴۵

ہم نہیں مانتے کہ اللہ کا جھوٹ بولنا محال و ناممکن ہو۔

وہابیہ کا یہ گندہ عقیدہ ان کی بکثرت کتابوں، رسائل سے ثابت ہے۔ اسمیں بہت کچھ عبارات پیش کی جاسکتی ہیں۔ لیکن بخوف طوالت اسکو ترک کیا جاتا ہے۔

عقیدۂ اہلسنت اس کے مقابل اہل سنت وجماعت کا عقیدہ اور اسکے مختصر دلائل یہ ہیں۔ سُنئے۔ اہل سنّت کے نزدیک اللہ تعالےٰ جھوٹ جیسے قبیح عیب ونقص سے پاک ومنزّہ ہے اور اس کیلئے جھوٹ محال ہے۔ و ناممکن ہے۔

دلائل قرآن مجید سے

(۱) وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثاً،
(سورۂ نساء پ۵ ع۱۱)

ترجمہ۔ اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچّی۔

(۲) وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیلاً ط
(سورۂ نساء پ۵ ع۱۸)

ترجمہ۔ اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچّی۔

دلائل از تفاسیر قرآن مجید

یعنی لَا اَحَدٌ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ فَاِنَّہٗ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ وَلَا یَجُوْزُ عَلَیْہِ الْکِذْبُ۔
از تفسیر خازن مصری (ص۴۲۱ ج۱)

مراد یہ ہے کہ اللہ سے سچّا کوئی نہیں وہ خلاف وعدہ نہیں کرتا اور اسکا جھوٹ بولنا ممکن نہیں۔

(۲) **تفسیر مدارک** میں علامہ نسفی تحت آیۃ کریمہ فرماتے ہیں۔

اَیْ لَا اَحَدٌ اَصْدَقُ مِنْہُ فِیْ اَخْبَارِہٖ وَوَعْدِہٖ وَوَعِیْدِہٖ لِاِسْتِحَالَۃِ الْکِذْبِ عَلَیْہِ

اس سے سچا کوئی نہیں اسکی خبروں میں وعدہ و وعید میں اسلئے کہ جھوٹ بسبب

لِقُبْحِہٖ لِکَوْنِہٖ اِخْبَارًا عَنِ الشَّیْءِ بِخِلَافِ مَا ھُوَ عَلَیْہِ (ج۱ ص۴۲۱)

اپنی برائی کے اللہ تعالیٰ پر ناممکن و محال ہے کیونکہ وہ کسی شئے کی اسکے خلاف خبر دیتا ہے۔ جیسی وہ ہو۔

(۳) تفسیر بیضاوی میں ہے

لَا یَتَطَرَّقُ الْکِذْبُ اِلٰی خَبَرِہٖ بِوَجْہٍ لِاَنَّہٗ نَقْصٌ وَّھُوَ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مُحَالٌ (بیضاوی ج۱ ص۱۵۰)

جھوٹ اللہ کی خبر میں کسی طرح راہ نہیں پا سکتا کیونکہ وہ نقص ہے اور نقص اللہ پر محال ہے۔

(۴) تفسیر ابو السعود میں ہے۔

وَالْکِذْبُ مُحَالٌ عَلَیْہِ سُبْحٰنَہٗ دُوْنَ غَیْرِہٖ (تفسیر ابو سعود ج۴ ص۴۱۲)

اور جھوٹ اللہ تعالیٰ ہی پر محال و ناممکن ہے نہ کہ اس کے غیر پر۔

(۵) تفسیر کبیر میں علامہ فخر الدین رازی فرماتے ہیں۔

فَلَنْ یُّخْلِفَ اللّٰہُ عَھْدَہٗ یَدُلُّ عَلٰی اَنَّہٗ سُبْحٰنَہٗ مُنَزَّہٌ عَنِ الْکِذْبِ فِیْ وَعْدِہٖ وَوَعِیْدِہٖ قَالَ اَصْحَابُنَا لِاَنَّ الْکِذْبَ صِفَۃُ نَقْصٍ وَالنَّقْصُ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مُحَالٌ

اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا کہ (اللہ ہرگز اپنا عہد جھوٹا نہ کریگا) دلالت کرتا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ہر وعدہ و وعید میں کذب سے منزّہ ہے" ہمارے اہلسنت اس دلیل سے کذب الٰہی کو ناممکن جانتے ہیں کہ وہ صفت عیب ہے اور اللہ تعالیٰ پر عیب محال۔ ناممکن ہے

(۶) تفسیر روح البیان میں ہے۔

ومن اصدق من اللہ حدیثا انکار لان یکون احدٌ اکثر صدقا منہ فانّ الکذب نقص وھو علے اللہ محال دون غیرہ،

(اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی، اسمیں اس بات کا انکار ہے کہ خدا سے زیادہ کوئی سچّا نہیں کیونکہ جھوٹ عیب ہے، اور عیب اللہ ہی پر محال۔ ناممکن ہے نہ اسکے غیر پر۔

(۷) تفسیر کبیر میں ہے۔

ان تجویز الکذب علے اللہ محال

اللہ پر جھوٹ کو تجویز کرنا محال ہے۔

از تفسیر کبیر ص۲۴/۳۸

(۸) تفسیر کبیر میں ہے۔

ان المومن لایجوز ان یظن باللہ الکذب بل یخرج بذالک عن الایمان

(ص ۱۷۲/۵۷)

کسی مسلمان کو یہ جائز نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا گمان کرے۔ بلکہ ایسا گمان ایمان سے خارج کر دیتا ہے۔

دلائل از کتب عقائد و کلام

(۱) شرح مواقف میں ہے۔ انہ تعالیٰ یمتنع علیہ الکذب اتفاقا امّا عند المعتزلۃ ان الکذب قبیح وھو سبحنہ لایفعل القبیح واما امتناع الکذب علیہ عندنا فانہ نقص والنقص علے اللہ تعالےٰ محال اجماعًا۔

اہلسنت و معتزلہ کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کذب ممتنع و ناممکن ہے معتزلہ تو اسلئے ممتنع و محال کہتے ہیں کہ کذب بُرا ہے اور اللہ تعالےٰ بُرا کام نہیں کرتا۔ اور ہم اہلسنت کے نزدیک اللہ تعالیٰ پر کذب اس دلیل سے ممتنع ہے کہ کذب عیب ہے، اور ہر عیب اللہ تعالےٰ

(از شرح مواقف کشوری ص۶۰)

پر بالاجماع محال و ممتنع ہے۔

(۲) اسی شرح مواقف میں ہے۔

وقد صح فی مسئلۃ الکلام من موقف الالٰھیات امتناع الکذب علیہ سبحانہٗ وتعالیٰ (از شرح مواقف ص۶۷۵)

بیشک موقف الہیات سے مسئلہ کلام میں بیان کر آئے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کا کذب ممکن نہیں۔

(۳) اسی شرح مواقف میں ہے۔

عُلِمَ استحالۃُ الکذب علی اللہ۔
از شرح مواقف ص۶۷۴

اللہ تعالےٰ پر کذب کا ممتنع و محال ہوتا جان لیا گیا ہے۔

(۴) شرح مقاصد میں ہے۔

الکذبُ محال باجماع العلماء لان الکذب نقص باتفاق العقلاء وھو علی اللہ تعالیٰ محال ملخصاً (از سبحٰن السبوح ص۱)

جھوٹ باجماع علماء محال و ناممکن ہے کہ وہ باتفاق عقلاء عیب ہے، اور عیب اللہ تعالےٰ پر ممکن نہیں۔

(۵) مسامرہ میں ہے۔

قلنا الاخلاف بین الاشعریۃ وغیرھم فی ان کل ما کان وصف نقص فی حق العباد فالباری تعالیٰ منزہ عنہ وھو محال علیہ تعالیٰ والکذب وصف نقص فی حق العباد (مسامرہ ص۸۲)

ہمنے کہا اشاعرہ وغیر اشاعرہ کسی کا اسمیں خلاف نہیں کہ وہ ہر چیز جو بندوں کے حق میں صفت عیب ہے، باری تعالےٰ اس سے پاک ہے اور وہ اس پر محال ہے اور بندوں کے حق میں کذب صفت عیب ہے۔

(۶) اسی مسامرہ میں ہے۔

انا قلنا لاخفاء فی ان الکذب وصف نقص عند العقلاء فقد تم کونہ وصف نقص بالنسبۃ الی جناب قدسہ تعالیٰ فھو مستحیل فی حقہ عزوجل (المحصنا ص۸۴)

ہم اہل سنت کہتے ہیں اسمیں کوئی پوشیدگی نہیں ہے کہ بیشک عقلاء کے نزدیک کذب صفت عیب ہے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف کذب کا صفت عیب ہونا دلیل سے ثابت ہوچکا۔ پس اللہ تعالیٰ عزوجل کے حق میں وہ کذب محال۔ ممتنع ناممکن ہے

(۷) مسایرہ میں ہے۔

(یستحیل علیہ) سبحانہ (سماۃ النقص کالجہل والکذب) ازمسایرہ ص۱۶۶

اللہ تعالیٰ پر محال ہیں جتنی نشانیاں عیب کی ہیں جیسے جہل اور کذب۔

(۸) شرح فقہ اکبر میں ہے۔

والکذب علیہ محال (ص۲۲)

اور اللہ تعالیٰ پر کذب محال۔ ناممکن ہے

(۹) شرح عقائد جلالی میں ہے

الکذب نقص والنقص علیہ محال فلا یکون من الممکنات وتشتملہ القدرۃ کسائر وجوہ النقص علیہ تعالیٰ کالجہل والعجز (از سبحٰن السبوح ص۱۵)

کذب عیب ہے، اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے تو کذب الٰہی ممکنات سے نہیں۔ نہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اُسے شامل جیسے تمام اسباب عیب مثل جہل و عجز کے۔

(۱۰) علامہ نسفی کتاب عمدہ میں فرماتے ہیں۔

لا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرۃ علی الظلم

اللہ تعالیٰ کی ظلم اور جہل اور کذب پر

والسفہ والکذب لان المحال لایدخل تحت القدرۃ (از مسامرہ ص۸۵)	قدرت نہیں بیان کی جاسکتی کیونکہ محال تحت قدرت داخل نہیں ہوتا۔

(۱۱) قاضی عضد عقائد عضدیہ میں فرماتے ہیں۔

الکذب نقصٌ والنقص علیہ محالٌ فلا یکون من الممکنات ولا تشملہ القدرۃُ (ص۴۲)	کذب عیب ہے، اور عیب خدا پر محال ہے تو کذب ممکن نہ ہوا۔ اور قدرت اسکو شامل نہ ہوئی۔

(۱۲) علامہ عبد الحمید بغدادی نثر اللآلی شرح امالی میں فرماتے ہیں۔

والکذب فی حقہٖ تعالیٰ محال (ص۹۳)	کذب اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہے

(۱۳) علامہ تفتازانی شرح عقائد میں فرماتے ہیں۔

کِذب کلامِ اللہ تعالیٰ وھو محالٌ (ص۱۵۴)	اللہ تعالیٰ کا کلام جھوٹا ہوگیا اور یہ بات محال ہے۔

(۱۴) علامہ بحر العلوم فواتح الرحموت میں فرماتے ہیں۔

فھو (ای اللہ تعالیٰ) صادق قطعًا لِاستحالۃ الکذِب (ص۳۲)	تو اللہ تعالیٰ یقیناً صادق سچا ہی بسبب کذب کے محال ہونے کے۔

اس پر اور بھی کثیر عبارات پیش کی جاسکتی ہیں۔ بالجملہ ان آیات وتفاسیر اور کتب عقائد سے آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے امکان کذب وہابیہ کا ثابت کرنا غلط و باطل وخلاف تعلیم اسلام ہے اور اہلسنّت کا عقیدہ امتناع کذب صحیح وحق ہے اور موافق تعلیم اسلام ہے تو یہ عقیدہ وہابیہ سخت گندہ اور ضلال وگمراہی ثابت ہوا۔

مسئلہ علمِ غیب

عقیدہ وہابیہ۔ اسمیں یہ ہے کہ حضرات انبیاء واولیاء غیب پر مطلع نہیں سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی کو علم غیب ثابت کرنا خلافِ ایمان کفر و شرک ہے اسمیں ان کی چند عبارات پیش کی جاتی ہیں۔

- اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے۔ (از فتاویٰ رشیدیہ ص۳۷ ج۲)
- علم غیب خاصہ حق تعالےٰ کا ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ایہام شرک سے خالی نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۴۳ ج۳)
- انبیاء علیہم السلام غیب پر مطلع نہیں (از مسئلہ علم غیب ص۲)
- اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا سو اس عقیدہ سے آدمی البتہ مشرک ہوجاتا ہے۔ خواہ یہ عقیدہ انبیاء۔ اولیاء سے رکھے خواہ پیر و شہید سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات انکو اپنی ذات سے ہے۔ خواہ اللہ کے دینے سے۔ غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے (از تقویۃ الایمان ص۱۰)

عقیدہ اہلِ سنت۔ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو عالم الغیب بالذات ہے اور حضرات انبیاء واولیاء بعطائے خداوندی غیب جانتے ہیں۔ اور اللہ کی عطا سے کثیر غیوب پر مطلع ہیں۔ اس پر کثیر دلائل شاہد ہیں۔

دلائل از آیاتِ قرآنی

آیت (۱) مَاكَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ ط (آل عمران پ۴ رکوع ۱۸)

اللہ کی شان یہ نہیں ہے کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے۔ ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

آیت (۲) عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ (جن۔ پ۲۹۔ رکوع ۲)

غیب کا جاننے والا تو اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں فرماتا۔ سوا اپنے پسندیدہ رسولوں کے

آیت (۳) تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ (سورہ ہود پ۱۲ رکوع ۴)

یہ غیب کی خبریں ہیں۔ ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔

آیت (۴) وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ (سورہ کورت پ۳۰ رکوع ۱)

اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔

آیت (۵) ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ (سورہ آلِ عمران پ۳ ۶۵)

یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں۔

آیت (۶) وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا (سورہ نساء پ۵ رکوع ۱۷)

اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

آیت (۷) وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ (سورہ نحل پ۱۴۔ رکوع ۱۲)

اور ہم نے تم پر یہ قرآن اُتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

آیت (۸) اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ

رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔

(سورہ رحمٰن پ۲۷ رکوع ۱)

آیت (۹) فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰی
(النجم پ۲۷ رکوع ۱)

اب وحی فرماتی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔

آیت (۱۰) وَیَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًا ؕ (سورہ بقرہ پ۲ ع۱)

اور یہ رسول تمہارے نگہبان اور گواہ اور عالم ہونگے۔

آیت (۱۱) وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۝
(سورہ انعام پ۷ رکوع ۷)

اور کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ خشک جو ایک روشن کتاب میں لکھا نہ ہو۔

آیت (۱۲) وَمَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ (سورہ انعام پ۷ رکوع ۴)

ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔

آیت (۱۳) وَكُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ فِیْۤ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ ۝ (یٰس پ۲۲ رکوع ۱)

اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک بتانے والی کتاب میں۔

آیت (۱۴) وَكُلُّ صَغِیْرٍ وَّكَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ
(قمر پ۲۷ رکوع ۳)

اور ہر چھوٹی اور بڑی چیز لکھی ہوئی ہے

آیت (۱۵) وَمَا مِنْ غَآىِٕبَةٍ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ (نمل پ۲۰ ع۶)

اور جتنے غیب ہیں آسمانوں اور زمین کے سب ایک بتانے والی کتاب میں ہیں۔

آیت (۱۶) وَكَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔
(سورہ انعام پ۷ رکوع ۹)

اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی

دلائل از احادیث نبوی

حدیث (۱) عَنْ عُمَرَ یَقُوْلُ قَامَ فِیْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَھْلُ الْجَنَّۃِ مَنَازِلَھُمْ وَ اَھْلُ النَّارِ مَنَازِلَھُمْ حَفِظَ ذٰلِکَ مَنْ حَفِظَہٗ وَنَسِیَہٗ مَنْ نَسِیَہٗ ۝

(بخاری شریف کتاب بدء الخلق ص ۴۵۳ و مشکوٰۃ شریف ص ۵۰۶)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجلس میں قیام فرما کر ابتدائے آفرینش سے لیکر جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنے اپنے منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر دی۔ یاد رکھا اس کو جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔

حدیث (۲) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حِیْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّی الظُّھْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَذَکَرَ السَّاعَۃَ وَ ذَکَرَ اَنَّ بَیْنَ یَدَیْھَا اُمُوْرًا عِظَامًا ثُمَّ قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّسْاَلَ عَنْ شَیْءٍ فَلْیَسْئَلْ عَنْہُ فَوَاللّٰہِ لَا تَسْاَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ اِلَّا اَخْبَرْتُکُمْ بِہٖ مَا دُمْتُ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا قَالَ اَنَسٌ فَاَکْثَرَ النَّاسُ الْبُکَاءَ وَاَکْثَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّقُوْلَ سَلُوْنِیْ فَقَالَ اَنَسٌ فَقَامَ اِلَیْہِ رَجُلٌ فَقَالَ اَیْنَ مَدْخَلِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ

حضرت انس سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سورج کے زوال کے بعد تشریف لائے اور نماز ظہر پڑھائی جب سلام پھیرا تو منبر پر قیام فرمایا پھر قیامت کا ذکر کیا اور آنیوالے بڑے بڑے امور کا تذکرہ کیا پھر فرمایا جو کسی چیز سے سوال کرنا پسند کرے تو سوال کرے کہ خدا کی قسم تم مجھ سے جس چیز کا سوال کرو گے میں جب تک اس مقام میں رہوں گا تمہیں اسکی خبر دوں گا۔ حضرت انس نے فرمایا لوگوں نے زیادہ رونا شروع کیا اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ

النار فقام عبد الله بن حذیفه فقال
من ابی یا رسول الله قال ابوك حذافة
ثم اکثر ان یقول سلونی سلونی فبرك
عمر علی رکبتیه فقال رضینا بالله ربا
وبالاسلام دینا وبمحمد رسولا
قال فسکت رسول الله صلی الله
علیه وسلم ۔ بخاری شریف
(باب ما یکره من کثرة الصلوٰة)
ص ۱۵۹ ج ۲

حدیث (۳) عن انس رضی الله عنه
قال سلوا النبی صلی الله علیه وسلم
حتی احفوه بالمسئلة فصعد النبی صلی
الله علیه وسلم ذات یوم المنبر فقال
لا تسئلونی عن شئ الا بینت لکم فجعلت
انظر یمینا وشمالا فاذا کل رجل راسه
فی ثوبه یبکی فانشا رجل کان اذا لاخ

بات بار بار فرماتے رہے کہ تم مجھ سے سوال کرو
پھر حضرت انس نے فرمایا کہ ایک شخص کھڑا ہو کر
عرض کرنے لگا یا رسول اللہ میرے داخل ہونے
کی جگہ کہاں ہے فرمایا دوزخ ۔ پھر حضرت عبد اللہ
بن حذافہ نے کھڑے ہو کر دریافت کیا ۔ یا
رسول اللہ میرا باپ کون ہے فرمایا تیرا باپ
حذافہ ہے پھر حضور نے بکثرت فرمایا کہ مجھ سے
سوال کرو ۔ مجھ سے سوال کرو تو حضرت عمر فاروق
گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کرنے لگے کہ ہم
اللہ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے
اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے پر
راضی ہو گئے تو حضور نے سکوت فرمایا ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے
سوالات شروع کئے یہاں تک کہ حضور کو سوال
سے پریشان کر دیا تو حضور ایک دن منبر پر تشریف
لائے اور فرمایا تم مجھ سے جس چیز کا سوال کرو گے
میں بیان کروں گا تو میں نے داہنے بائیں دیکھنا
شروع کیا تو ہر شخص کپڑے میں سر چھپا کر رو رہا ہے

یدعی الی غیر ابیہ فقال یا نبی اللہ من ابی قال ابوک حذافہ الحدیث (بخاری کتاب الفتن باب التعوذ من الفتن مصری صفحہ ۱۲۹)

تو ایک ایسا شخص نمایاں ہوا جو بوقت جھگڑے کے اپنے غیر پدر کی طرف منسوب کیا جاتا تھا اس نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ میرا باپ کون ہے۔ فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے۔

حدیث (۴) عن حذیفہ قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماترک شیأ یکون فی مقامہ ذلک الی قیام الساعۃ الا حدث بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ۔ (مسلم شریف۔ کتاب الفتن) صفحہ ۳۹ جلد ۲

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہا کہ کھڑے ہوئے ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی خطبہ پڑھا اور خبر دی اُن فتنوں کی جو ظاہر ہونگے انہیں نہیں چھوڑی کوئی چیز کہ واقع ہونیوالی تھی اس مقام میں قیامت تک مگر اسکو بیان فرما دیا۔ اسکو یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا۔

حدیث (۵) عن حذیفہ قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ماترک شیئاً یکون فی مقامہ ذلک الی قیام الساعۃ الا حدث بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ۔ (مسلم شریف کتاب الفتن صفحہ ۳۹ ج ۲) و (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۶۱)

حضرت حذیفہ سے روایت ہے۔ کہا کہ ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے یعنی وعظ فرمایا تو اس مقام میں قیامت تک ہونیوالی کسی چیز کو نہیں چھوڑا مگر اسے بیان فرمایا تو اسکو جس شخص نے یاد رکھا یاد رکھا اور جس نے بھلا دیا بھلا دیا۔

حدیث (۶) عن حذیفہ انہ قال اخبرنی

حضرت حذیفہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بما ھو کائن الی ان تقوم الساعۃ یوم القیمۃ فما منہ شیئ الا قد سالتہ

(مسلم شریف کتاب الفتن ص۳۹ جلد۲)

کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک کی ہونے والی ہر چیز کی خبر دی تو میں نے ہر چیز کو دریافت کئے بغیر نہیں چھوڑا۔

حدیث (۷) (ابو زید) قال صلے بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفجر وصعد المنبر فخطبنا حتے حضرت الظہر فنزل فصلے ثم صعد المنبر فخطبنا حتے حضرت العصر ثم نزل فصلے ثم صعد المنبر فخطبنا حتے غربت الشمس فاخبرنا بما کان وبما ھو کائن فاعلمنا احفظنا الحدیث۔

(مسلم شریف ص۳۹ جلد۲)

حضرت ابو زید رضی اللہ عنہ سے مروی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر تشریف لاکر خطبہ دیا یہانتک کہ وقت ظہر آگیا پھر اُتر کر نماز ظہر پڑھائی پھر منبر پر تشریف لیگئے اور ہمیں خطبہ دیا یہاں تک کہ وقت عصر ہوگیا پھر اُتر کر نماز عصر پڑھائی پھر منبر پر تشریف لاکر خطبہ دیا یہاں تک کہ آفتاب ڈوب گیا۔ تو حضور نے جو کچھ ہوگیا تھا اور جو ہونیوالا تھا سب کی خبر دی۔ پس ہمارا داناترین اُن باتوں کا زیادہ یاد رکھنے والا ہے۔

حدیث (۸) عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ زوی لی الارض فرأیت مشارقھا ومغاربھا

(مسلم شریف ص۳۹ ج۲)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی انہوں نے کہا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹا تو میں نے اسکی مشرقوں اور مغربوں تمام زمین کو دیکھ لیا

حدیث (۹) عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیها والی ماهو کائن فیها الی یوم القیمة کانما انظر الی کفی هذه۔ (مواهب الدنیا ص۱۹۳ ج۲ و شرح مواهب ص۲۰۴ ج۷)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالےٰ نے میرے لئے دنیا کو ظاہر فرمایا پس میں دنیا کی طرف اور اسمیں تاقیامت جو کچھ ہونے والا ہے سب کی طرف اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کی طرف

حدیث (۱۰) قال السدی قال رسول الله صلی الله علیه وسلم عرضت علی امتی فی صورها فی الطین کما عرضت علی آدم واعلمت من یومن بی ومن یکفر بی فبلغ ذلک المنافقین فقالوا استهزاء زعم محمد انه یعلم من یومن به ومن یکفر ممن لم یخلق بعد ونحن معه وما یعرفنا فبلغ ذلک رسول الله صلی الله علیه وسلم وقام علی المنبر فحمد الله و اثنے علیه ثم قال ما بال اقوام طعنوا فی علمی لا تسئلونی عن شیٔ فی ما بینکم وبین الساعة الا انبأتکم به فقام عبد الله بن حذافة السهمی فقال من

کہا حضرت سُدی نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر میری اُمت مٹی کی صورتوں میں اس طرح پیش کی گئی جسطرح حضرت آدم علیہ السلام پر پیش کی گئی تھیں اور میں نے اپنے اوپر ایمان لانے والے اور کفر کرنے والوں کو پہچان لیا تو یہ بات منافقین تک پہنچی تو وہ بطور مذاق کے کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس گمان میں ہیں کہ ان پر کون ایمان لائیگا اور کون کفر کریگا جو ابھی تک پیدا بھی نہیں ہوئے ہیں انکو جانتے ہیں اور ہم تو انکے ساتھ ہیں اور وہ ہم کو نہیں پہچانتے تو یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو حضور منبر پر تشریف لائے اور اللہ کی حمد و ثنا ذکر

ابی یارسول اللہ فقال حذیفہ فقام عمر فقال یارسول اللہ رضینا باللہ ربا و بالاسلام دینا و بالقران اماما وبک نبیا فاعف عنا عفا اللہ عنک فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فهل انتم منتهون فهل انتم منتهون

(تفسیر خازن ص۳۸۲ جلد ۱)

فرمائی پھر فرمایا اُن قوموں کا کیا حال ہے جو میرے علم پر اعتراض کرتے ہیں تم اپنے اور تاقیامت کسی چیز کا مجھ سے سوال کرو گے تو میں اسکو بیان فرمادونگا تو حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ میرا باپ کون ہے فرمایا حذافہ پھر حضرت عمر کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ہم اللہ کے رب ہونے اور اسلام کے دین ہونے اور قرآن کے امام ہونے اور آپکے نبی ہونے پر راضی ہوگئے ہم کو معاف فرمائیے اللہ آپ کو معاف کرے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم باز آئے کیا تم باز آئے۔

حدیث (۱۱) عن ابی هریرة قال جاء ذئب الی راعی غنم فاخذ منها شاة فطلبه الراعی حتی انتزعها منه قال فصعد الذئب علی تل فاقعی واستثفر وقال قد عمدت الی رزق رزقنیه اللہ اخذته ثم انتزعته منی فقال الرجل تاللہ ان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ ایک بھیڑیا بکری چرانے والے کے پاس آیا اور اس نے بکریوں کی ریوڑ میں سے ایک بکری کو پکڑ لیا چرواہے نے اسکو تلاش کیا اور اس بکری کو اس سے چھڑا لیا تو وہ بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور اپنی دُم ہلا کر کہنے لگا کہ میں نے اس رزق کا ارادہ کیا جو مجھے اللہ نے دیا میں نے تو اسکو پکڑ لیا اور

رأیت کالیوم ذئب یتکلم فقال الذئب اعجب من ھذا رجل فی النخلات بین الحرتین یخبرکم بما مضی و ماھو کائن بعد کم قال وکان الرجل یھودیا فجاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ واسلم فصدقہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

(مشکوٰۃ شریف باب المعجزات)
ص ۵۴۱

تو نے اسکو چھڑا دیا۔ اس شخص نے کہا کہ میں نے آجکی طرح کبھی بھیڑیا کلام کرتے نہیں دیکھا بھیڑیئے نے کہا اس سے زیادہ تعجب انگیز اس شخص کا حال ہے جو دو سنگستانوں کے درمیان کھجوروں کے جھرمٹ مدینہ میں ہے کہ وہ گزشتہ اور آئندہ سب کی خبر دیتا ہے۔ راوی نے کہا کہ وہ شخص یہودی تھا اس نے خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ سنایا اور اسلام لایا۔ حضور نے اسکی تصدیق فرمائی۔

حدیث (۱۲) لقد ترکنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وما یحرک طائر جناحیہ فی السماء الا ذکر لنا منہ علماہ

(خصائص کبریٰ ص ۱۰۸ جلد ۲)

حضور نے ہم سے اس حال میں مفارقت فرمائی کہ کوئی پرندہ ایسا نہیں کہ اپنے بازو کو آسمان میں ہلائے مگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے اسکا حال بھی بیان فرمایا۔

حدیث (۱۳) عن ابن مسعود قال خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الجمعۃ فقال اخرج یا فلان فانک منافق اخرج یا فلان فانک منافق فاخرج من المسجد فاسا فضحھم

(عینی شرح بخاری ج ۴ ص ۲۲۱ و خازن ج ۳ ص ۱۱۵)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن خطبہ دیا اور فرمایا اے فلاں نکل جا کہ تو منافق ہے۔ اے فلاں نکل جا کہ تو منافق ہے۔ تو مسجد میں سے چند شخصوں کو نکال کر رسوا کیا۔

حدیث (۱۴) عن عبد الرحمٰن بن عائش قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیت ربی عزوجل فی احسن صورۃ قال فیم یختصم الملاء الاعلی قلت انت اعلم قال فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدیی فعلمت ما فی السمٰوٰت والارض۔

(مشکوٰۃ شریف باب المساجد) ص ۶۹

حضرت عبدالرحمٰن بن عائش سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب عزوجل کو اچھی شان میں دیکھا رب نے فرمایا کہ ملائکہ کس بات میں جھگڑا کرتے ہیں میں نے عرض کیا کہ تو ہی خوب جانتا ہے فرمایا تو میرے رب نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا میں نے اسکے وصول فیض کی سردی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی پس جان لیا میں نے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔

حدیث (۱۵) سالنی ربی لیلۃ المعراج فلم استطع ان اجیبہ فوضع یدہ بین کتفی بلا تکییف ولا تحدید ای ید قدرۃ لانہ سبحنہ منزہ عن الجارحۃ فوجدت بردھا فاورثنی علوم الاولین والاخرین وعلمنی علوما شتی فعلم اخذ عھدا علی کتمہ وھو علم لا یقدر علی حملہ غیری وعلم خیرنی فیہ وعلم امرنی بتبلیغہ الی الخاص والعام

(حدیث) شب معراج میرے رب نے مجھ سے سوال کیا تو میں اسکا جواب نہ دے سکا تو رب نے اپنا دست قدرت میرے شانوں کے درمیان رکھا تو میں نے اسکے وصول فیض کی سردی محسوس کی تو مجھ کو اولین و آخرین کے علوم عطا ہوئے اور مختلف علوم سکھائے ایک وہ علم ہے جس کے چھپانے کا مجھ سے عہد لیا اور اسکے متحمل ہونیکا میرے سوا کوئی قادر نہیں اور ایک ایسا علم تھا جس کی خاص و عام تک تبلیغ کا مجھ سے عہد

من امتی وھی الانس والجن والملک (تفسیر روح البیان صفحہ ۱۰ جلد ۳)

لیا کہ میں اپنی امت سے انسان و جن اور فرشتہ کو بتاؤں۔

ثبوت علم غیب از اجماع و اقوال سلف و خلف

علامہ قسطلانی مواہب میں اور علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں

(۱) وقد اشتھر وانتشر امرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بین اصحابہ بالاطلاع علی الغیوب (صفحہ ۲ جلد ۷)

بیشک صحابہ کے درمیان حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غیبوں پر مطلع ہونیکا معاملہ مشہور و معروف ہو چکا تھا۔

(۲) اسی میں ہے

وقد تواترت الاخبار واتفقت معانیھا علی اطلاعہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الغیب کما قال عیاض ولا ینافی الآیات الدالۃ علی انہ لا یعلم الغیب الا اللہ وقولہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر لان المنفی علمہ من غیر واسطۃ کما افادہ المتن اما اطلاعہ علیہ باعلام اللہ فمحقق۔ (شرح مواہب صفحہ ۱۹۹ ج ۷)

بیشک احادیث متواتر ہو چکیں اور انکے معانی متفق ہو چکے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیب پر مطلع ہیں جیسا کہ حضرت قاضی عیاض نے فرمایا اور یہ مضمون اُن آیات کے منافی نہیں جن کی یہ دلالت ہے، کہ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا اور اگر میں علم جانتا تو بہت سی خیر جمع کر لیتا کہ ان آیات میں علم بے واسطہ کی نفی ہے جسکا افادہ متن نے کیا لیکن اللہ کی تعلیم سے حضور کا مطلع ہونا تو یہ تحقیق سی ثابت ہے۔

حضرت اسماعیل حقی تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں

(۳) وانعقد الاجماع علی ان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم اعلم الخلق وافضلھم

اور اس پر اجماع منعقد ہو چکا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق میں سب سے زیادہ عالم اور افضل ہیں۔

(۴) حضرت ملا علی قاری شرح شفایہ میں اور قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں۔

ومن معجزاتہ الباھرۃ ماجمعہ اللہ لہ من المعارف ای الجزئیۃ والعلوم الکلیۃ والمدرکات الظنیۃ والیقینیۃ والاسرار والباطنیۃ والانوار الظاھریۃ وخصۃ بہ ای ماخصۃ بہ من الاطلاع علی جمیع مصالح الدنیا والدین (ج ۱ ص ۲۷)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روشن معجزات اور ظاہر آیات میں سے ہے جو اللہ جل شانہ نے آپکے لئے عطا فرمائے معارف جزئیہ علوم کلیہ مدرکات ظنیہ و یقینیہ اور اسرار باطنہ انوار ظاہرہ میں سے اور آپکو دنیا و دین کی تمام مصلحتوں پر اطلاع کے ساتھ خاص کیا۔

(۵) حضرت قطب الوقت سیدی عبدالعزیز دباغ کتاب ابریز میں فرماتے ہیں۔

واقوی الارواح فی ذلک روحہ صلی اللہ علیہ وسلم فانھا لم یحجب عنھا شیئ من العالم فھی مطلعۃ علی عرشہ وعلوہ وسفلہ ودنیا واخرۃ ونارہ وجنۃ لان جمیع ذلک خلق لاجلہ صلی اللہ علیہ وسلم فتمیزہ علیہ السلام خارق لھذا العوالم باسرھا

سب سے زیادہ قوی روح ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ اس روح پاک سے عالم کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں یہ روح عرش اور اسکی بلندی پستی۔ دنیا و آخرت۔ جنت و دوزخ۔ سب پر مطلع ہے۔ کیونکہ یہ سب اسی ذات پاک کیلئے پیدا کی گئی ہیں آپکی تمیز ان جملہ عالموں کیلئے خارق ہے آپکے پاس اجرام سماوات کی

فعندہ تمیز فی اجرام السمٰوٰت من این خلقت ومتے خلقت ولم خلقت والی این تصیر فی جرم کل سماء وعندہ تمیز فی ملائکۃ کل سماء واین خلقو ومتے خلقوا ولم خلقوا والی این یصیرون وتمیز اختلاف مراتبھم ومنتھی درجاتھم وعندہ علیہ السلام تمیز فی الحجب السبعین وفی ملائکۃ کل حجاب علی الصفۃ السابقۃ وعندہ علیہ السلام تمیز فی الاجرام النیرۃ اللتی فی العالم العلوی مثل النجوم والشمس والقمر واللوح والقلم والبرزخ والارواح اللتی فیہ علی الوصف السابق وکذا عندہ علیہ السلام تمیز فی الارضین السبع وفی مخلوقات کل ارض وما فی البر والبحر من ذلک تمیز جمیع ذلک علی الصفۃ السابقۃ وکذا عندہ علیہ السلام تمیز فی الجنان ودرجاتھا وعدد سکانھا ومقاماتھم فیھا وکذا ما بقی من العوالم

تمیز ہے کہ کہاں سے پیدا کئے گئے اور کب پیدا ہوئے اور کیا ہو جائیں گے اور آپکے پاس ہر ہر آسمان کے فرشتوں کی تمیز ہے اور انکی بھی کہ وہ کہاں سے اور کب سے پیدا کیے گئے اور کیوں پیدا کئے گئے اور کہاں جائیں گے اور انکے اختلاف مراتب اور انتہائے درجات کی بھی تمیز ہے اور ستر پردوں اور ہر پردہ کے فرشتوں کے جملہ حالات کی بھی تمیز ہے۔ عالم علوی کے اجرام نیرہ۔ ستاروں۔ سورج چاند۔ لوح وقلم۔ برزخ اور اسکی ارواح کی بھی ہر طرح امتیاز ہے۔ اسی طرح ساتوں زمینوں اور ہر زمین کی مخلوقات خشکی اور تری جملہ موجودات کا بھی ہر ہر حال معلوم ہے۔ اسی طرح تمام جنتیں اور انکے درجات اور ان کے رہنے والوں کی گنتی اور مقامات سب معلوم ہیں۔ ایسے ہی باقی تمام جہانوں کا علم ہے اور اس علم میں ذات باری تعالیٰ کے علم قدیم ازلی سے جس کے معلومات بے انتہا ہیں کوئی مزاحمت نہیں۔ کیونکہ معلومات

ولیس فی ھذا امر احمد للعلم القدیم الازلی الذی لانہایۃ لمعلوماتہ و ذلک لان ما فی العلم القدیم لم ینحصر فی ھذا العالم فسبحان من اقدرھا علی ذلک وکرمھا وشرفھا

(ابریز مصری ص۲۶ ج۱)

(ملخصاً ابریز ص۲۷)

علم قدیم اس عالم میں منحصر نہیں تو پاک ہے وہ ذات جس نے اس روح کو اس علم پر قادر کیا۔ اور اسکو مکرم کیا اور ایسا شرف عطا فرمایا۔

بالجملہ ان آیات قرآنی واحادیث نبوی واجماع امت واقوال سلف سے علم غیب کے متعلق عقیدہ اہل سنت کی صحت وحقانیت ثابت ہوگئی۔ اور عقیدہ وہابیہ کا بطلان اور مخالفت آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ظاہر ہوگئی۔ یہ اسلام کے تینوں دلائل قرآن وحدیث اور اجماع کا مختصر ذکر کیا گیا۔ جس کو اور زیادہ تفصیل درکار ہو تو وہ میرے استاذ حضرت صدر الافاضل مولٰینا الحاج محمد نعیم الدین قدس اللہ سرہ العزیز کی کتاب الکلمۃ العُلیاء اور میرے پیر ومرشد شیخ الاسلام مجدد مأتہ حاضرہ اعلٰے حضرت مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب جن کے رسائل الدولۃ المکیہ، انباء المصطفٰے، خالص الاعتقاد وغیرہ کا مطالعہ کرلے اور اپنے ایمان کو درست کرلے۔ اور ان حوالوں کو خود دیکھ کر تسلی حاصل کرلے ورنہ میرے پاس آکر اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔

علم ماکان و مایکون

دلائل از آیات و تفاسیر

آیت اولی خلق الانسان علمہ البیان (رحمن پ ۲۷ رکوع ۱)

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا اور اسکو بیان سکھایا۔

(۱) علامہ بغوی تفسیر معالم التنزیل میں تحت آیۂ کریمہ فرماتے ہیں۔

(خلق الانسان) یعنی محمدا صلے اللہ علیہ وسلم (علمہ البیان) یعنی بیان ماکان ومایکون لانہ کان یبین عن الاولین والاخرین۔ (معالم مصری ص ۱/ج ۷)

اللہ نے انسان یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا اور انکو ماکان و مایکون کا بیان سکھایا کہ وہ اوّلین و آخرین کے حالات کو بیان کرتے تھے۔

(۲) علامہ محی السنۃ علاء الدین علی ابن محمد بغدادی تفسیر خازن میں تحت آیۂ کریمہ فرماتے ہیں۔

اراد بالانسان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم (علمہ البیان) یعنی بیان مایکون وما کان لانہ صلی اللہ علیہ وسلم ینبئ عن خبر الاولین والاخرین وعن یوم الدین (خازن مصری ص ۲/ج ۷)

آیۃ میں انسان سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مُراد لیا۔ اور انکو مایکون و ماکان کا بیان سکھایا۔ کیونکہ حضور اولین و آخرین اور روزِ قیامت کی خبریں دیتے ہیں۔

(۳) علامہ احمد مالکی تفسیر صاوی میں تحت آیت کریمہ فرماتے ہیں:

وقیل ھو محمد صلے اللہ علیہ وسلم

بعض نے کہا کہ انسان تو محمد صلی اللہ علیہ

لانہ الانسان الکامل والمراد بالبیان علم ما کان وما یکون وما ھو کائن۔
از تفسیر صاوی مصری ص۱۲۹ ج۴

وسلم ہیں کہ وہی انسان کامل ہیں اور بیان سے علم ماکان و مایکون مراد ہے (یعنی جو ہو چکا ہے اور جو ہونے والا ہے)

(۴) علامہ جمل تفسیر جمل میں تحت آیۂ کریمہ فرماتے ہیں:

وقیل اراد بالانسان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم (علمہ البیان) یعنی بیان مایکون وما کان لانہ صلی اللہ علیہ وسلم ینبئ عن خبر الاولین والاخرین وعن یوم الدین۔ (تفسیر جمل مصری ص۲۵۳ ج۴)

آیت میں انسان سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ اور بیان سے ماکان و مایکون کا بیان مُراد لیا۔ اسلئے کہ حضور اولین و آخرین و روز قیامت کی خبریں دیتے۔

(۵) علامہ حسین واعظ تفسیر حسینی میں تحت آیہ کریمہ فرماتے ہیں۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیاموزند بیان آنچہ بود وہست و باشد چنانچہ مضمون فعلمت علم الاولین والاخرین ازیں معنی خبر می دہد (تفسیر حسینی برحاشیہ قرآن ص۶۰۴)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ تھا اور ہوگا یہ بیان سکھا دیا جیسا کہ مضمون حدیث ہے کہ مجھے اولین و آخرین کا علم سکھا دیا گیا۔

آیت ثانیہ۔ وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما۔
(سورہ نساء پ۵ رکوع ۱۶)

اور تمہیں سکھا دیا جو تم نہیں جانتے تھے اور اللہ کا فضل تم پر بہت بڑا ہے۔

(۱) تفسیر عرائس البیان میں تحت آیہ کریمہ ہے:

وعلمک مالم تکن تعلم ای علوم

اور تمہیں سکھا دیا جو تم نہیں جانتے تھے۔

عواقب الخلق وعلم ماکان وماسیکون (عرائس البیان صفحہ ۱۵۹ جلد ۱)	یعنی مخلوق کے عاقبتوں کے علوم اور ماکان وما یکون کا علم۔
(۲) تفسیر حسینی میں تحت آیہ کریمہ ہے:	
و در بحر الحقائق میفرماید کہ آں علم ماکان وما یکون است	اور بحر الحقائق میں فرمایا کہ وہ علم ماکان وما یکون کا ہے۔
از تفسیر حسینی برحاشیہ قرآن صفحہ ۱۰۱	
آیت ثالثہ ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیئ۔	اور ہم نے تم پر کتاب اتاری جس میں ہر شئے کا بیان ہے۔

تفسیر عرائس البیان میں تحت آیہ کریمہ ہے:

بخبر عما کان وما یکون من کل حد وکل علم ومحمد صلی اللہ علیہ وسلم ھو المبین لتبیان الکتاب۔ (عرائس البیان صفحہ ۵۳۶ جلد ۱)	اور ماکان وما یکون کی ہر حد اور ہر علم کی خبر دیتی ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کتاب کے بیان کرنے والے ہیں۔
آیت رابعہ۔ ومافرطنا فی الکتاب من شیئ۔ (سورہ انعام پ ۷ ع ۴)	اور ہم نے اس کتاب میں کچھ اُٹھا نہ رکھا۔
تفسیر جمل میں تحت آیہ کریمہ ہے:	
فقیل اللوح المحفوظ وعلٰی ھذا فالعموم ظاھر لان اللہ تعالٰی اثبت ماکان وما یکون فیہ (تفسیر جمل صفحہ ۲۷ ج ۲)	کہا گیا کہ لوحِ محفوظ ہے اور اس بنا پر عموم ظاہر ہے کیونکہ اللہ تعالٰی نے ماکان وما یکون کو اس میں ثابت کیا ہے۔

تفسیر صاوی میں تحت آیہ کریمہ ہے۔

اُرید بالکتاب اللوح المحفوظ فالعموم ظاهر فان فیه تبیان کل شیئ ماکان ومایکون وما هو کائن

(تفسیر صاوی ص۱۳ جلد ۲)

کتاب سے لوحِ محفوظ مراد ہے کہ عموم ظاہر ہے کہ تبیان کل شیئ کی قید ماکان ومایکون کو شامل یعنی جو ہوگیا اور جو ہوگا اور جو ہونیوالا ہے یہ ماکان ومایکون کی مراد ہے

آیت خامسہ۔ وعلم الانسان مالم یعلم (سورۃ اقراء پ ۳۰ رکوع ۱)

اور انسان کو سکھا دیا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

تفسیر معالم میں تحت آیہ کریمہ ہے:

قیل الانسان هٰهنا محمد صلی الله علیه وسلم بیانه وعلمك مالم تكن تعلم (تفسیر معالم ص۲۲۴ جلد ۷)

کہا گیا ہے کہ انسان سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور بیان سے وہ جو آیت علمك مالم تكن تعلم میں گزرا۔

دلائل از احادیث

حدیث (۱) عن ابو زید قال صلے بنا رسول الله صلی الله علیه وسلم الفجر وصعد المنبر فخطبنا حتی حضرت الظهر فنزل فصلے ثم صعد المنبر فخطبنا حتے حضرت العصر ثم نزل فصلے ثم صعد المنبر فخطبنا حتی غربت الشمس

ابو زید سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر پڑھائی اور منبر پر تشریف لیگئے پھر خطبہ دیا یہاں تک کہ نماز ظہر کا وقت آگیا۔ پھر منبر سے اُتر کر نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف لے گئے اور ہمیں خطبہ دیا یہاں تک کہ سورج

فاخبر بما کان وبما هو کائن فاعلمنا احفظنا

(مسلم شریف صفحہ ۳۹ جلد ۲)

غروب ہوگیا تو جو ہوگیا اور جو ہونے والا تھا اسکی خبر دی تو ہمارا سب سے بڑا عالم سب سے بڑا ان کا حافظ ہے۔

حدیث (۲) عن حذیفة قال قام فینا رسول الله صلى الله عليه وسلم ما ترک شیئا یکون فی مقامه ذلک الی قیام الساعة الا حدث به حفظه من حفظه ونسیه من نسیه

(مسلم شریف صفحہ ۳۹ ج ۲)

حضرت حذیفہ سے مروی ہے کہ ہمارے اندر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا اور تاقیامت جو ہونے والا تھا کسی بات کو نہیں چھوڑا مگر اسکو بیان فرما دیا۔ اسکو جس نے یاد رکھا یاد رکھا اور اسکو جس نے بھلا دیا بھلا دیا۔

حدیث (۳) عن عمر یقول قام فینا النبی صلے الله علیه وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتے دخل اهل الجنة منازلهم واهل النار منازلهم حفظ ذلک من حفظه ونسیه من نسیه

(بخاری شریف صفحہ ۴۵۳ و مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۰۶)

حضرت عمر سے مروی کہ ہمارے اندر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا اور ہمیں خبر دی ابتدائے آفرینش سے یہاں تک کہ اہل جنت اپنی منزلوں میں اور دوزخی اپنی منزلوں میں داخل ہو جائیں۔ اسکو یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔

حدیث (۴) عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیها

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ نے میرے لئے دنیا کو

والی ماھو کائن فیھا الی یوم القیمۃ
کانما انظر الی کفی ھذہ
(از مواہب لدنیہ صـ۱۹۳ جلد۲)

حدیث (۵) (حدیث قصہ زیب میں ہے)
رجل فی النخلات بین الحرتین یخبر
کم بما مضی وما ھو کائن بعدکم
(مشکوٰۃ شریف صـ۵۴۱ جلد۲)

حدیث (۶) عن حذیفۃ قال لقد
حدثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم بما یکون حتی تقوم الساعۃ
(مسلم شریف صـ۳۹۰ جلد۲)

حدیث (۷) عن حذیفہ قال قام
فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مقاما ما ترک فیہ شیئا الی قیام
الساعۃ الا ذکرہ حفظہ من حفظہ
ونسیہ من نسیہ
(از خصائص کبریٰ صـ۱۰۸ جلد۲)

حدیث (۸) عن ابی ذر قال لقد ترکنا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما

بلند کیا میں قیامت تک اسمیں جو کچھ ہونے والا ہے نظر فرما رہا ہوں۔ جیسا کہ میں اپنی اس ہتھیلی کی طرف نظر کر رہا ہوں۔

حدیث ذیب میں ہے کہ ان پہاڑوں کے درمیان کھجوروں میں ایک شخص ہیں جو تمکو گزرے ہوئے اور جو کچھ تمہارے بعد ہونیوالا ہے اسکی خبر دیتے ہیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا جو کچھ ہوگا یہاں تک کہ قیامت قائم ہو۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا ہمارے ایک مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا۔ اور قیامت تک کسی چیز کو اسمیں نہیں چھوڑا مگر اسکو ذکر کیا اسکو یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یقلب طائر جناحیہ فی السماء الا ذکرنا
منہ علما رواہ الطبرانی
از خصائص کبریٰ صفحہ ۱۰۸ جلد ۲

حدیث (۹) عن المغیرہ بن شعبۃ
قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم مقاما فاخبرنا بما یکون فی
اُمتہ الیٰ یوم القیٰمۃ وعاہ من وعاہ
ونسیہ من نسیہ
(طبرانی از خصائص کبریٰ صفحہ ۱۰۸ ج ۲)

حدیث (۱۰) عن معاذ بن جبل قال
فصلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
وسلم و تجوز فی صلوتہ فلما سلم دعا
بصوتہ فقال لنا علے مصافکم کما انتم
ثم انفتل الینا وقال اما انی ساحدثکم
ماحبسنی عنکم الغداۃ انی قمت
من اللیل فتوضات وصلیت ما
قدر لی فنعست فی صلوتی حتے استثقلت
فاذا انا بربی تبارک وتعالیٰ فی احسن
صورۃ فقال یا محمد قلت لبیک رب

نے ہمیں اس حال میں چھوڑا کہ کوئی پرندہ
آسمان میں پر نہیں بدلتا مگر حضور نے اسکا
علم ہمارے سامنے ذکر فرمایا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ سے مروی انہوں نے کہا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے
اندر قیام فرمایا تو ہمیں اپنی امت میں قیامت
تک جو ہونے والا تھا خبر دی اسکو محفوظ کر لیا
جس نے محفوظ کیا اور بھلا دیا جس نے
بھلا دیا۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی
انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے نماز پڑھائی اور نماز میں اختصار کیا جب سلام
پھیرا بلند آواز سے فرمایا تم جسطرح ہو اسطرح
اپنی جگہوں پر رہو پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے
اور فرمایا میں تم سے عنقریب کہونگا کہ مجھے
نماز صبح سے کس چیز نے روکا میں نے رات کو
قیام کیا تو وضو کیا اور جسقدر میرے مقدر
تھی نماز پڑھی پھر میں نماز میں اونگھنے لگا
یہاں تک کہ بدن وزنی ہو گیا تو میں اپنے رب

قال فیم تختصم الملاء الاعلیٰ قلت لا ادری قالہا ثلاثا قال فرأیتہ وضع کفہ بین کتفی حتے وجدت بردانامله بین ثدی فتجلے لی کل شیئ وعرفت ۔ (مشکوٰۃ شریف ص۷۲)	تبارک وتعالیٰ کے حضور میں ہوں وہ بہترین شان میں ہے تو اس نے فرمایا اے محمد! میں نے عرض کیا کہ حاضر ہوں اے رب فرمایا کہ ملاء اعلیٰ کے فرشتے کس بات میں جھگڑ رہے ہیں میں نے عرض کیا کہ میں نہیں جانتا اسکو تین بار فرمایا۔ حضور نے فرمایا میں نے دیکھا کہ رب نے دست قدرت میرے شانوں کے درمیان رکھا یہاں تک کہ میں نے اسکے وصول فیض کی ٹھنڈک اپنے سینہ میں محسوس کی تو مجھے ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لیا ۔
حدیث (۱۱) قال صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج قطرت فی حلقی قطرۃ فعلمت ماکان وما سیکون (تفسیر روح البیان)	حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میرے حلق میں ایک قطرہ ڈالا گیا تو میں نے جان لیا ماکان وما یکون کو ۔

دلائل از شروح حدیث وسیر و اقوال مصنّفین

(۱) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث معراج کے ذکر میں ہے :

فعلمت مافی السمٰوٰت والارض پس دانستم ہر چہ در آسمانہا وہر چہ در زمین بود عبارت	پس جان لیا میں نے جو کچھ کہ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں تھا۔ اس کا حاصل یہ ہے

است از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی و احاطہ آں (از اشعۃ اللمعات کشوری صـ۳۳۳ ج۱)	کہ تمام علوم جزوی و کلی پر احاطہ حاصل ہو گیا۔

(۲) **اشعۃ اللمعات** میں حدیث نمبر ۳ کی شرح میں ہے:

یعنی احوال مبدأ و معاد از اول تا آخر ہمہ را بیان کرد (اشعہ صـ۴۴۴ ج۴)	یعنی مبدأ و معاد کے حالات اوّل سے آخر تک تمام بیان کر دیئے۔

(۳) اسی میں **فاخبرنا بما ھو کائن الی یوم القیمۃ** حدیث حذیفہ کی شرح میں ہے

پس خبر داد مارا بچیزیکہ پیدا شوندہ است از حوادث و وقائع و عجائب و غرائب تا روزِ قیامت۔ از اشعۃ اللمعات صـ۵۹ جلد۴)	پس حضور نے ہم کو ہر اس چیز کی خبر دی جو پیدا ہونے والی تھی۔ حوادث۔ وقائع۔ عجائب۔ غرائب۔ اور روزِ قیامت کی۔

(۴) علامہ علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں:

واطلعہ علیہ من علم مایکون وما کان (شرح شفا صـ۲۳۳ ج۱)	اور حضور علیہ السلام کو علم ماکان و مایکون پر مطلع کر دیا۔

علامہ قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں۔

وکذالک اخبارہ عن الغیوب و انباۂ بما یکون وما کان (از شرح شفا مصری صـ۵۴۱ جلد۱)	اسی طرح آپکا غیبوں کی خبریں دینا اور ماکان و مایکون کا بتانا معجزات سے ہے۔

(۶) علامہ محقق کمال بن شریف مسامرہ میں اور علامہ کمال بن ہمام اس کی شرح میں فرماتے ہیں:

واخبر صلی اللہ علیہ وسلم عن مغیبات ماضیۃ وعن امور مستقبلۃ فوقعت کما اخبر (از سامرہ ص۱۰۳)	اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گزرے ہوئے اور آنے والے غیبوں کی خبر دی تو وہ جس طرح خبر دی واقع ہوئے۔

(۷) حضرت قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں۔

اخبر بہ من الحوادث اللتی تکون ولم تأت بعد (از شرح شفا ص۷ ج۱)	حضور نے ان ہونے والے واقعات کی خبر دی جو ابتک نہیں ہوئے تھے۔

(۸) حضرت قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں۔

ومن معجزاتہ الباھرۃ ماجمعہ اللہ لہ من المعارف والعلوم من الاطلاع علی جمیع مصالح الدنیا والدین (از شرح شفا ص۲۰ ج۱)	اور آپ کے روشن معجزات سے وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ علوم و معارف پر مطلع کرکے دین و دنیا کی مصلحتیں آپ کے اندر جمع فرمائیں۔

(۹) علامہ شیخ محقق مدارج النبوت میں فرماتے ہیں۔

ہر کہ مطالعہ کند احوال شریف اورا از ابتداء تا انتہا و بہ بیند کہ چہ تعلیم کردہ است اورا پروردگار و افاضہ کردہ است بروئے علوم و اسرار ماکان و مایکون (از ص۴۳ ج۱)	جو حضور کے حالات ابتداء سے انتہا تک کا مطالعہ کرے وہ دیکھے گا کہ ان کو انکے رب نے جو کچھ تعلیم کیا اور افاضہ کیا وہ علوم و اسرار ماکان و مایکون ہیں۔

(۱۰) یہی شیخ محقق اسی مدارج میں فرماتے ہیں:

وہرچہ در دنیا است از زمان آدم تا آوان نفخہ اولے بروے منکشف ساختند تا ہمہ	اور جو کچھ دنیا میں ہے زمانہ آدم سے تا قیامت حضور پر منکشف ہوئے تاکہ تمام حالات

احوال را از اوّل تا آخر معلوم گرد و یاران خود را نیز از بعضے ازاں احوال خبر داد (از مدارج ص۱۶۵ج ۱)	اول سے آخر تک معلوم ہو گئے۔ اور انکے بعض حالات کی صحابہ کو خبر بھی تھی۔

علوم خمس وعلم قیامت

علوم خمس سے مراد ہے ۱ علم قیامت کب ہوگی ۲ بارش کب ہوگی ۳ ماں کے پیٹ میں کیا ہے ۴ کل کیا کریگا ۵ کہاں مریگا یہ علوم مراہ میں جو علوم غیبیہ سے ہیں

وھابی عقیدہ۔ جب یہ علوم غیبیہ ہیں تو اسمیں ان کا وہی عقیدہ ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو ان پر مطلع ماننا شرک ہے۔

"کسی انبیاء، اولیاء یا امام یا شہیدوں کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی باتیں جانتے ہیں بلکہ حضرت پیغمبر کی جناب میں بھی یہ عقیدہ نہ رکھے (تقویۃ الایمان ص۳ جو کوئی یہ بات کہے کہ پیغمبر خدا وہ پانچوں باتیں جانتے تھے یعنی غیب کی سب باتیں جانتے تھے سو وہ بڑا جھوٹا ہے۔ بلکہ غیب کی بات اللہ کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں (تقویۃ الایمان ص۳۱)

عقیدہ اہلسنت یہ ہے کہ اللہ تعالٰے نے یہ پانچوں باتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمادیں تو وہ خدا کی عطا سے ان پانچوں کو جانتے ہیں۔

آیت (۱) اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا	بیشک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور اُتارتا ہے مینھ اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور کوئی جان نہیں جانتی

وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ۔
(سورۂ لقمان پارہ ۲۱)

کہ کل کیا کمائیگی اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین پر مرے گی۔ بیشک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے۔

تفسیر احمدی میں علامہ احمد جیون تحت آیۂ کریمہ فرماتے ہیں:

ویجوز ان یعلمها من یشاء من محبیه واولیاءه بقرینة قوله تعالیٰ ان اللہ علیم خبیر علی ان یکون الخبیر بمعنی المخبر
(تفسیر احمدی مطبوعہ دہلی صفحہ ۳۳۷ ج ۲)

اور جائز ہے کہ اللہ انھیں جسکو چاہے تعلیم کر دے اپنے محبوبوں اور اولیا ہیں سے بسبب قرینہ اسکے قول کہ اللہ جاننے والا خبر دینے والا ہے بایں معنے کہ خبیر بمعنے مخبر کے ہو۔

تفسیر عرائس البیان میں تحت آیۂ کریمہ فرماتے ہیں:

وعلم خاص لخاص علم السر وهو علم الغیب ومن علم الغیب ما یطلع علیه الانبیاء والاولیاء والملٰئکة بقوله عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضیٰ من رسول ۔ (تفسیر عرائس البیان ص ۱۴۸ ج ۲)

اور علم خاص علم سر ہے جو علم غیب ہے جس پر انبیاء اولیاء اور فرشتوں کو مطلع کرتا ہے۔ اپنے اس قول کی بنا پر کہ غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر پسندیدہ رسول کو۔

تفسیر صاوی میں تحت آیۂ کریمہ ہے:

فلا مانع من کون اللہ یطلع بعض عباده الصالحین علی بعض هذه المغیبات فتکون معجزة للنبی وکرامة للولی ۔

تو یہ ممنوع نہیں ہے کہ اللہ اپنے بعض نیک بندوں کو ان غیبوں پر مطلع کر دے تو وہ نبی کیلئے معجزہ اور ولی کے لئے کرامت

(تفسیر صاوی صفحہ ۲۱۵ ج ۳)

کے طور پر ہو جاتے۔

آیت (۲۱)، عالم الغیب فلا یظہر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول

(سورۂ جن پ ۲۹ رکوع ۲)

غیب کا جاننے والا اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

تفسیر صاوی میں تحت آیۂ کریمہ ہے:

فلیس فی الآیۃ مایدل علیٰ نفی کرامات الاولیاء المتعلقۃ بالکشف ولکن اطلاع الانبیاء علی الغیب اقوی من اطلاع الاولیاء

(تفسیر صاوی صفحہ ۲۰۸ ج ۴)

آیت میں اولیاء کی کرامتوں کی نفی پر دلالت نہیں ہے جو کشف کے طور پر ہوں لیکن غیب پر نبیوں کا مطلع کرنا اولیاء کے مطلع کرنے سے زیادہ قوی ہے۔

تفسیر کبیر میں تحت آیۂ کریمہ فرماتے ہیں:-

ای وقت وقوع القیٰمۃ من الغیب الذی لایظہرہ اللہ لاحد فان قیل فاذا حملتم ذلک علی القیٰمۃ فکیف قال الا من ارتضیٰ من رسول مع انہ لایظہر ہذا الغیب لاحد قلنا بل یظہرہ عند قرب القیٰمۃ

وہ غیب کہ اللہ اسکو کسی پر ظاہر نہیں کرتا وہ قیامت کے واقع ہونے کا وقت ہے اگر اعتراض کیا جائے کہ جب تم نے یہ معنیٰ لئے تو پھر یہ کیسے فرمایا مگر پسندیدہ رسولوں کو باوجود اس کے کہ وہ اس غیب کو کسی پر ظاہر نہیں کرتا تو ہم جواب دیتے ہیں بلکہ وہ قریب قیامت کے اسکو ظاہر کرے گا۔

دلائل از احادیث نبوی

حدیث (۱) عن انس قال النبی بعثت انا والساعة کھاتین
(مشکوٰة ص۴۸۱) (از جامع صغیر ص۱۰۵ ج۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور قیامت مثل ان دو متصل انگلیوں کے ہیں

حدیث (۲) عن ابن عمر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم یرسل اللہ مطرا کانہ الطل فینبت منہ اجساد الناس
(از مشکوٰة ص۴۸۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض علامات قیامت ذکر کرکے فرمایا۔ پھر اللہ ایک بارش اوس کی طرح نازل فرمائے گا جس سے لوگوں کے جسم پیدا ہوں گے۔

حدیث (۳) عن ام الفضل بنت الحارث قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تلد فاطمة ان شاء اللہ غلاما یکون فی حجرت فولدت فاطمة الحسین فکان فی حجری کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (مشکوٰة شریف ص۵۷۲)

حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ کے انشاء اللہ لڑکا پیدا ہوگا جو تیری گود میں پرورش پائیگا تو حضرت فاطمہ کے حضرت حسین پیدا ہوئے اور وہ میری گود میں پلے جیسا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا تھا۔

حدیث (۴) عن سھل بن سعد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے

یوم خیبر لاعطین ھذہ الرایۃ غدا
رجلا یفتح اللہ علی یدیہ یحب اللہ
ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ
(از مشکوٰۃ شریف ص۵۶۳)

حدیث (۵) عن انس رضی اللہ
عنہ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ھذا
مصرع فلاں ویضع یدہ علی الارض
ھاھنا وھاھنا قال نماماط احدھم
ای ما تنحی عن موضع یدہ علیہ
الصلاۃ والسلام
(از مواہب لدنیہ ص ۷۹/۱۷)

دن فرمایا میں اس جھنڈے کو کل ایسے
شخص کو دونگا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح دیگا
وہ اللہ و رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ
و رسول کا وہ محبوب ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ حضور
علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ مقام فلاں کافر
کے گرنے کی جگہ ہے اور وہاں اپنا دست
مبارک زمین پر رکھ کر بتا دیا۔
راوی نے بتایا کہ وہ دست مبارک
کی جگہ سے ہٹ نہ سکا۔

اقوال سلف و خلف امت

(۱) تفسیر صاوی میں ہے۔
قال العلماء الحق انہ لم یخرج نبینا
من الدنیا حتی اطلعہ علی تلک
الخمس ولکنہ امر بکتمھا
(ص ۲۱۵ جلد ۳)

علماء نے فرمادیا حق بات یہ ہے کہ ہمارے
نبی دنیا سے تشریف نہیں لیگئے یہاں تک کہ
انھیں ان پانچ باتوں پر مطلع کر دیا۔ لیکن
ان کے چھپانے کا حکم دیا گیا۔

(۲) علامہ ابراہیم بیجوری شرح قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں۔

انه صلی اللہ علیہ وسلم لم یخرج من الدنیا الا بعد ان اعلمہ اللہ تعالیٰ بھذہ الامور ص۷۶

حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف نہیں لے گئے مگر بعد اسکے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں یہ امور تعلیم کر دیئے۔

(۳) علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں۔

وقد اعلمہ اللہ تعالیٰ ما عدا مفاتیح الغیب الخمسۃ وقیل حتے ھی وامرہ بکتمھا۔ (ص۸ ج۱)

اللہ تعالیٰ نے حضور کو سوا پانچ غیب کے سکھا دیئے۔ اور بعض نے کہا یہاں تک کہ یہ پانچوں بھی بتا دیئے اور انکے چھپانے کا حکم کیا۔

(۴) علامہ جلال الدین سیوطی خصائص کبریٰ میں فرماتے ہیں۔

انہ صلی اللہ علیہ وسلم اوتی علم الخمس وایضا وعلم وقت الساعۃ والروح و انہ امر بکتم ذلک (ص ۱۹۵/ج۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پانچ کا علم دیدیا گیا اور علم قیامت اور علم روح بھی اور ان کے چھپانے کا حکم فرمایا۔

(۵) یہی علامہ سیوطی شرح الصدور میں فرماتے ہیں۔

لقد قبض النبی صلے اللہ علیہ وسلم وما یعلم الروح وقالت طائفہ بل علمھا واطلعہ علیھا ولم یامرہ ان یطلع علیھا امتہ وھو نظیر الخلاف فی علم الساعۃ

(ص۱۳۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم سے اٹھائے گئے اور روح کو نہیں جانتے تھے اور ایک گروہ نے کہا بلکہ اسکا علم بھی دیا اور اسپر مطلع کر دیا اور کسی کو اس پر مطلع کرنے کا حکم نہیں دیا۔ اور علم روح میں علم قیامت کی طرح اختلاف علما رہے۔

(۶) سیدی عبد العزیز دباغ ابریز میں فرماتے ہیں۔

وکیف یخفی امر الخمس علیہ الصلوٰۃ والسلام والواحد من اھل التصرف من امتہ الشریفۃ لا یمکنہ التصرف الا بمعرفۃ ھٰذہ الخمس (ابریز ص ۱۶۷)

حضور علیہ السلام پر علم خمس کیسے پوشیدہ رہ سکتا ہے کہ آپ کی امت سے کسی اہل تصرف کو تصرف ممکن نہیں مگر ان پانچوں علموں کے جاننے کے بعد۔

(۷) علامہ شنوانی جمع النہایہ میں فرماتے ہیں۔

قد ورد ان اللہ تعالیٰ لم یخرج النبی صلی اللہ حتی اطلعہ علی کل شیئ

بیشک وارد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا سے نہیں اٹھایا یہاں تک کہ ہر شیئ پر مطلع کر دیا۔

(۸) حافظ المحدیث احمد سیدی احمد غوث الزماں سے راوی۔

ھو صلی اللہ علیہ وسلم لا یخفی علیہ شیئ من الخمس المذکورۃ فی الاٰیۃ الشریفۃ یعلمونھا وھم دون الغوث فکیف بالغوث فکیف سید الاولین والاٰخرین الذی ھو سبب کل شیئ ومنہ کل شیئ۔

آیۃ میں جو پانچ علم ہیں ان میں سے کوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پوشیدہ نہیں رہا کہ ان کو قطب جانتے ہیں جو غوث سے کم ہیں۔ تو غوث کا کیا کہنا ہے۔ تو حضور کیلئے یہ کیسے مخفی رہیں گے کہ وہ تو ہر شئے کا سبب ہیں اور ہر شئے اُن سے ہے۔

الحاصل اس بحث علم غیب سے ظاہر ہوگیا کہ عقیدہ وہابیہ آیات واحادیث وتصریحات سلف وخلف کے خلاف ہے تو یہ عقیدہ غلط وباطل ہے اور عقیدہ اہل سُنّت موافق آیات واحادیث کے ہے تو یہ صحیح وحق ثابت ہوا۔ نیز یہ بھی ثابت ہوگیا کہ علوم ماکان ومایکون وعلوم خمس وعلم قیامت بھی حضور علیہ السلام کو عطا فرما

دیئے گئے اور حضورؐ نے ان علوم کو بیان بھی فرما دیا۔ جیسا کہ احادیث مذکورہ سے ظاہر ہے۔ تو اب ان علوم پر حضور کو مطلع نہ ماننا کیسی بے ایمانی اور گمراہی و ضلالت ہے۔ ہمیں چونکہ اختصار مد نظر ہے اس بنا پر اتنے حوالجات کو کافی سمجھا گیا۔ ورنہ کافی دلائل پیش کئے جا سکتے تھے۔ جس کو تفصیل درکار ہو تو الکلمۃ العلیا الدولۃ المکیہ۔ خالص الاعتقاد وغیر رسائل کا مطالعہ کرے۔

مسئلہ شفاعت

عقیدۂ وہابیہ :۔ اس میں یہ ہے کہ کوئی نبی۔ ولی شفاعت نہیں کر سکتا جو انکو شفیع اعتقاد کرے وہ ابو جہل کی برابر مشرک ہے۔ کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا (تقویۃ الایمان ص۸) کوئی کسی کا وکیل و حمایتی نہیں (تقویۃ ص۹) وہاں کسی کی حمایت کی حاجت نہیں (تقویۃ ص۳۵) (حضور فرماتے ہیں) اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا (تقویۃ ص۴۳) اے فاطمہ بچا تو اپنی جان کو آگ سے مانگ لے مجھ سے جتنا چاہے میرا مال نہ کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے ہاں کچھ (تقویۃ ص۴۲) جو کسی نبی ولی سے یہ معاملہ کرے اور اسکو اپنا وکیل و سفارشی جانے تو وہ ابو جہل کی برابر مشرک ہے اسپر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو اسکو اللہ کا بندہ و مخلوق سمجھے (تقویۃ الایمان ص۸)

عقیدہ اہلسنت اس باب میں یہ ہے کہ شفاعت ثابت و حق ہے۔ حضرات انبیاء و اولیاء بحکم خداوندی روز قیامت شفاعت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اس شفاعت کو مقبول فرمائے گا۔ اور دوزخیوں کو رہا فرمائے گا۔ اسکے دلائل یہ ہیں۔

دلائل از آیاتِ قرآنی

آیت (۱) عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

(سورۃ بنی اسرائیل پ ۱۵ رکوع ۹)

قریب ہے، کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔

آیت (۲) وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی (والضحٰی پ ۳۰ رکوع ۱)

اور بیشک قریب ہے، کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دیگا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

آیت (۳) وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْکَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا۔

(سورۃ نساء پ ۵ رکوع ۶)

اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول انکی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

آیت (۴) وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (سورہ انبیاء پ ۱۷ رکوع ۷)

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا۔ مگر رحمت سارے جہاں کے لئے۔

آیت (۵) مَا مِنْ شَفِیْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ۔ (سورہ یونس پ ۱۱ رکوع ۱)

کوئی سفارشی نہیں مگر اس کی اجازت کے بعد۔

آیت (۶) یَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِیَ لَهٗ قَوْلًا (سورۃ طٰہٰ پ ۱۶ رکوع ۶)

اس دن کسی کی شفاعت کام نہ دے گی مگر اس کی جسے رحمٰن نے اذن دیدیا ہے اور اسکی بات پسند فرمائی۔

آیت (۷) لَا یَمْلِکُوْنَ الشَّفَاعَۃَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَھْدًا

(سورۃ مریم پ ۱۶ رکوع ۶)

لوگ شفاعت کے مالک نہیں مگر وہی جنہوں نے رحمٰن کے پاس اقرار کر رکھا ہے۔

آیت (۸) وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

(سورۃ محمد پ ۲۶ رکوع ۲)

اور اے محبوب اپنے خاص اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی شفاعت کرو۔

آیت (۹) لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ۔

(سورۃ توبہ پ ۱۱ رکوع ۵)

بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان۔

آیت (۱۰) وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا یَسْتَغْفِرْ لَکُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَوَّوْا رُءُوْسَھُمْ۔

(سورۃ منافقون پ ۲۸ ع ۱)

اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ تمہارے لئے شفاعت کریں تو اپنے سر گھماتے ہیں۔

آیت (۱۱) وَلَا یَمْلِکُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہِ الشَّفَاعَۃَ اِلَّا مَنْ شَھِدَ بِالْحَقِّ وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ۔

(سورۃ زخرف پ ۲۵ ع ۷)

اور جن کو یہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں شفاعت کا اختیار نہیں رکھتے۔ ہاں شفاعت کا اختیار انھیں ہے جو حق کی گواہی دیں اور علم رکھیں۔

آیت (۱۲) یوم لا یغنی مولی عن مولی شیئا ولا ھم ینصرون الا من رحم اللہ

جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ انکی مدد ہوگی مگر

اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ٥ (سورہ دخان پ۲۵ ع۲)	جس پر اللہ رحم کرے۔ بیشک وہی عزت والا مہربان ہے۔
آیت (۱۳) وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی وَهُمْ مِّنْ خَشْیَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ (سورۃ الانبیاء پ۱۷ ع۲)	اور شفاعت نہیں کرتے مگر اس کے لئے جسے وہ پسند فرمائے اور وہ اس کے خوف سے ڈر رہے ہیں۔
آیت (۱۴) وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ (سورہ سبا پ۲۲ ع۳)	اور اس کے پاس شفاعت کام نہیں دیتی مگر جس کے لئے وہ اذن فرمائے۔
آیت (۱۵) مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ٥ (سورہ بقر پ۳ ع۲)	وہ کون ہے جو اسکے یہاں شفاعت کرے بے اسکے حکم کے (یعنی اسکی اجازت جس کو ہو وہ شفاعت کر سکتا ہے)
آیت (۱۶) فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِیْنَ (سورہ مدثر پ۲۹ ع۲)	تو انھیں شفیعوں کی شفاعت کام نہ دیگی
آیت (۱۷) فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِیْنَ وَلَا صَدِیْقٍ حَمِیْمٍ (شعرا پ۱۹ ع۵)	تو اب ہمارا کوئی شفیع نہیں اور نہ غم خوار دوست۔

دلائل از احادیث

حدیث (۱) عن عثمان یشفع یوم القیمۃ ثلاثۃ الانبیاء ثم العلماء ثم الشھداء (از مشکوٰۃ ص۴۹۵) رواہ ابن ماجہ از جامع صغیر ص۲۰۷ جلد۲)	روز قیامت تین گروہ شفاعت کریں گے پہلے انبیاء پھر علماء پھر شہداء۔

حدیث (۲)، شفاعتی لاھل الکبائر من اُمتی (مسند احمد۔ ابو داؤد۔ نسائی۔ ابن حبان۔ مستدرک۔ ترمذی۔ بیہقی۔ از مشکوٰۃ صـ۴۹۴)

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میری شفاعت میری اُمت کے کبیرہ گناہ کرنیوالوں کے لئے ہے۔

حدیث (۳) شفاعتی لاھل الذنوب من اُمتی (خطیب) از جامع صغیر صـ۳۳ ج ۲)

حضور نبی کریم نے فرمایا میری شفاعت میری اُمت کے گنہگاروں کے لئے ہے۔

حدیث (۴)، اشفع لامتی حتی ینادینی ربی ارضیت یا محمد فاقول ای یارب رضیت (طبرانی۔ بزار)

حضور علیہ السلام نے فرمایا میں اپنی امت کی شفاعت کرونگا یہاں تک کہ میرا رب مجھ سے فرمائیگا کہ اے محمد کیا تم راضی ہو گئے تو میں عرض کرونگا کہ اے رب میں راضی ہو گیا

حدیث (۵) یا محمد ارفع راسك وقل تسمع وسل تعطہ واشفع تشفع فاقول یارب اُمتی امتی

(از مشکوٰۃ صـ۴۸۶)

اللہ حضور سے بروز حشر فرمائیگا اے محمد اپنا سر سجدہ سے اٹھاؤ۔ اور کہو تمہاری بات سنی جائے گی اور مانگو تمہیں دیا جائے گا اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ تو میں عرض کرونگا اے رب میری اُمت کی مغفرت کر۔ اے رب میری اُمت کی مغفرت فرما۔

حدیث (۶) قال اسعد الناس بشفاعتی یوم القیمۃ من قال لا اِلٰه الا الله خالصا من قلبه ۔ (رواہ البخاری از مشکوٰۃ ص ۴۸۹)

حدیث (۷) یخرج قوم من النار بشفاعۃ محمد فیدخلون الجنۃ یسمون الجہنمیین (بخاری از مشکوٰۃ ص ۴۹۲)

حدیث (۸) عن انس قال سئلت النبی صلے الله علیه وسلم ان یشفع لی یوم القیمۃ فقال انا فاعل قلت یا رسول الله فاین اطلبکؐ قال اطلبنی اول ما تطلبنی علے الصراط قلت وان لم القکؐ علے الصراط قال فاطلبنی عند المیزان قلت فان لم القکؐ عند المیزان قال فاطلبنی عند الحوض فانی لا اخطئ هذ الثلث المواطن ۔

(رواہ الترمذی از مشکوٰۃ ص ۴۹۳)

حدیث (۹) عن عوف بن مالکؓ قال

بروز قیامت لوگوں میں میری شفاعت کے لائق وہ ہے جو کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ خلوص قلب سے کہے ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری شفاعت سے دوزخ سے ایک ایسی قوم نکلے گی جو جنت میں داخل ہوں گے ۔ اور جنہیں جہنمیوں کے نام سے پکارا جائے گا ۔

حضرت انس سے مروی ہے انہوں نے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بروز قیامت اپنی شفاعت کیلئے سوال کیا تو فرمایا میں کرنے والا ہوں تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں آپکو کہاں تلاش کروں تو فرمایا مجھے پہلے پلصراط پر تلاش کرنا میں نے عرض کیا کہ اگر میں حضور کو پلصراط پر نہ پاؤں تو فرمایا کہ میزان کے پاس تلاش کرنا میں نے عرض کیا کہ اگر میں نے حضور کو میزان کے پاس بھی نہ پایا تو فرمایا کہ مجھے حوض کوثر پر تلاش کرنا ۔ کہ میں ان تین مقاموں کے سوا نہ رہوں گا ۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اتاني آت من عند ربي فخيرني بين ان يدخل نصف امتي الجنة وبين الشفاعة فاخترت الشفاعة وهي لمن مات لا يشرك بالله شيئا (رواه الترمذی و ابن ماجہ از مشکوٰۃ ص۴۹۴)

انہوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا میرے پاس آیا اور مجھے میری اُمت کے جنت میں نصف داخل ہونے اور شفاعت کے کرنے کے درمیان اختیار دیا تو میں نے تو شفاعت کو اختیار کیا اور وہ ہر اُس شخص کیلئے ہے جو مشرک ہو کر نہ مرا ہو۔

حدیث (۱۰) عن عبد الله بن ابی الجدعاء قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يدخل الجنة بشفاعة رجل من امتي اكثر من بني تميم (رواہ الترمذی والدارمی و ابن ماجہ از مشکوٰۃ ص۴۹۴)

حضرت عبداللہ بن جدعاء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت کے ایک شخص کی شفاعت سے قبیلہ بنی تمیم سے جو بڑا قبیلہ ہے زائد لوگ داخل ہونگے

حدیث (۱۱) عن ابی سعید ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان من امتي من يشفع للفئام ومنهم من يشفع للقبيلة ومنهم من يشفع للعصبة ومنهم من يشفع للرجل حتى يدخلون الجنة. (رواہ الترمذی از مشکوٰۃ ص۴۹۴)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بیشک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعض امتی بڑی بڑی جماعتوں کی شفاعت کریں گے اور بعض قبیلہ بھر کی شفاعت کریں گے اور بعض ایک گروہ کی یہاں تک کہ ساری امت جنت میں داخل ہو

حدیث (۱۲) عن انس قال قال رسول

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی انہوں نے

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ عزوجل وعدنی ان یدخل الجنۃ من امتی اربعمائۃ الف بلاحساب فقال ابوبکر زدنا یارسول اللہ قال و ھکذا فحثا بکفیہ وجمعھا فقال ابوبکر زدنا یارسول اللہ قال وھکذا فقال عمر دعنایا ابابکر فقال ابوبکر وما علیک ان یدخلنا اللہ کلنا الجنۃ (رواہ فی شرح السنۃ از مشکوٰۃ ص ۴۹۴)

کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے مجھ سے یہ وعدہ فرمالیا کہ وہ میری امت سے چار لاکھ کو بغیر حساب کے جنت میں داخل کریگا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہماری تعداد اور زیادہ کیجئے فرمایا اور اتنی مقدار حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے ابوبکر ہمیں ہمارے حال پر چھوڑ تو حضرت ابوبکر نے فرمایا تجھ پر کیا بات ہے کہ اللہ تمام امت کو داخل کردے

حدیث (۱۳) عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصف اھل النار فیمر بھم الرجل من اھل الجنۃ فیقول الرجل منھم یا فلان اما تعرفنی انا الذی سقیتک شربۃ وقال بعضھم انا الذی وھبت لک وضوء فیشفع لہ فیدخلہ الجنۃ۔ (رواہ ابن ماجہ از مشکوٰۃ ص ۴۹۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی انہوں نے کہا کہ رسول کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک جنتی آدمی دوزخیوں کی صف پر گزریگا تو ان میں سے ایک شخص کہے گا اے فلانے کیا تو مجھے پہچانتا نہیں میں وہی ہوں کہ میں نے تجھے سیراب کیا تھا اور بعض انکے کہیں گے کہ میں وہ ہوں کہ میں نے تجھے وضو کا پانی دیا تھا تو وہ اسکی شفاعت کردیگا اور جنت میں داخل کرائیگا۔

حدیث (۱۴) عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج من النار

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

قوم بالشفاعۃ کانھم الثعاریر ہ
(از مشکوٰۃ ص ۴۹۵)

دوزخ سے ایک ایسی قوم شفاعت سے نکلے گی گویا وہ تازہ کھیرے کی طرح سفید ہوں گے

حدیث (۱۵) اتی جھنم فاضرب بابھا فیفتح لی فادخلھا فاحمد اللہ بمحامد ما حمدہ احد قبلی مثلہ ولا یحمدہ احد بعدی مثلہ ثم اخرج منھا من قال لا الٰہ الا اللہ مخلصًا
(رواہ الطبرانی)

حضور علیہ السلام نے فرمایا میں دوزخ کے قریب پہنچوں گا اور اسکے دروازے کو کھٹکھٹاؤنگا تو وہ کھولدیا جائیگا میرے لئے تو میں اسمیں داخل ہونگا اور اللہ کی اسی حمد بیان کروں گا جسکی مثل مجھ سے پہلے کسی نے نہ کی ہوگی نہ میرے بعد کسی نے کی پھر میں اس سے ہر اسکو نکالوں گا جس نے باخلاص کلمہ طیبہ پڑھا ۔

حدیث (۱۶) اذ کان یوم القیٰمۃ کنت امام النبیین وخطیبھم وصاحب شفاعتھم غیر فخر (رواہ ترمذی ابن ماجہ مستدرک ۔ احمد ۔ از جامع صغیر ص ۳۸ ج ۱)

جب قیامت کا دن ہوگا ۔ میں انبیاء کا امام اور خطیب اور شفاعت کرنے والا ہوں گا اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں ہے ۔

حدیث (۱۷) انا اول الناس یشفع فی الجنۃ وانا اکثر الانبیاء تبعا
(رواہ مسلم از جامع صغیر ص ۸۹ ج ۱)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں پہلا شخص ہوں جو جنت میں شفاعت کروں گا اور میں بلحاظ متبعین کے انبیاء میں سب سے بڑھ کر ہوں ۔

حدیث (۱۸) اعطیت مالم یعطین

مجھے وہ عطا کیا گیا جو مجھ سے پہلے کسی کو

احد قبلی (الی تولہ) اعطیت الشفاعة (رواہ بخاری مسلم۔ نسائی۔ احمد۔ بزاز۔ طبرانی بیہقی۔ ابونعیم۔ از جامع صغیر ص۳۸ جلد ۱)

عطا نہیں ہوا۔ مجھے شفاعت عطا فرمادی گئی۔

حدیث (۱۹) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انی اختبأت دعوتی شفاعة لامتی یوم القیمة۔ (رواہ بخاری مسلم۔ احمد)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنی دعا اٹھا رکھی ہے وہ میری امت کیلئے روزِ قیامت شفاعت ہے۔

حدیث (۲۰) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم واخرت (الدعوة) الثالثہ لیوم یرغب الی فیہ الخلق حتی ابراھیم (رواہ مسلم)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری تیسری دعا اس روز کے لئے مؤخر کی گئی جس میں مخلوق میری طرف رغبت کریگی یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام۔

حدیث (۲۱) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ یا جبریل اذھب الی محمد وربک اعلم فاسئلہ ما یبکیک فاتاہ جبریل علیہ السلام فسالہ فاخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بما قال وھو اعلم فقال اللہ یا جبریل اذھب الی محمد فقل انا سنرضیک فی امتک ولا نسوءک۔ (مسلم)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے فرمایا اے جبریل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاؤ اور تیرا رب خوب جانتا ہے اُن سے سوال کرو تمہیں کس چیز نے رُلایا۔ جبریل انکے پاس آئے اور سوال کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو اپنی بات کی خبر دی اور وہ خوب جانتا ہے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبریل انکے پاس جا کر کہو ہم تمہاری اُمت کے بارے میں تمہیں راضی کردیں گے اور غمگین نہ ہونے دیں گے۔

حدیث (۲۲) ان الناس یجیرون یوم القیمۃ حتی امۃ یتبع بینھا یقولون یا فلان اشفع یا فلان اشفع حتی ینتھی الشفاعۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ (رواہ بخاری)

حدیث (۲۳) اول من اشفع لہ اھل بیتی ثم الاقوب فاقرب ثم سائر العرب ثم الاعاجم (طبرانی)

حدیث (۲۴) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم شفاعتی یوم القیامۃ حق فمن لم یومن بھا لم یکن من اھلھا ۔
(از جامع صغیر ص۳۳ جلد ۲)

حدیث (۲۵) من کذب بالشفاعۃ فلا نصیب لہ فیھا (از فتح البخاری ص۱۹۰ پ۲۷)

حدیث (۲۶) عن ابن مسعود قال قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یکسونی ربی حلۃ فالبسھا فاقوم عن یمین العرش مقام لا یقوم احد یغبطنی فیہ الاولون والآخرون ۔

بروز قیامت لوگ جمع ہونگے یہاں تک کہ ایک گروہ اپنے نبی کا اتباع کرے گا اور کہیں گے اے فلاں شفاعت کر۔ اے فلاں شفاعت کر۔ یہاں تک کہ شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے گی۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا میں سب سے پہلے اپنے اہل بیت کی شفاعت کرونگا پھر جو قریب تر ہوں گے پھر تمام عرب کی پھر عجمیوں کی

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بروز قیامت میری شفاعت حق ہے۔ تو جو اس پر ایمان نہیں لایا تو وہ شفاعت کا اہل نہیں ہوگا۔

جس نے شفاعت کو جھٹلایا تو اس کیلئے اس میں کوئی حصہ نہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا رب مجھے ایک حلہ پہنائیگا تو میں اسکو پہنوں گا اور عرش کے دہنی طرف کھڑا ہونگا کہ جہاں کوئی کھڑا نہ ہو سکے گا۔ اسمیں تمام

(از فتح الباری صفہ ۱۹ پ ۲۹)

حدیث (۲۷) عن بریدۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انی لاشفع یوم القیمۃ لاکثر مما علی وجہ الارض من شجر وحجر ومدر

(مسند احمد از جامع صغیر صفہ ۸۷ ج ۱)

اولین و آخرین رشک کریں گے۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی انہوں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بروز قیامت زمین پر جو کچھ درخت پتھر اور ڈھیلا وغیرہ ہیں ان کی مقدار سے زائد لوگوں کی شفاعت کروں گا۔

حدیث (۲۸) عن ابن عباس قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سیکون فی امتی رجل یقال لہ اویس بن عبد اللہ القرنی وان شفاعتہ فی امتی مثل ربیعۃ ومضر

(رواہ ابن عدی از جامع صغیر صفہ ۳۰ ج ۲)

حضرت ابن عباس سے مروی انہوں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب میری امت میں ایک شخص اویس بن عبد اللہ قرنی ہوگا اور وہ قبیلہ ربیعہ اور مضر کی برابر میری اُمت کی شفاعت کریگا۔

حدیث (۲۹) عن ابن عباس قال النبی صلّی اللہ علیہ وسلم سلو اللہ لی الوسیلۃ فانہ لایسئا لہا لی عبد فی الدنیا الاکنت لہ شہیدا او شفیعا یوم القیمۃ (رواہ ابن ابی شیبہ و طبرانی از جامع صغیر صفہ ۲۸ ج ۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے لئے وسیلہ طلب کرو کہ اسکو دنیا میں طلب کرے گا تو میں اس کا گواہ اور شفیع ہونگا بروزِ قیامت۔

حدیث (۳۰) عن عائشۃ قال النبی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے

صلی اللہ علیہ وسلم سالت اللہ فی ابناء الاربعین من امتی فقال یا محمد قد غفرت لھم قلت فابناء الخمسین قال انی قد غفرت لھم قلت فابناء الستین قال قد غفرت لھم قلت فابناء السبعین قال یا محمد انی لاستحی من عبدی ان اعمر سبعین سنۃ یعبد نی لا یشرک بی شیئاً ان اعذبہ بالنار
(از جامع صغیر ص۲۴ جلد ۲)

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کے چالیس سال کے لوگوں کے متعلق سوال کیا تو اس نے فرمایا اے محمد میں نے انکو بخشدیا میں نے عرض کیا تو پچاس برس والے فرمایا میں نے انکی مغفرت کردی ہیں نے عرض کیا تو ساٹھ برس والے فرمایا ہیں نے انکی مغفرت کی کہا میں نے ستر برس والے فرمایا اے محمد بیشک میں حیا کرتا ہوں کہ میں اسکو ستر سال کی عمر دوں اور وہ میری عبادت کرے اور شرک نہ کرے تو میں اسکو آگ کا عذاب دوں

ثبوت اجماع از کتب عقائد وغیرہ

(۱) شرح مواقف میں ہے:

المقصد التاسع فی شفاعۃ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجمع الامۃ نبوت اصل الشفاعۃ المقبولۃ علیہ الصلوٰۃ والسلام ولکن ھی عندنا للکبائر من الامۃ فی اسقاط

نواں مقصد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے بیان میں ہے امت نے اجماع کیا ہے۔ حضور کی اصل شفاعت کے ثابت اور مقبول ہونے کا لیکن ہمارے نزدیک یہ شفاعت امت کے کبیرہ گناہ کرنے

العقاب عنهم لقوله عليه السلام شفاعتی
لاهل الكبائر من امتی فانه حديث
صحيح ولقوله تعالى استغفر لذنبك و
للمؤمنين والمؤمنات ای و لذنب
المومنين ٥

(از شرح مواقف صـ ۷۱۳)

والوں کے لئے ہے ان کے عذاب و سزا کے
ساقط ہونے میں اسکی دلیل یہ حدیث ہے
کہ میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ
کرنے والوں کیلئے کہ یہ صحیح حدیث ہے اور
یہ آیت دلیل ہے کہ اے محبوب اپنے
خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور
عورتوں کے لئے شفاعت کرو۔

(۲) حضرت امام اعظم فقہ اکبر میں فرماتے ہیں۔

وشفاعة الانبياء عليهم الصلاة والسلام
حق وشفاعة نبينا عليه الصلاة والسلام
للمومنين المذنبين ولاهل الكبائر
منهم المستوجبين العقاب حق ثابت

(از فقہ اکبر صـ ۳)

حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی
شفاعت حق ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی شفاعت گنہگار مسلمانوں اور
کبیرہ گناہ والوں جو مستحق عقاب ہوں۔
حق اور ثابت ہے۔

(۳) شرح عقائد میں ہے۔ الشفاعة
ثابتة للرسل والاخيار فی حق اهل
الكبائر بالمستفيض من الاخبار خلافا
للمعتزلة وهذا مبنى على ما سبق من
جواز العفو والمغفرة بدون الشفاعة
فبالشفاعة اولى ولقوله تعالى فما

رسولوں اور ولیوں کی اہل کبائر کے حق
میں شفاعت ثابت ہے جو احادیث سے
مستفیض ہے۔ فرقہ معتزلہ اس کے مخالف
ہیں اور اسکی بنا یہ ہے کہ جب عفو و مغفرت
بغیر شفاعت کے جائز ہے تو شفاعت سے
بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگا۔ اور یہ آیت

تنفعھم شفاعۃ الشافعین فان اسلوب هذا الکلام یدل علی ثبوت الشفاعۃ فی الجملہ (از شرح عقائد ص۸۲)

کہ انھیں شفاعت کرنیوالوں کی شفاعت نفع نہ دیگی تو اسکا اسلوب کلام خود دلالت کرتا ہے کہ شفاعت ثابت ہے۔

(۴) شرح شفا میں حضرت علی قاری فرماتے ہیں:

الشفاعۃ ثابتۃ علی ما اجمع علیہ اھل السنۃ لقولہ تعالیٰ یومئذ لا تنفع الشفاعۃ الا من اذن لہ الرحمٰن و رضی لہ قولا ولا عبرۃ بمنع الخوارج وبعض المعتزلہ مستدلین بقولہ تعالیٰ فما تنفعھم شفاعۃ الشافعین فانہ مخصوص بالکافرین واما تخصیصھم احادیث الشفاعۃ بزیادۃ الدرجات فی الجنۃ فباطل لتصریح الادلۃ باخراج من دخل النار من المومنین منھا (از شرح شفا مصری ص۴۶ ج۱)

اہلسنت نے اس پر اجماع کیا ہے کہ شفاعت ثابت ہے، اور اسکی دلیل یہ آیت ہے، اس دن کسی کی شفاعت کام نہ دیگی مگر جس کو رحمٰن نے اذن دیا اور اسکی بات پسند فرمائی اور خارجیوں اور معتزلہ کے انکار معتبر نہیں جو اس آیۃ سے دلیل پکڑتے ہیں کہ انہیں شفیعوں کی شفاعت نفع نہ دیگی کہ یہ آیت کافروں کے لئے خاص ہے۔ اور احادیث شفاعت سے جنت میں زیادتی درجات کے ساتھ خاص کر دینا تو یہ باطل ہے کہ دلائل مومنین کے دوزخ سے نکالنے پر صریح موجود ہیں۔

(۵) حضرت علی قاری شرح فقہ اکبر میں اس قول امام کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:

فقد ورد شفاعتی لاھل الکبائر من امتی رواہ احمد وابوداؤد والترمذی

حدیث میں وارد ہوا کہ میری شفاعت کبیرہ گناہ والوں کیلئے ہے میری امت سے اسکو

وابن حبان والحاکم عن انس والترمذی وابن ماجہ وابن حبان والحاکم عن جابر والطبرانی عن ابن عباس والخطیب عن ابن عمر وعن کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہم فھو حدیث مشہور فی المعنے بل الاحادیث فی باب الشفاعۃ متواترۃ المعنے ومن الادلۃ علی تحقیق الشفاعۃ قولہ تعالیٰ واستغفر لذنبک وللمومنین والمومنات ومنہ قولہ تعالیٰ فما تنفعھم شفاعۃ الشافعین ازمفھومہ انھا تنفع المومنین

(از شرح فقہ اکبر ص۸۴)

امام احمد اور ابوداؤد اور امام ترمذی اور ابن حبان اور حاکم نے حضرت انس سے روایت کیا ہے اور ترمذی۔ ابن ماجہ۔ ابن حبان۔ حاکم نے حضرت جابر سے اور طبرانی نے ابن عباس سے اور خطیب نے ابن عمر اور کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہم سے اور یہ مشہور حدیث ہے معنے میں بلکہ باب شفاعت کی احادیث متواتر المعنے ہیں۔ اور شفاعت کی دلیلوں میں سے یہ آیت ہی واستغفر لذنبک وللمومنین والمومنات اور آیت فما تنفعھم شفاعۃ الشافعین ہے کہ اسکا مفہوم یہ ہے کہ وہ شفاعت مومنین کو نفع دے گی۔

(۶) مسایرہ ومسامرہ میں ہے:

ولیشفع الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام والصلحا من الشھدا وغیرھم للاحادیث الصحیحۃ الکثیرۃ المتواترۃ المعنے (از مسامرہ ص۱۰۵)

حضرات انبیاء علیہم السلام اور صالحین و شہداء وغیرہم شفاعت کریں گے کہ بہت سی احادیث صحیحہ اسکی دلیل ہیں اور جو متواتر المعنے ہیں۔

(۷) حضرت شیخ محقق تکمیل الایمان میں فرماتے ہیں۔

والشفاعۃ حق درخواستن رسل و انبیاء و
اولیا و اخیار و علماء و ملائکہ کہ ایشاں را
در بارگاہ عزت آبروئے و راہ سخن باشد
گناہ گناہگاراں را از پروردگار تعالیٰ
حق است و اول کسے کہ فتح باب شفاعت
کند محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
بود فردا ظاہر شود کہ اورا در درگاہ خداوندی
چہ قدر جاہ و عزت بودہ است روز روزا
دست و جاہ جاہ او - (پھر فرماتے ہیں)
بالجملہ روز روز محمد است و جائے جائے
اوست و مقام مقام او و سخن سخن او
مہمان اوست دیگران طفیلی اند در قرآن
مجید خطاب میرود ولسوف یعطیک
ربک فترضیٰ ترا اے محمد اے محب من
اے محبوب من و مطلوب من اے بندہ خاص
من چنداں نعمت دہم و رحمت کنم کہ راضی
شوی از من تا ہیچ آرزو دل تو نہ شکند
اے محمد ہمہ کس رضائے من طلبند و
من رضائے تو خواہد گفت من راضی نہ شوم

شفاعت حق ہے اور انبیاء و مرسلین اولیاء
و صالحین ۔ علماء کو بارگاہِ عزت میں عزت و
وجاہت حاصل ہے اور انہیں گناہگاروں کے
گناہوں کیلئے شفاعت کا درگاہ الٰہی میں
حق حاصل ہے اور سب سے پہلے جو شفاعت کا
دروازہ کھولیں گے وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہیں کل بروز قیامت ظاہر ہو جائیگا
کہ انکو درگاہ الٰہی میں کتنی جاہ و عزت ہے، کہ وہ
دن انہیں کی وجاہت کا دن ہے، اور عزت
انھیں کی عزت ہے، حاصل یہ ہے کہ وہ دن محمد
صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا دن ہے، اور مقام انہیں کا
مقام ہوگا اور بات انھیں کی چلے گی وہ اس دن
مہمان ہونگے اور سب اہل محشر طفیلی ہوں گے
قرآن مجید میں وارد ہے کہ عنقریب تمہارا رب
تمہیں اتنا عطا فرمائیگا کہ اے محبوب تم راضی
ہو جاؤ گے یعنی اے محمد اے میرے محب اے میرے
محبوب اے میرے مطلوب اے میرے خاص
بندے میں تم کو اسقدر نعمت دوں گا اور
رحمت دوں گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے اور
میں کسی آرزو سے تمہارے دل کو شکستہ نہ

تا یک یک از اُمتِ من بیا مرزی۔ (از تکمیل الایمان صـ۲۱ و ۲۳)	ہونے دونگا اے محمد تمام جہان تومیری رضا طلب کرتا ہے اور میں تمہاری رضا چاہتا ہوں تو حضور فرماتے ہیں کہ میں اسوقت تک راضی نہ ہونگا جب تک تو میرے ایک ایک امتی کی مغفرت نہ فرمائیگا

(۸) یہی حضرت شیخ محقق اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔

وانکار شفاعت بدعت وضلالت است چنانچہ کہ خوارج وبعض معتزلہ براں رفتہ اند۔ (از اشعۃ اللمعات صـ۴۶ ج۴)	شفاعت کا انکار بدعت وگمراہی ہے۔ جسکی طرف خارجی اور بعض معتزلہ گئے ہیں

الحاصل کثیر آیات واحادیث اور اجماع سے ثابت ہو گیا کہ عقیدۂ اہل سُنت صیحح وحق دربارہ شفاعت ہے اور عقیدہ وہابیہ آیات واحادیث اور اجماع سب کے خلاف ہے اور شفاعت کا انکار خوارج ومعتزلہ کا مذہب ہے، جو بدعت اور گمراہی وضلالت ہے۔ اس مسئلہ میں اسقدر دلائل بہت کافی ہیں۔ انھیں سے منصف ہر دو عقائد میں فیصلہ کرسکتا ہے۔

مسئلہ تصرف

عقیدۂ وہابیہ اس میں یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ تصرف کرتا ہے اور اللہ نے کسی نبی ولی کو تصرف کی طاقت نہیں دی۔ اور جو انکو اللہ کی دی ہوئی طاقت سے تصرف مانے وہ مشرک ہے۔ دیکھو یہ ان کی عبارات ہیں:۔

یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیاء، اولیا۔ پیر و شہید کی بھوت و پری کی یہ شان نہیں جو کوئی کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور اس توقع پر نذر و نیاز کرے اور اسکی منتیں مانے اور اسکو مصیبت کے وقت پکارے۔ سو وہ مشرک ہو جاتا ہے اور اسکو اشراک فی التصرف کہتے ہیں۔ (تقویۃ الایمان ص۱۱)

پھر خواہ یہ سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے، خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے ہر طرح سے شرک ثابت ہوتا ہے۔

ان سب باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار (تقویۃ الایمان ص۲۹)

ان کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی۔ نہ فائدہ پہنچانے کی نہ نقصان کر دینے کی. (تقویۃ الایمان ص۶)

اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنیکی قدرت نہیں دی (تقویۃ الایمان ص۸)

اور وہ ایک ایک میں آپ ہی تصرف کرتا ہے۔ کسی کو کسی کے قابو میں نہیں دیتا۔ (تقویۃ الایمان ص۹)

جو کوئی کسی مخلوق کا عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل سمجھ کر اسکو مانے سو اب اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص۳۲)

نفع اور نقصان کی امید رکھنی اسی سے چاہیئے کہ یہ معاملہ اور کسی سے کرنا شرک ہے۔ (تقویۃ الایمان ص۴۴)

عقیدۂ اہلسنت: یہ ہے کہ اللہ تعالٰے بالذات تصرف کرتا ہے اور حضرات انبیاء اولیاء کو اللہ تعالٰی تصرف کی قدرت دیتا ہے تو وہ اس خداداد قدرت سے تصرف

کرتے ہیں نفع اور فائدہ پہنچاتے ہیں۔ چنانچہ اس کے دلائل دیکھئے:

دلائل از آیات

آیت (۱) اِنَّا مَکَّنَّا لَہٗ فِی الْاَرْضِ وَاٰتَیْنٰہُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا (سورہ کہف پ ۱۲ ع ۱۱)

بیشک ہم نے ذوالقرنین کو زمین میں قابو دیا اور ہر چیز کا ایک سامان عطا فرمایا۔

آیت (۲) وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ یُسَبِّحْنَ وَالطَّیْرَ (سورہ انبیاء پ ۱۷ ع ۶)

اور داؤد کے ساتھ پہاڑ مسخر فرما دیئے کہ تسبیح کرتے اور پرندے۔

آیت (۳) وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَہٗ وَالطَّیْرَ وَاَلَنَّا لَہُ الْحَدِیْدَ

(سورہ سبا پ ۲۲ رکوع ۷)

اور بیشک ہم نے داؤد کو اپنا بڑا فضل دیا اے پہاڑو اس کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرو اور اے پرندو اور ہم نے اسکے لئے لوہا نرم کیا۔

آیت (۴) وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْھَا فَتَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِیْ وَتُبْرِئُ الْاَکْمَہَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰی بِاِذْنِیْ (سورہ مائدہ پ ۷ ع ۵)

اور جب مٹی سے پرند کیسی مورت میرے حکم سے بناتا پھر اسمیں پھونک مارتا تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتی۔ اور تو مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو لیکر میرے حکم سے شفا دیتا اور جب تو مُردوں کو میرے حکم سے زندہ نکالتا۔

آیت (۵) وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ عَاصِفَۃً تَجْرِیْ بِاَمْرِہٖ اِلَی الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَکْنَا

اور سلیمان کیلئے تیز ہوا مسخر کر دی کہ اسکے حکم سے چلتی اس زمین کی طرف جس میں ہمنے

فِیۡهَا وَکُنَّا بِکُلِّ شَیۡءٍ عٰلِمِیۡنَ ۝
(انبیاء ۔ پ ۔ ع٦)

برکت رکھی اور ہم کو ہر چیز معلوم ہے ۔

آیت (٦) قال رب اغفرلی وھب لی ملکا لاینبغی لاحد من بعدی اِنَّکَ انت الوھاب فسخرنا لہ الریح تجری بامرہ رُخاءً حیث اصاب والشیاطین کل بناء وغواص واخرین مقرنین فی الاصفاد
(ص ۔ پ٢٣ ع١٢)

عرض کی اے میرے رب مجھے بخشدے اور مجھے ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے بعد کسی کو لائق نہ ہو بیشک تو ہی ہے بڑے دین والا تو ہم نے ہوا اسکے بس میں کر دی کہ اسکے حکم سے نرم نرم چلتی جہاں وہ چاہتا اور دیو بس میں کر دیئے ہر معمار اور غوطہ خور ۔ اور دوسرے اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے ۔

آیت (٧) قل یتوفکم ملک الموت الّذی وُکِّلَ بِکُمۡ (سورہ سجدہ پ٢١ ع١)

تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے ۔

آیت (٨) فَالۡمُدَبِّرٰتِ اَمۡرًا
(سورہ نازعات پ٣٠ ع١)

پس کام کی تدبیر کرنے والوں فرشتوں کی قسم ۔

آیت (٩) انی اخلق لکم من الطِّیۡنِ کَھَیۡئَۃِ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرًا باذن اللہ وابری الاکمہ والابرص واحیی الموتے باذن اللہ وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذلک لایۃ لکم

(عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا) کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اسمیں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور تمہیں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مُردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا

ان کنتم مومنین
(سورۂ آل عمران پ ۳ ع ۵)

جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو۔ بیشک ان باتوں میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

آیت (۱۰) وما نقموا الا ان اغناھم اللہ ورسولہ من فضلہ
(سورۂ توبہ پ ۱۰ ع ۱۱)

اور انھیں کیا بُرا لگا۔ یہی نہ کہ اللہ و رسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

آیت (۱۱) اذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ
(سورۂ احزاب۔ پ ۲۲ ع ۲)

اور اے محبوب یاد کرو جب تم فرماتے تھے۔ اس سے جسے اللہ نے نعمت دی۔ اور تم نے اُسے نعمت دی۔

دلائل از احادیث

حدیث (۱) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض
(از بخاری مجتبائی ص ۵۰۸ ج ۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرما دی گئیں۔

حدیث (۲) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت بجوامع الکلم و نصرت بالرعب وبینا انا نائم رایتنی اُتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی ہ (از مشکوٰۃ ص ۵۱۲)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں جوامع کلم کیساتھ مبعوث کیا گیا اور رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی اور میں سونے والا تھا کہ میں نے دیکھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں مجھے دیدی گئیں اور میرے ہاتھوں میں رکھدی گئیں۔

حدیث (۳) عن علی اعطیت مالم یعط احد من الانبیاء قبلی نصرت بالرعب واعطیت مفاتیح الارض وسمیت احمد وجعل لی التراب طهورا وجعلت اُمتی خیر الامم

(مسند از جامع صغیر ص۳۸ ج۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی مجھے وہ عطا کیا گیا جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو عطا نہ ہوا۔ میری رعب کے ساتھ مدد کی گئی اور مجھے زمین کی کنجیاں عطا کی گئیں اور میرا نام احمد رکھا گیا اور میرے لئے مٹی کو پاک کرنیوالا کیا گیا۔ اور میری اُمت بہترین اُمم بنائی گئی۔

حدیث (۴) عن جابر قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اُتیت بمقالید الدنیا علی فرس ابلق جاءنی به جبرئیل علیه قطیفة من سندس

(مسند احمد از جامع صغیر ص۷ ج۱)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے دنیا کی کنجیاں ابلق گھوڑے پر سوار کرکے دی گئیں اسکو جبرئیل میرے پاس لائے جس پر ریشمی سندس کی چادر تھی۔

حدیث (۵) عن ابن عمر قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ عبادا اختصهم بحوائج الناس یفزع الناس الیهم فی حوائجهم

(طبرانی از جامع صغیر ص۸۷ ج۱)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی کہ بیشک اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں جنھیں لوگوں کی حاجتیں پوری کرنے کے لئے خاص کر دیا گیا ہے کہ لوگ ان کی طرف اپنی... حاجتوں میں فریاد کرتے ہیں۔

حدیث (۶) عن ابن عمر قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اوتیت مفاتیح کل شیٔ

(طبرانی از جامع صغیر ص۹۲ ج۱)

انھیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ہر چیز کی کنجیاں دیدی گئیں۔

حدیث (۷) عن ابن مسعود قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ ملائکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی من اُمتی السلام

(مسند احمد۔ نسائی از جامع صغیر ص ۷۸/ج ۱)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہٗ سے مروی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو زمین کی سیر کرتے ہیں مجھے میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں۔

حدیث (۸) عن عمار بن یاسر قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان للہ تعالیٰ ملکا اعطاہ سمع العباد فلیس من احد یصلی علی الا ابلغنیہا

(طبرانی از جامع صغیر ص ۱۸/ج ۱)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہٗ سے مروی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے لوگوں کی آواز سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے تو جو کوئی بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے تو وہ اُسے مجھکو پہنچا دیتا ہے۔

حدیث (۹) عن عائشۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا عائشۃ لو شئت لسارت معی جبال الذہب

(رواہ فی شرح السنۃ از مشکوٰۃ ص ۵۲۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ اگر میں چاہوں تو میرے ساتھ سونے کے پہاڑ چلا کریں۔

حدیث (۱۰) عن ثوبان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واعطیت الکنزین الاحمر والابیض

(از مشکوٰۃ ص ۵۱۲)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہٗ سے مروی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے دو خزانے سرخ و سفید عطا کر دیئے گئے۔

از اقوال سَلف و خلف

(۱) علامہ علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں۔

اوتیت مفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی ای فی تصرفی و تصرف امتی
از شرح شفا مصری صفحہ ۲۱۶ ج ۱)

یعنی حضور نے فرمایا مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دیدی گئیں پھر میرے ہاتھ میں رکھدی گئیں۔ یعنی میرے تصرف اور میری امت کے تصرف میں کر دی گئیں۔

(۲) حضرت شیخ محقق مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں۔

و از آں جملہ آنست کہ دادہ شدہ آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم مفاتیح خزائن و سپردہ شد بوی و ظاہرش آنست کہ خزائن ملوک فارس و روم ہمہ بدست صحابہ افتاد و باطنش آنکہ مراد خزائن اجناس عالم است کہ رزق ہمہ در کف اقتدار اوے سپرد و قوت تربیت ظاہر و باطن ہمہ بوے داد چنانکہ مفاتیح غیب ولے دست علم الٰہی و نمیداند آنرا مگر وے مفاتیح خزائن رزق و قسمت آں در دست ایں سید کریم نہادند۔

حضور کے خصوصیات میں سے یہ ہے کہ آپکو خزانوں کی کنجیاں دیدی گئیں اسکا ظاہر تو یہ ہے کہ روم و فارس کے سلاطین کے خزانے صحابہ کے قبضہ میں آئے اور باطن یہ ہے کہ عالم کی جنسوں کے خزانے مراد ہیں کہ سب کا رزق آپکے دست اقتدار میں دیدیا گیا اور ظاہر و باطن کی تربیت سب آپکو دیدی گئی جیسے غیب کی کنجیاں علم الٰہی میں ہیں انکو سوا اسکے کوئی نہیں جانتا رزق کے خزانوں کی کنجیاں اور انکو تقسیم کرنا اس سید انبیاء کے قبضہ میں رکھا۔

(از مدارج النبوۃ ص۳۹ ج ۱)

(۳) اسی مدارج میں ہے:۔

وشارع را میرسد کہ تخصیص کند ہر کہ را خواہد۔ بھر چہ خواہد (از مدارج ص۱۵۶ ج ۱)

شارع علیہ السلام کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جسکو چاہیں خاص کر دیں۔

(۴) علامہ ابن حجر مکی فتاویٰ حدیثیہ میں فرماتے ہیں:

ومن نفعھم (ای الاولیاء) للخلق ان برکتھم تغیث العباد ویدفع بھا لفساد والالفسدت الارض (از فتاویٰ حدیثیہ ص۲۲۱)

اولیا کے مخلوق کو نفع پہنچانے سے یہ بھی ہے کہ ان کی برکت سے لوگوں پر بارش ہوتی ہے اور فساد دفع ہوتا ہے ورنہ زمین فاسد ہو جائے

(۵) عارف باللہ علامہ احمد صاوی تفسیر صاوی میں فرماتے ہیں:

فمن زعم ان النبی کاحد الناس لایملک شیئاً اصلا ولانفع بہ لاظاھرا ولا باطنا فھو کافر خاسر الدنیا والاٰخرۃ (از صاوی ص۱۵۵ ج ۱)

پس جس نے گمان کیا کہ نبی اور لوگوں کی برابر ہیں کسی چیز کے مالک نہیں نہ ان سے نفع پہنچتا ہے نہ ظاہر طور پر نہ باطن طور پر تو وہ کافر ہے اور اسکی دنیا و آخرت برباد ہے۔

الحاصل یہ آیات واحادیث واقوال عقیدہ اہلسنت کے موافق ہیں اور عقیدہ وہابیہ اس سب کے خلاف ہے اور تصرف کی قدرت اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء و اولیاء کو عطا فرمائی۔ اور وہ اس قدرت سے عالم میں تصرف کرتے ہیں اور جو ان کو ایسی طاقت نہ مانے اور ان سے نفع نہ سمجھے تو وہ بحکم علامہ صاوی کافر ہے۔

مسئلہ توسّل

عقیدۂ وھابیہ یہ ہے کہ حضرات انبیاء و اولیاء کو وسیلہ نہ بنائے اور اگر ان کو وسیلہ اور سفارشی سمجھے تو وہ ابوجہل کی برابر مشرک ہے۔

اللہ صاحب کو کہ سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے یہ اور بادشاہوں کی طرح مغرور نہیں کہ کوئی رعایتی بہتیرا ہی التجا کرے اس کی طرف مارے غرور کے خیال نہیں کرتے اس لئے رعایتی لوگ اور امیروں کو مانتے ہیں اور انکا وسیلہ ڈھونڈھتے ہیں تاکہ انھیں کی خاطر سے التجا قبول ہووے بلکہ وہ بڑا رحیم وکریم ہے۔ وہاں کسی کی وکالت کی حاجت نہیں جو اسکو یاد رکھے وہ آپ ہی اسکو یاد رکھتا ہے کوئی سفارش کرے یا نہ کرے۔ (تقویۃ الایمان ص۳۵)

یعنی جو لوگ پکارتے ہیں ان کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی۔ نہ فائدہ پہنچانے کی نہ نقصان کر دینے کی، اور یہ جو کہتے ہیں کہ یہ بزرگ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس سو یہ بات اللہ نے تو نہیں بتائی (تقویۃ الایمان ص۶)

سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اسکو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے۔ سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ (تقویۃ الایمان ص۸)

عقیدہ اہل سُنت یہ ہے کہ حضرات انبیاء و اولیاء درگاہ الٰہی میں وسیلہ ہیں۔ اور ان کے توسل سے دعا جلد قبول ہوتی ہے۔ اسکے دلائل ملاحظہ ہوں۔

از آیات

(۱) آیت۔ وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ اور خدا کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔

(سورۂ مائدہ پ ۶ ع ۶)

آیت (۲)، وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا۔ سورۂ بقرہ پ ۱ ع ۱۱

اور وہ اس سے پہلے اسی نبی کے وسیلے سے کافروں پر فتح مانگتے تھے

آیت (۳)، ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رّحیما

(سورہ نساء پ ۵ ع ۶)

اور اگر وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول اسکی سفارش فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

دلائل از احادیث

حدیث (۱) عن انس بن مالک ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انا کنا نتوسل الیک بنبینا صلے اللہ علیہ وسلم فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا قال فیسقون

(از بخاری شریف ص۱۳۷ ب ج ۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ بیشک حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے قحط سالی میں اسطرح دعا کی اے اللہ ہم تیری طرف اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ کیا کرتے تھے تو ہمیں سیراب کرتا اور ہم تیری طرف اپنے نبی کے چچا حضرت عباس کا وسیلہ کرتے ہیں تو ہمیں سیراب کردے کہا راوی نے تو وہ سیراب کیے دیئے گئے

حدیث (۲)، عن عثمان بن حنیف ان رجلا ضر البصر اتی النبی صلی اللہ

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی کہ ایک مرد کمزور بینائی کا نبی صلے اللہ علیہ

علیہ وسلم فقال ادع اللہ ان یعافینی قال ان شئت دعوت وان شئت صبرت فھو خیر لک قال فادعہ قال فامرہ ان یتوضأ فیحسن وضوءہ ویدعو بھذا الدعاء اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ انی توجھت بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی

(از ترمذی شریف صـ۵۵ ج ۲)

وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ اللہ سے یہ دعا کیجئے کہ وہ مجھے اس مجبوری سے عافیت دے فرمایا اگر تو چاہتا ہے تو میں دعا کروں اور اگر تو چاہے تو صبر کر کہ یہ تیرے لئے بہتر ہے عرض کیا کہ حضور دعا کر دیں راوی نے کہا کہ حضور نے اسکو وضو کرنے کا حکم دیا کہ وہ اچھی طرح وضو کرے اور یہ دعا کرے اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف تیرے نبی رحمہ محمد کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں۔ اے نبی میں تمہارے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت میں متوجہ ہوتا ہوں تاکہ میری حاجت روائی ہو جائے۔

حدیث (۳) عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اقترف آدم الخطیئۃ قال یا رب اسئلک بحق محمد لما غفرت لی فقال اللہ یا آدم وکیف عرفت محمد اولم اخلقہ قال لانک یا رب لما خلقتنی بیدک ونفخت فی من روحک رفعت

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام خطا سے ملوث ہوئے تو انہوں نے عرض کی اے رب میں تجھ سے بوسیلہ محمد کے سوال کرتا ہوں کہ تو میری مغفرت کر دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تو نے محمد کو کیسے پہچانا کہ میں نے انھیں پیدا بھی نہیں کیا ہے

راسی فرایت علی قوائم العرش مکتوبا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ فعلمت انک لم تضف الی اسمک الا احب الخلق الیک فقال اللہ تعالیٰ صدقت یا آدم انہ لاحب الخلق الی واذا سالتنی بحقہ قد غفرت لک ولولا محمد ما خلقتک

(بیہقی۔ حاکم۔ از مواہب لدنیہ ص۱۲ جلد ۱)

عرض کیا کہ اے رب جب تو نے مجھے پیدا کیا اور میرے اندر اپنی طرف سے روح پھونکی تو میں نے اپنا سر اٹھایا تو میں نے عرش کے پایوں پر لکھا ہوا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوب مخلوق کا نام ملایا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تو نے سچ کہا وہ میرے نزدیک مخلوقات میں سب سے زیادہ محبوب ہے جب تو نے ان کے توسل سے سوال کیا ہے تو میں نے تیری مغفرت کر دی۔ اگر محمد نہ ہوتے تو میں تجھ کو پیدا نہ کرتا۔

حدیث (۴) عن عبد اللہ قال سمعت ابن عمر یتمثل بشعر ابی طالب وابیض یستسقے الغمام بوجہہ ثمال الیتامی عصمۃ للارامل وقال عمر بن حمزۃ حدثنا سالم عن ابیہ وربما ذکرت قول الشاعر وانا انظر الی وجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یستسقے فما ینزل حتے یجیش کل میزاب۔ (از بخاری شریف ص ۱۳۷/۱۴)

حضرت عبد اللہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابن عمر سے ابو طالب کا یہ شعر سنا:۔ اور قسم ہے اُس گورے چہرہ کی جس کے وسیلے سے بادل سے سیرابی طلب کی جاتی ہے جو یتیموں کا ماویٰ اور خاکساروں کی پناہ ہے۔ عمر بن حمزہ نے کہا کہ ہم سے سالم نے حدیث بیان کی کہ بسا اوقات میں شاعر کا یہ ذکر کرتا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کی

طرف نظر کر کے سیرابی طلب کی جاتی تو بارش ہونے لگتی یہانتک کہ ہر پرنالہ بہنے لگتا۔

حدیث (۵) عن انس بن مالکؓ انہ قال جاء رجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ هلکت المواشی وتقطعت السبل فادع اللہ فدعا اللہ فمطرنا من الجمعۃ الی الجمعۃ فجاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ تہدمت البیوت وتقطعت السبل وھلکت المواشی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم علی ظھور الجبال والاکام وبطون الاودیۃ ومنابت الشجر فانجابت عن المدینۃ انجیاب الثواب۔

(از بخاری صفحہ ۱۳۹ جلد ا پ ۴)

حضرت انس بن مالک سے مروی انہوں نے کہا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا۔ یا رسول اللہ جانور ہلاک ہونے لگے اور راستے بند ہو گئے اللہ سے دعا کیجئے تو حضور نے اللہ سے دعا کی تو جمعہ سے جمعہ تک ایک ہفتہ برابر ہم پر بارش ہوئی تو وہی شخص پھر خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا یا رسول اللہ مکانات گرنے لگے اور راستے بند ہو گئے اور جانور مرنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی کہ اے اللہ پہاڑوں اور ٹیلوں کی چوٹیوں پر برسا۔ اور وادیوں اور باغوں میں بارش کر تو وہ ابر شہر مدینہ سے ہٹ گیا جیسے کپڑا پھٹ جاتا ہے۔

حدیث (۶) عن سعد ھل تنصرون الا بضعفائکم بدعوتھم واخلاصھم

(از جامع صغیر صفحہ ۱۸۳ جلد ۲)

حضرت سعد سے مروی کہ تم نہیں مدد کئے جاتے مگر بوسیلہ اپنے کمزوروں کے ان کی دعا و اخلاص کی بنا پر۔

حدیث (۷) عن محمد بن حرب
الھلالی قال اتیت قبر النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فزرتہ وجلست بحذائہ
فجاء اعرابی فزارہ ثم قال یا خیر الرسل
ان اللہ انزل علیک کتابا صادقا قال
فیہ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک
فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول
لوجدوا اللہ توابا رحیما وقد جئتک
مستغفرا من ذنبی مستشفعا بک
الی ربی وانشاء یقول یا خیر من
دفنت بالقاع اعظمہ فطاب من
طیبھن القاع والاکم نفسی الفداء
لقبر انت ساکنہ - فیہ العفاف و
فیہ الجود والکرم -

ووقف اعرابی علی قبر الشریف وقال
اللھم انک امرت بعتق العبید وھذا
حبیبک وانا عبدک فاعتقنی من النار
علی قبر حبیبک فھتف ھاتف بی
یا ھذا تسئال العتق لک وحدک ھلا

محمد بن حرب سے مروی - انہوں نے کہا کہ میں
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پر حاضر ہوا - اور
بیٹھ گیا - تو ایک اعرابی بدوی آیا - اور اس نے
عرض کیا اے بہترین مرسلین اللہ نے تم پر سچی
کتاب نازل فرمائی اور اسمیں یہ فرمایا اگر وہ
اپنی جانوں پر ظلم کریں پھر تمہارے حضور حاضر ہوں
اور اللہ سے معافی چاہیں - اور رسول انکے
لئے سفارش کرے تو اللہ کو بہت ضرور بہت
توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے تو میں
آپکے حضور اپنے گناہ سے مغفرت طلب کرنے
کے لئے حاضر ہوا ہوں اور اپنے رب کی طرف
آپکے وسیلہ سے سفارش چاہتا ہوں اور اس نے
یہ شعر پڑھا :- اے بہتر ان سب سے جو زیر زمین
مدفون ہوں تو انکی خوشبو سے گورستان معطر
ہو جائے میری جان اس قبر پر قربان جسمیں آپ ہیں
اسمیں ہے جود و عفاف اور کرم اے جان پاک
پھر وہ اعرابی قبر شریف کے نزدیک کھڑا رہا اور
اس نے کہا اے اللہ تو نے غلام آزاد کرنیکا حکم
دیا ہے اور یہ تیرے حبیب ہیں اور میں تیرا بندہ

سائلت جمیع الخلق اذھب فقد اعتقناک من النار۔
(ابن نجار ابن عساکر از مواہب ص۳۸۸ جلد ۲)

ہوں تو مجھے دوزخ سے آزاد کر اپنے حبیب کے مزار ہی پر تو مجھے ایک ہاتف نے آواز دی اے شخص تو آزادی مانگتا ہے فقط ایک اپنی تو نے تمام تمام مخلوق کیلئے کیوں نہیں سوال کیا جاؤ ہم نے تجھے آزاد کر دیا دوزخ سے۔

دلائل از اجماع و اقوال سلف و خلف

(۱) علامہ احمد صاوی، تفسیر صاوی میں فرماتے ہیں۔

فالانبیاء وسائط لاممھم فی کل شیئ وواسطتھم رسول اللہ
(از تفسیر صاوی مصری ص۱۰۷ ج۱)

حضرات انبیاء اپنی امتوں کیلئے وسائط اور وسیلے ہیں ہر شئی میں اور ان کا واسطہ اور وسیلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(۲) اسی میں ہے۔

فھو الواسطۃ لکل واسطۃ حتی ادم (از صاوی ص۲۲ ج۱)

حضور علیہ السلام ہر واسطہ کا واسطہ ہیں۔ یہاں تک آدم علیہ السلام کے۔

(۳) شیخ الاسلام علامہ سمہودی وفاء الوفاء میں فرماتے ہیں۔

مازال الناس یتبرکون بقبور العلماء والشھداء والصالحین وکان الناس یحملون تراب قبر سیدنا حمزۃ بن عبد المطلب فی القدیم من الزمان

ہمیشہ سے لوگ علماء اور شہداء صالحین کی قبروں سے تبرک حاصل کرتے رہے اور سیدنا حمزہ بن مطلب کی قبر کی مٹی پہلے زمانہ سے اٹھاتے رہے۔

(از وفاء الوفا ص٢٨ ج ١)

(٤) یہی علامہ اسی میں فرماتے ہیں۔
ان الاستغاثه والتشفع بالنبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبجاہ وبرکتہ الی ربہ تعالیٰ من فعل الانبیاء والمرسلین وسیر السلف الصالحین واقع فی کل حال قبل خلقه وبعد خلقه فی حیاة الدنیویة ومدة البرزخ وعرصات القیامة۔

وفاء الوفاء ص٤١٩ ج٢

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فریاد طلب کرنا اور سفارش کرنا انکے وسیلے اور برکت سے درگاہ الٰہی میں حضرات انبیاء ومرسلین اور سلف صالحین کے فعل اور عادت سے ثابت ہے اور ہر حال میں قبل وجود پاک اور بعد وجود شریف زمانہ حیات اور بعد وفات واقع ہے۔ اور عرصہ قیامت میں ہوگا۔

(٥) شیخ الاسلام صاحب سیرۃ النبی علامہ احمد بن دحلان الدرر السنیہ میں فرماتے ہیں۔

التوسل مجمع علیہ عند اهل السنت

از الدرر السنیہ مصری ص٤٠

اہل سنت کا توسل پر اجماع ثابت ہوچکا ہے۔

(٦) شیخ محقق دہلوی جذب القلوب میں فرماتے ہیں :-

وتوسل واستمداد بدیں حضرت منقبت قباب صلی اللہ علیہ وسلم زیارت حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم باجماع علماء دین قولاً وفعلاً از افضل سنن واوکد مستحبات است

(از جذب القلوب ص١٤٩)

وسیلہ چاہنا اور مدد طلب کرنا حضور سید مرسلین صلے اللہ علیہ وسلم سے باجماع علماء دین قولاً اور فعلاً افضل سنت اور مؤکد مستحب ہے۔

(۷)، یہی شیخ اسی میں فرماتے ہیں:-

توسل بوئے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم موجب قضائے حاجت وسبب نجاح مرام است (از جذب القلوب ص۱۵۶)	حضور علیہ السلام سے توسل حاجت پوری ہونے کا سبب اور مراد حاصل ہوجانے کا موجب ہے۔

الحاصل عقیدۂ اہلسنت ان کثیر آیات واحادیث واقوال کے موافق ہے اور عقیدہ وہابیہ ان سب کے خلاف ہے اور اسلام کے ہرسہ دلائل قرآن وحدیث اور اجماع سب ہی کے مخالف ہے۔ تو اسکے غلط وباطل ہونے کیلئے یہی بات بہت کافی ہے۔

مسئلہ ندا

عقیدۂ وہابیہ یہ ہے کہ کسی غیر خدا نبی ولی تک کو یا کہہ کر پکارنا شرک ہے چنانچہ تقویۃ الایمان میں ہے: کسی انبیاء اور اولیاء کی پیر و شہید کی بھوت و پری کی یہ شان نہیں جو کوئی کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور اس توقع پر نذر و نیاز کرے اور اسکی منتیں مانے اور اسکو مصیبت کے وقت پکارے سو وہ مشرک ہوجاتا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص۱۱)

وظیفہ یا شیخ عبدالقادر کا بندہ اچھا نہیں جانتا اگرچہ شرک نہیں لیکن مشابہ بشرک ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۲۹-۳۰ جلد۱)

یارسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہوگا اور اگر یہ عقیدہ کرکے کہے کہ وہ دور سے سنتے ہیں بسبب علم غیب کے تو خود کفر ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۷ ج۳)

عقیدہ اہل سنت یہ ہے کہ ندائے غیر اللہ صحیح وجائز ہے اور اس پر امت

کا عمل ہے اور اسکو شرک کہنا غلط ہے۔

دلائل از آیات

آیت (۱) یٰاٰدَمُ اَنۡبِئۡهُمۡ بِاَسۡمَآئِهِمۡ (سورۃ بقر پارہ ۱ ع ۴)	اے آدم بتادے انھیں سب اشیاء کے نام
آیت (۲) یٰاٰدَمُ اسۡكُنۡ اَنۡتَ وَزَوۡجُكَ الۡجَنَّةَ (سورۃ بقر پ ۱ ع ۴)	اے آدم تو اور تیری بی بی اس جنت میں رہو۔
آیت (۳) یٰنُوۡحُ اهۡبِطۡ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَیۡكَ (ہود۔ پ ۱۲ ع ۴)	اے نوح کشتی سے اُتر ہماری طرف سے سلام اور برکتوں کے ساتھ۔
آیت (۴) یٰمُوۡسٰۤی اِنِّیۡۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ (قصص پ ۲۰ ع ۴)	اے موسیٰ بیشک میں ہی ہوں اللہ رب سارے جہانوں کا۔
آیت (۵) یٰۤاِبۡرٰهِیۡمُ اَعۡرِضۡ عَنۡ هٰذَا (ہود۔ پ ۱۲ ع ۷)	اے ابراہیم اس خیال میں نہ پڑ۔
آیت (۶) یٰعِیۡسٰۤی اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ (آلِ عمران پ ۳ ع ۶)	اے عیسیٰ میں تجھے پوری عمر تک پہنچادونگا اور تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا۔
آیت (۷) یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡكَ مِنۡ رَّبِّكَ (مائدہ پ ۶ ع ۱۳)	اے رسول پہنچادو جو کچھ اترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے۔
آیت (۸) یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا	اے نبی ہم نے تمہیں گواہ بنا کر بھیجا۔
آیت (۹) یٰنَارُ كُوۡنِیۡ بَرۡدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤی	اے آگ ہو جا ٹھنڈی اور سلامتی ابراہیم

ابراهیم۔ (انبیاء۔ پ ۱۷ ۴۵)	پر
آیت (۱۰) یَاَرضُ ابلَعِی ماءکِ (ہود پ ۱۲ ۴۴)	اے زمین اپنا پانی نگل لے۔
آیت (۱۱) یٰسَمَاءُ اَقلِعِی (ہود پ ۱۲ ۴۴)	اے آسمان تھم جا۔
آیت (۱۲) یَاجِبَالُ اَوِّبِی مَعَهٗ وَالطَّیرُ (سبا پ ۲۲ ۴۷)	اے پہاڑ اس کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کر اور اے پرندو۔
آیت (۱۳) یاایھا الذین امنوا استعینو بالصبر والصلوٰۃ (بقرپ ۲ ۴۳)	اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو
آیت (۱۴) یَاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّکُم اِنَّ زَلزَلَةَ السَّاعَةِ شَیءٌ عَظِیم (سورۃ حج پ ۱۷ ۶۱)	اے لوگو اپنے رب سے ڈرو۔ بیشک قیامت کا زلزلہ بڑی سخت چیز ہے۔

دلائل از احادیث

حدیث (۱) یا ابابکر ان اللہ سماک والصدیق (رواہ الدیلمی مسند فردوس از کنوز الحقائق صہ ۲۰۴ جلد ۲)	اے ابوبکر اللہ نے تیرا نام صدیق رکھا ہے
حدیث (۲) یا ابابکر انت عتیق اللہ من النار (رواہ الحاکم فی المستدرک از کنوز الحقائق صہ ۲۰۴ ج ۲)	اے ابوبکر تو دوزخ سے آزاد شدہ ہے۔
حدیث (۳) یا ابابکر علیک بصدق الحدیث (مسند فردوس از کنوز الحقائق صہ ۲۰۴ ج ۲)	اے ابوبکر تو سچ کو لازم پکڑ۔

حدیث (۴) یا ابا بکر ماظنک باثنین اللہ ثالثھما۔ (رواہ الشیخین از کنوز الحقائق ص۲۰۴ ج ۲)

اے ابوبکر تیرا خیال ہے ان دو کے ساتھ جن کا تیسرا اللہ ہے۔

حدیث (۵) یا ابا بکر ھذا جبریل یقرئک من اللہ السلام (رواہ الطبرانی از کنوز الحقائق ص۲۰۴ ج ۲)

اے ابوبکر یہ جبریل ہیں۔ تجھے اللہ کی طرف سے سلام کہتے ہیں۔

حدیث (۶) یا ابا الدرداء لاتخص لیلۃ الجمعۃ بقیام (رواہ احمد فی مسندہ از کنوز الحقائق ص۲۰۴ ج ۲)

اے ابو الدرداء شب جمعہ کو قیام اللیل کے ساتھ خاص مت کر۔

حدیث (۷) یا ابادوس ایاک و مشاورۃ النساء (رواہ الطبرانی از کنوز الحقائق ص۲۰۴ ج ۲)

اے ابو دوس تو اپنے آپ کو عورتوں کے مشورہ سے بچا۔

حدیث (۸) یا اباذر انہ لا یفتر من الدنیا ماکان للاخرۃ (رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس از کنوز الحقائق ص۲۰۴ جلد ۲)

اے ابو ذر بات یہ ہے کہ دنیا کی کوئی چیز آخرت کے لئے مضر نہ ہو۔

حدیث (۹) یا اباذر جدد السفینۃ فان البحر عمیق (رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس از کنوز الحقائق ص۲۰۴ ج ۲)

اے ابوذر کشتی نئی تیار کر کہ دریا بہت گہرا ہے۔

حدیث (۱۰) یا اباذر صل الصلاۃ

اے ابوذر نماز اس کے وقت پر ادا کر

لو قتھا۔ (رواہ احمد فی مسندہ از کنوز الحقائق صفحہ ۲۰۴ ج ۲)

حدیث (۱۱) یا ابا رافع اقتل کل کلب بالمدینۃ (رواہ احمد از کنوز الحقائق صفحہ ۲۰۴ ج ۲)

اے ابو رافع مدینہ کے ہر کتے کو قتل کر دے

حدیث (۱۲) یا ابا سعید لا یاکل طعامک الا تقی (رواہ حاکم الترمذی فی النوادر از کنوز الحقائق صفحہ ۲۰۴ ج ۲)

اے ابو سعید تیرے کھانے کو متقی ہی کھائے۔

حدیث (۱۳) یا ابا عمیر ما فعل النغیر (رواہ الطبرانی واحمد از کنوز الحقائق صفحہ ۲۰۴ ج ۲)

اے ابو عمیر کیا ہوا نغیر پرندا۔

حدیث (۱۴) یا ابا فاطمہ ان اردت تلقانی فاکثر السجود۔ (رواہ احمد فی مسند از کنوز الحقائق صفحہ ۲۰۴ ج ۲)

اے ابو فاطمہ اگر تو مجھ سے ملاقات کرنا چاہتی ہے تو سجدے بکثرت کر۔

حدیث (۱۵) یا ابا ھریرۃ اذا توضأت فقل بسم اللہ۔ (رواہ الطبرانی از کنوز الحقائق صفحہ ۲۰۴ ج ۲)

اے ابو ہریرہ جب تو وضو کرے۔ تو بسم اللہ پڑھ۔

حدیث (۱۶) یا ابا ھریرۃ جدد الاسلام تکثر من الشہادۃ۔ (رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس از کنوز الحقائق صفحہ ۲۰۴ ج ۲)

اے ابو ہریرہ کلمہ شہادت بکثرت پڑھ اور تجدید اسلام کیا کر۔

حدیث (۱۷) یا اخی یا عمر لا تنسنا من دعائک ۔ (رواہ احمد فی مسند ۔ از کنوز الحقائق صـ۲۰۴ ج ۲)

اے بھائی اے عمر تو ہمیں اپنی دعا سے نہ بھلانا ۔

حدیث (۱۸) یا ابن عباس اذا قرأت فرتل (رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس از کنوز الحقائق صـ۲۰۴ ج ۲)

اے ابن عباس جب تو قرآت کرے تو ترتیل کرنا ۔

حدیث (۱۹) یا سعد ارم فداک ابی وامی ۔ (رواہ البخاری از کنوز الحقائق صـ۲۰۵ ج ۲)

اے سعد تیر اندازی کر ۔ تجھ پر میرے باپ ماں فدا ہوں ۔

حدیث (۲۰) یا عائشہ اعطی ولا یحصی فیحصی اللہ علیک (رواہ احمد فی مسندہ از کنوز الحقائق صـ۲۰۵ ج ۲)

اے عائشہ دے اور شمار نہ کر ۔ کہ اللہ شمار نہ کرے گا تجھ پر ۔

حدیث (۲۱) عن عثمان بن حنیف ان اعمی قال یا رسول اللہ ادع اللہ ان یکشف لی عن بصری قال انطلق فتوضاء ثم صل رکعتین ثم قل اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبی محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربک ان یکشف لی عن بصری

حضرت عثمان بن حنیفؓ سے مروی ہے کہ بیشک ایک نابینا نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ۔ اللہ سے دعا کیجیے کہ میری آنکھ کو بینا کر دے فرمایا جا کر وضو کرو پھر دو رکعت نماز پڑھو پھر کہو اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ۔ اور بوسیلہ محمد نبی الرحمۃ کے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں یا رسول اللہؐ میں تمہارے رب کی طرف

(از شرح شفا ص۴۵۳ ج۱)

آپکے وسیلہ سے متوجہ ہو کر یہ چاہتا ہوں کہ میری آنکھیں کھل جائیں۔

حدیث (۲۲) عن عبد اللہ بن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلمنا التشهد کما یعلمنا السورة من القرآن وفی التشهد السلام علیک ایها النبی (از مشکوٰۃ ص۸۵)

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تشہد اس طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن کی سورۃ سکھاتے تھے اور تشہد میں یہ ہے کہ سلام ہو تم پر اے نبی۔

از اقوال سلف و خلف

(۱) روی ابو حنیفة فی مسنده عن ابن عمر رضی اللہ عنهما قال من السنة ان تاتی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من قبل القبلة وتجعل ظهرک الی القبلة وتستقبل القبر بوجهک ثم تقول السلام علیک ایها النبی الکریم (از وفاء الوفا ص۴۲۴ ج۲)

امام اعظم نے اپنے مسند میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے فرمایا۔ سنت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر حاضر ہو قبلہ کی طرف سے اور اپنی پشت قبلہ کی طرف کرے اور قبر شریف کی طرف منہ کرے پھر کہے سلام ہو تم پر اے نبی کریم۔

(۲) قصیدہ امام اعظم میں ہے:

یا سید السادات جئتک قاصدا
ارجو رضاک واحتمی بحماک

اے سرداروں کے سردار میں آپ کے پاس یہ قصد کرتے ہوئے حاضر ہوا ہوں آپکی رضا

واللہ یا خیر الخلق ان لی قلبا مشوقا لا یروم سواک

کا طالب ہوں اور آپکی حمایت کو تلاش کرتا ہوں خدا کی قسم اے بہترین خلق میرے پاس شوقین قلب ہے، جو آپ کے سوا کسی کا ارادہ نہیں کرتا۔

(۳) نظم مقدسی میں ہے:

یا خیر من دفنت بالقاع اعظمہ
فطاب من طیبهن القاع والاکم
(از شفاء السقام ص۴۶)

اے بہتر ان کے جو زمین میں مدفون ہوئے تو ان کی خوشبو سے گورستان کی خاک معطر ہو جائے۔

(۴) مراقی الفلاح میں بوقت حاضری روضۂ طاہرہ یہ الفاظِ سلام تعلیم کئے۔

السلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ
السلام علیک یا نبی اللہ۔
السلام علیک یا حبیب اللہ۔
السلام علیک یا نبی الرحمۃ
السلام علیک یا شفیع الامۃ
السلام علیک یا سید المرسلین
(از مراقی الفلاح ص۴۳۲)

تم پر سلام ہو اے مرے سردار یا رسول اللہ
تم پر سلام ہو یا نبی اللہ۔
تم پر سلام ہو یا حبیب اللہ۔
تم پر سلام ہو اے نبی رحمت۔
تم پر سلام ہو اے شفیع امت۔
تم پر سلام ہو اے رسولوں کے سردار

(۵) فتاویٰ علمگیری میں ہے:

السلام علیک یا رسول اللہ من فلان بن فلان یستشفع بک الی ربک فاشفع لہ ولجمیع المسلمین۔

تم پر سلام ہو یا رسول اللہ فلاں بن فلاں کی طرف سے وہ آپکی رب کے طرف آپ کے وسیلہ سے سفارش چاہتا ہے تو اسکے لئے

اور تمام مسلمانوں کیلئے سفارش کیجئے

(۶) علامہ خیر الدین رملی استاذ صاحب در مختار فتاویٰ خیریہ میں لکھتے ہیں۔

یا شیخ عبد القادر فھو نداء واذا ضیف الیہ شیئ للہ فھو طلب شیئ اکراما للہ فما الموجب لحرمۃ (از فتاوی خیریہ مصری ص ۱۸۲/۲)	اے شیخ عبد القادر تو یہ نداء ہے اور جب اسکے ساتھ شیئاً للہ اور ملا دیا جائے تو یہ کسی شئے کا طلب کرنا ہے اللہ کے اکرام کیلئے لہٰذا اسکے حرام ہونیکا کیا سبب ہے۔

(۷) علامہ سمہودی وفاء الوفا میں زائر مدینہ کیلئے یہ الفاظ تعلیم کرتے ہیں۔

یقول نحن وفدک یا رسول اللہ و زوارک جئناک لقضاء حقک والتبرک بزیارتک والاستشفاء بک الی ربک (از وفاء الوفاء ط ۴۳۹ ج ۲)	بوقت زیارت کہے یا رسول اللہ ہم آپ کے پاس وفد ہو کر حاضر ہوئے اور زیارت کرنے والے اور ہم آپکی خدمت میں آپکا حق ادا کرنے کیلئے آئے ہیں اور آپکی زیارت سے تبرک حاصل کرنے کیلئے اور آپکے رب کی طرف آپکو وسیلہ بنا کر سفارش چاہنے حاضر ہوئے ہیں
(۸) حضرت مولانا جامی فرماتے ہیں:	اے نبی اللہ رحم کیجئے رحم کیجئے۔

(۹) حضرت شمس الدین تبریزی فرماتے ہیں:

یا رسول اللہ حبیب خالق یکتا توئی برگزیدہ ذوالجلال پاک بے ہمتا توئی	یا رسول اللہ آپ ہی اپنے خالق کے خاص حبیب ہیں آپ خدائے پاک کے برگزیدہ بیمثل ہیں۔

(۱۰) حضرت شیخ محقق اپنے قصیدے میں فرماتے ہیں۔

خرابم در غم ہجر جمالت یا رسول اللہ جمالِ خود نمار حمے بجانِ زار شیدا کن بہر صورت کہ باشد یا رسول اللہ کرم فرما بلطف خود سرو سامان جمع بے سرو پا کن (از اخبار الاخیار ص۳۲۳)	یا رسول اللہ آپکے جمال کے غم ہجر میں، میں برباد ہو گیا۔ اپنا جمال دکھائیے اس جانِ زار پر رحم کیجئے بہر صورت یا رسول اللہ کرم کیجئے اس بے سرو سامان پر اپنا لُطف فرمائیے۔

الحاصل اگر غیر خدا کو یا سے ندا کر کے پکارنا شرک یا حرام و ناجائز ہوتا۔ تو قرآن و حدیث میں وارد نہ ہوتا۔ اور اللہ و رسول جل جلالہ، و صلی اللہ علیہ وسلم کا خود یہ فعل نہیں ہوتا اور صحابۂ کرام و سلف صالحین کے کلاموں میں یہ ہرگز ہرگز وارد نہ ہوتا۔ تو ان آیات و احادیث اور اقوال صحابہ و سلف صالحین نے یہ ثابت کر دیا کہ ندائے غیر اللہ جائز و صحیح ہے اور یہ معمول بہ بھی ہے۔ اس کو شرک کہنا باطل ہے ورنہ سب کو بلکہ اللہ و رسول پر بھی (معاذ اللہ) وہابیوں کو شرک کا فتویٰ لگانا پڑیگا اور سب کو مشرک کہنا پڑے گا۔

مسئلہ استعانت

عقیدۂ وہابیہ۔ یہ ہے کہ اللہ کے سوا انبیاء اور اولیاء سے مدد مانگنی اوران سے نفع اور نقصان کی امید رکھنی شرک ہے۔

عالم میں ارادہ سے تصرف کرنا اور اپنا حکم جاری کرنا اور اپنی خواہش سے مارنا اور جلانا۔ روزی کی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست اور بیمار کر دینا۔ فتح و شکست دینی۔ اقبال و ادبار دینا۔ مرادیں پوری کرنی۔ حاجتیں برلانی۔ بلائیں ٹالنی مشکل

میں دستگیری کرنی۔ بُرے وقت میں پہونچنا۔ یہ سب اللہ ہی کی شان ہے۔ اور کسی انبیاء و اولیاء کی پیر و شہید کی بھوت و پری کی یہ شان نہیں۔ جو کوئی کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور اس توقع پر نذر و نیاز کرے اور اسکو مصیبت کے وقت پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے۔ خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے۔ ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویۃ الایمان ص۱۱) ہر مراد اللہ ہی سے مانگے اور ہر مشکل میں اسی کی مدد چاہے (تقویۃ الایمان ص۳۹) ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار (ص۲۹) نفع اور نقصان کی اُمید رکھنی اسی سے چاہئے کہ یہ معاملہ اور کسی سے کرنا شرک ہے (تقویۃ ص۴۴)

عقیدۂ اہل سُنّت:۔ یہ ہے کہ بالذات نفع اور نقصان کا پہنچانے والا اور مدد کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور حضرات انبیاء اور اولیاء خداداد قوت سے مدد کرتے ہیں۔ مشکلیں ٹالتے ہیں۔ مرادیں بر لاتے ہیں۔ ان سے مخلوق کو نفع اور نقصان پہنچتا ہے۔ یہ دستگیری کرتے ہیں۔ اس کے دلائل یہ ہیں۔

دلائل از آیات

آیت (۱) واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ — صبر و نماز سے مدد چاہو۔
(سورۂ بقرہ پ۲ رکوع ۳)

آیت (۲) وتعاونوا علی البر والتقویٰ — اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔
(سورۂ مائدہ پ۶ رکوع ۱)

آیت (۳) قال من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ (سورۂ آل عمران پ۳ رکوع ۱۲)

عیسٰے نے کہا کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف حواریوں نے کہا ہم دین خدا کے مددگار ہیں۔

آیت (۴) ثم ادعھن یاتینک سعیا (بقرہ پ۳ رکوع ۳)

پھر ان کو پکارو وہ تیرے پاس دوڑتے ہوئے آئیں گے۔

آیت (۵) فاعینونی بقوۃ اجعل بینکم و بینھم ردما۔ (الکہف پ۱۶ رکوع ۲ آیت ۹۵)

ذوالقرنین نے فرمایا۔ میری طاقت سے مدد کرو۔ میں تم میں اور ان میں ایک مضبوط آڑ بنا دو۔

دلائل از احادیث

حدیث (۱) عن معاذ بن جبل استعینوا علے انجاج الحوائج بالکتمان فان کل ذی نعمۃ محسود۔ (طبرانی حلیہ ابن عدی وغیرہ از جامع صغیر ص۳۳ ج۱)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی حاجتوں پر کامیابی کے لئے چھپانے کے ساتھ مدد چاہو۔

حدیث (۲) عن ابن عباس استعینوا بطعام السحر علے صیام النہار و بالقیلولۃ علے قیام الیل۔ (رواہ مستدرک۔ طبرانی بیہقی از جامع صغیر ص۳۳ ج۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی کہ حضور نے فرمایا کہ روز روشن پر سحری کھا کر مدد چاہو۔ اور قیام شب پر دوپہر میں سوکر مدد چاہو۔

حدیث (۳) عن انس استعینو علے النساء بالعری فان احدھن اذا کثرت ثیابھا احسنت زینتھا اعجبھا الخروج۔ (رواہ ابن عدی از جامع صغیر ص۳۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ حضور نے فرمایا عورتوں کی خانہ نشینی پر انھیں کم کپڑے دیکر مدد چاہو کہ جب کسی کے پاس زیادہ کپڑے ہونگے تو وہ سنگھار کرکے باہر نکلنے کو پسند کریں گی۔

حدیث (۴) عن ابی ھریرۃ استعن بیمینک (رواہ الترمذی از جامع صغیر ص۳۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ حضور نے فرمایا اپنے دہنے ہاتھ سے مدد طلب کرو۔

حدیث (۶) عن شریح بن عبید قال ذکر اھل الشام عند علی وقیل العنھم یا امیر المومنین قال لا انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الابدال یکونون بالشام وھم اربعون رجلا کلما مات رجل ابدل اللہ مکانہ رجل یسقے بھم الغیث وینتصر بھم علے الاعداء یصرف عن اھل الشام بھم العذاب (از مشکوٰۃ شریف ص۵۸۳)

حضرت شریح بن عبید سے مروی انہوں نے کہا کہ اہلِ شام کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ذکر ہوا تو ان سے کہا گیا کہ ان پر لعنت کیجئے اے امیر المومنین کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے ہیں کہ شام میں چالیس مرد ابدال ہونگے جب ایک فوت ہوجائے گا تو اللہ اسکی جگہ دوسرا بدل دیگا ان کے توسل سے بارش سے سیرابی ہوتی ہے۔ دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے۔ اہل شام سے عذاب دفع ہوجاتا ہے۔

حدیث (۷) وان اراد عونا فلیقل
یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی
یا عباد اللہ اعینونی
(از ظفر جلیل ترجمہ حصن حصین صـ۱۴۰)

حدیث (۸) اذا انفلتت دابۃ احدکم
بارض فلاۃ فلینادیا عباد اللہ احبسوا
علی دابتی۔ (رواہ ابو العلی والطبرانی
از جامع صغیر صـ۱۸ ج۱)

حدیث (۹) عن ابی ھریرۃ اعینوا
اولادکم علی البر من شاء استخرج
العقوق من ولدہ
(طبرانی از جامع صغیر صـ۳۹ ج۱)

حدیث (۱۰) عن عبادۃ بن الصامت
الابدال فی ھذہ الامۃ ثلاثون
رجلا قلوبھم علی قلب ابراھیم خلیل
الرحمن کلما مات رجل ابدل اللہ
مکانہ رجلا۔ (رواہ احمد فی مسندہ
از جامع صغیر صـ۱۰۳ ج۱)

حدیث (۱۱) عنہ الابدال فی امتی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر
مدد چاہے تو یہ کہے اے اللہ کے بندو
میری مدد کرو اے اللہ کے بندو میری مدد
کرو اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔

جب تم میں سے کسی کی سواری وسیع جنگل
میں گم ہو جائے یا چھن جائے یا چھوٹ جائے
تو وہ یوں پکارے کہ اے اللہ کے بندو
میری سواری روکو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی
کہ حضور نے فرمایا نیکی پر اپنی اولاد کی
مدد کرو جو یہ چاہتا ہے کہ بچے سے نافرمانی
نکل جائے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ
سے مروی کہ حضور نے فرمایا کہ ابدال
اس امت میں تیس آدمی ہیں انکے دل قلب
ابراہیم خلیل اللہ کے پرتو ہوں گے۔ جب
ایک فوت ہو جائیگا اور اسکی جگہ میں
دوسرے شخص کو بدل دیگا۔

انھیں حضرت عبادہ سے مروی کہ حضور

ثلاثون بھم تقوم الارض وبھم تمطرون وبھم تنصرون۔

رواہ الطبرانی از جامع صغیر (ص۱۰۲ ج۱)

حدیث (۱۲) عن عوف بن مالك الابدال فی اھل الشام وبھم ینصرون وبھم یرزقون۔

(رواہ الطبرانی از جامع صغیر ص۱۰۲ ج۱)

حدیث (۱۳) عن علی الابدال بالشام وھم اربعون رجلا کلما مات رجل ابدال اللہ مکانہ رجلا یسقے بھم الغیث وینتصر بھم علی الاعداء ویصرف عن اھل الشام بھم العذاب

رواہ احمد

(از جامع صغیر ص۱۰۲ جلد۱)

حدیث (۱۴) عن ابن عمر ان للہ تعالی عبادا اختصھم بحوائج الناس یفزع الناس الیھم فی حوائجھم اولئك الامنون من عذاب اللہ

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں تیس ابدال ہونگے انھیں کی وجہ سے زمین قائم رہے گی۔ تم پر بارش کیجائیگی تمہاری مدد کی جائے گی۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی۔ اہل شام میں ابدال ہونگے انھیں کی وجہ سے وہ مدد کئے جائیں گے اور رزق دیئے جائیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شام میں چالیس آدمی ابدال ہیں جب انمیں کا ایک فوت ہوگا اللہ اسکی جگہ میں دوسرے آدمی کو بدل دیگا انھیں کی وجہ سے وہ بارش سے سیراب ہوں گے اور انکی مدد ہوگی دشمنوں پر اور عذاب دفع ہوگا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی کہ حضور نے فرمایا اللہ تعالی کے کچھ ایسے بندے ہیں جنہیں لوگوں کی حاجتیں پوری ہونیکے لئے مخصوص کردیا ہے لوگ اپنی حاجتوں میں

(رواہ الطبرانی از جامع صغیر ص۸۵ ج ۱)

ان کی طرف فریاد کریں گے۔ وہ اللہ کے عذاب سے محفوظ ہیں۔

حدیث (۱۵) عن ربیعۃ بن کعب قال کنت ابیت مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاتیتہ بوضوئہ وحاجتہ فقال لی سل فقلت اسئلک مرافقتک فی الجنۃ قال اوغیر ذلک قلت ھو ذاک قال فاعنی علی نفسک بکثرۃ السجود۔

(رواہ مسلم از مشکوٰۃ شریف ص۸۴)

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رات گزاری تو میں وضو اور حاجت کیلئے پانی لایا حضور نے مجھ سے فرمایا مانگ میں نے عرض کیا جنت میں حضور کی رفاقت مانگتا ہوں فرمایا بھلا اور کچھ عرض کیا میری مراد تو بس یہی ہے۔ فرمایا تو میری مدد کر اپنے نفس پر کثرتِ سجود سے۔

دلائل از اقوال سلف وخلف

(۱) ردالمحتار میں علامہ ابن عابدین نے افادہ فرمایا:

ان الانسان اذا ضاع لہ شئی واراد ان یردہ اللہ سبحٰنہ علیہ فلیقف علے مکان عال مستقبل القبلۃ و یقرأ الفاتحۃ ویھدی ثوابھا للنبی صلے اللہ علیہ وسلم ثم یھدی ثواب

جب انسان کی کوئی چیز گم ہو جائے اور وہ چاہے کہ خدا اسکو واپس دلادے تو ایک بلند جگہ پر قبلہ رو کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھے اور اسکا ثواب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ کر کے سید احمد علوان

ذلک لسیدی احمد بن علوان۔ و یقول یاسیدی احمد یا ابن علوان ان لم ترد علی ضالتی والا نزعتک من دیوان الاولیاء فان اللہ تعالیٰ یرد علی من قال ذلک ضالتہ ببرکتہ (از شامی مصری ص۳۳۴ ج۳)

رضی اللہ عنہ کو پہنچائیے اور کہے اے سید احمد یا علوان اگر تم نے میری گمی ہوئی چیز واپس دلادی تو خیر ورنہ میں تمہارا نام دفترِ اولیا سے کٹوادوں گا۔ اس عمل سے ببرکت ان ولی کے اللہ تعالیٰ وہ گمی ہوئی چیز واپس دلادے گا۔

(۲) یہی علامہ شامی اسی ردالمحتار میں استعانت امام شافعی کو تحریر فرماتے ہیں:

وعما روی من تادب الامام الشافعی معہ انہ قال انی لاتبرک بابی حنیفۃ واجیئ الی قبرہ فاذا عرضت لی حاجۃ صلیت رکعتین وسألت اللہ تعالیٰ عند قبرہ فتقضٰی سریعا۔

(از شامی مصری ص۳۹ ج۱)

امام اعظم کے ساتھ امام شافعی کے ادب کا یہ واقعہ مروی ہے کہ امام شافعیؒ نے فرمایا۔ میں امام اعظم کے ساتھ تبرک حاصل کرتا ہوں اور انکے مزار پر حاضر ہوتا ہوں جب مجھ کو کوئی حاجت پیش آتی ہے تو دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے ان کے مزار کے قریب دعا کرتا ہوں تو بہت جلد میری دعا پوری ہوجاتی ہے۔

(۳) یہی علامہ اسی شامی میں ناقل ہیں:۔

وقولہ ومعروف الکرخی بن فیروز من المشائخ الکبار مجاب الدعوات یستسقی بقبرہ (از شامی ص۴۲ ج۱)

معروف کرخی بن فیروز بڑے مشائخ سے ہیں وہ مجاب الدعوات ہیں ان کی قبر سے سیرابی طلب کی جاتی ہے۔

(۴) عن مالک الدار قال اصاب الناس قحط فی زمان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فجاء رجل الی قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ استسق اللہ لامتک فانھم قد ھلکوا فاتاہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی المنام فقال ائت عمر فاقرئہ السلام واخبرہ انھم مسقون وقل لہ علیک الکیس فاتی الرجل عمر رضی اللہ عنہ فاخبرہ فبکی عمر رضی اللہ عنہ ثم قال یارب ما الو الا ما عجزت عنہ وروی سیف فی الفتوح ان الذی رائی المنام بلال بن الحارث المزنی احد الصحابہ رضی اللہ عنھم

(از وفا رالوفا مصری ص ۴۲۱ ج ۱)

حضرت مالک الدار سے مروی ہے کہ خلافت فاروقی میں لوگ قحط سالی میں مبتلا ہوئے تو ایک شخص بلال بن حارث صحابی مزارِ اقدس پر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ اپنی امت کیلئے اللہ سے سیرابی طلب کیجئے کہ وہ ہلاک ہوئی جاتی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں تشریف لائے اور فرمایا کہ تو عمر کے پاس جا اور اس سے سلام کہنا اور اسکو خبر دینا کہ لوگ سیراب کر دیئے گئے اور اس سے یہ کہنا کہ تو دانائی لازم پکڑ۔ وہ شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انھیں خواب کی خبر دی حضرت عمر رضی اللہ عنہ روئے پھر کہا اے رب میں کوئی کمی نہیں کرتا مگر جس سے عاجز ہوں۔ اور سیف نے فتوح میں روایت کی کہ جس نے خواب دیکھا تھا یہ بلال بن حارث مزنی ہیں جو صحابہ سے ہیں۔

(۵) یہی علامہ سمہودی اسی میں ناقل ہیں قحط اھل المدینۃ قحطا شدیدا فشکو

اہل مدینہ سخت قحط سالی میں مبتلا ہوئے

الی عائشہ رضی اللہ عنہا فقالت
فانظروا قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فاجعلوا بینہ کوۃ الی السماء حتے
لایکون بینہ وبین السماء
سقف ففعلوا فمطروا
(از وفاء الوفاء ص۴۲۱ ج۱)

(۶) اسی میں ہے: قال الامام ابوبکر
بن المقری کنت انا والطبرانی وابو
الشیخ فی حرم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وکنا علی حالۃ واثر
فینا الجوع وواصلنا ذلک الیوم
فلما کان وقت العشاء حضرت
قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت
یارسول اللہ الجوع وانصرفت
فقال لی ابو القاسم اجلس فاما ان
یکون الرزق او الموت قال ابوبکر
فقمت انا وابو الشیخ والطبرانی جالس
ینظر فی شئ فحضر بالباب علوی

تو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے اسکی شکایت کی کہ حضرت ام المومنین
نے فرمایا تم نبی کریم علیہ التسلیم کی قبر انور
کی طرف نظر کرو اور اسکے اور آسمان کے
درمیان ایک روشندان سوراخ ایسا کردو
کہ درمیان چھت کی آڑ نہ رہے۔ انہوں نے
ایسا ہی کیا تو وہ بارش کیے گئے۔

امام ابوبکر مقری نے کہا کہ میں اور طبرانی اور
ابو الشیخ حرم مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں
تھے اور ہم اس حال میں تھے کہ ہم پر بھوک
غالب تھی وہ دن تو اسطرح گزرا جب
وقت عشاء ہوا میں مزار انور پر حاضر ہوا
اور عرض کیا کہ یارسول اللہ بھوک لگی ہے
میں واپس آیا تو مجھ سے ابو القاسم نے
کہا تشریف رکھئے یا تو کھانا ہو یا موت۔
ابوبکر نے کہا کہ میں اور ابو الشیخ تو کھڑے
ہو گئے اور طبرانی کسی چیز کو دیکھتے رہ گئے
تو دروازہ پر ایک علوی آئے اور انہوں نے
دروازہ کھٹکھٹایا۔ ہم نے کھول دیا۔

قدق فقتحنالہ فاذا معہ غلامان
مع کل واحد زنبیل فیہ شئ کثیر
فجلسنا واکلنا وظننا ان الباقی یاخذہ
الغلام فولی وترک عندنا الباقی فلما
فرغنا من الطعام قال العلوی یا قوم
اشکرتم الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فانی رأیت رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم فی المنام فامرنی
ان احمل بشئ الیکم

(از وفاء الوفاء ص۴۲۶ ج۱)

توان کے ساتھ دو غلام ہیں۔ ہر ایک کے
پاس زنبیل ہے جسمیں کچھ کھانا ہے تو ہم بیٹھ
گئے اور ہم نے کھانا کھایا اور یہ خیال کیا کہ
باقی کھانا غلام لیجائیگا تو وہ غلام اُلٹے
پاؤں چلا گیا اور بقیہ کھانا چھوٹ گیا تو
جب ہم کھا کر فارغ ہو گئے تو اس علوی نے
کہا اے قوم کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے شکایت کی تھی کہ میں نے حضور کو
خواب میں دیکھا پس مجھ کو حکم فرمایا کہ انکے
پاس کچھ کھانا لیجاؤ۔

(۷) اسی میں ہے۔ قال ابن جلاد دخلت
مدینۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم
وبی فاقتہ فتقدمت الی القبر وقلت
ضیفک فخفوت فرأیت النبی صلے
اللہ علیہ وسلم فاعطانی رغیفا
فاکلت نصفہ وانتبھت وبیدی
نصف الآخر

(از وفاء الوفاء ص۴۲۶ ج۲)

ابن جلاد نے کہا کہ میں مدینہ پاک میں حاضر
ہوا اور میں فاقہ سے تھا۔ تو میں مزار اطہر
پر حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا کہ میں آپکا
مہمان ہوں۔ پھر مجھے نیند آگئی۔ تو میں نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ مجھے ایک
روٹی عطا فرمائی میں نے آدھی کھالی۔
اور بیدار ہو گیا تو میرے ہاتھ میں دوسرا
آدھا ٹکڑا موجود تھا۔

(۸) اسی میں ہے۔ قال ابوالخیر الاقطع

ابو الخیر اقطع نے کہا کہ مدینۃ الرسول صلی اللہ

دخلت مدينة النبي صلى الله عليه
وسلم وانا بفاقة فاقمت خمسة
ايام ماذقت ذواقا فتقدمت الى
القبر وسلمت على النبي صلى الله عليه
وسلم وعلى ابي بكر وعمر وقلت انا
ضيفك يا رسول الله وتنحيت
ونمت خلف القبر فرأيت في المنام
النبي صلى الله عليه وسلم وابو بكر
عن يمينه وعمر عن شماله وعلى ابن
ابي طالب بين يديه فحركني علي
وقال قم قد جاء رسول الله صلى
الله عليه وسلم فقمت اليه و
قبلت بين عينيه فدفع الي
رغيفا فاكلت نصفه وانتبهت
فاذا في يدي نصف رغيف۔

(از وفاء الوفاء ص ۴۲۶ ج ۲)

علیہ وسلم میں حاضر ہوا اور میں فاقہ سے
تھا۔ اور میں نے اسمیں پانچ دن اقامت
کی کہ ان میں کوئی نوالہ نہیں کھایا۔ پھر میں
قبر انور کے قریب پہنچا اور حضور پر سلام عرض
کیا۔ اور ابو بکر و عمر کے مواجہ میں سلام
پیش کیا۔ اور میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ
میں آپکا مہمان ہوں اور کچھ ہٹ کر سو گیا
تو میں نے خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس
طرح دیکھا کہ حضرت ابو بکر آپ کے دہنے ہیں
اور حضرت عمر بائیں جانب ہیں اور حضرت علی
کرم اللہ وجہہ سامنے ہیں تو مجھے حضرت علی نے
حرکت دی اور کہا کھڑا ہو جا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم تشریف لے آئے تو میں کھڑا ہو گیا۔
اور میں نے آپکی پیشانی مبارک کے درمیان
بوسہ دیا تو حضور نے مجھے ایک روٹی عطا
فرمائی میں آدھی کھا کر بیدار ہو گیا تو دوسری
آدھی میرے ہاتھ میں تھی۔

(۹) اسی میں ہے۔ قال احمد بن محمد
الصوفي تهت البادية ثلاثة اشهر

احمد بن محمد صوفی نے کہا کہ میں تین ماہ
تک جنگل میں گھومتا رہا تو میرا بدن ننگا

فانسلخ جلدی فدخلت المدینة و
جئت الی النبی صلے اللہ علیہ وسلم
فسلمت علیہ وعلی صاحبیہ ثم تممت
فرایتہ صلے اللہ علیہ وسلم فی النوم
فقال لی یا احمد جئت قلت نعم وانا
جائع وانا فی ضیافتک قال افتح کفیک
ففتحتھما فملأھما دراھم فانتبھت وھما
مملوء تان وقمت فاشتریت خبزا
حواری وفالوذجا واکلت وقمت
الوقت ودخلت البادیة
(از وفاء الوفاء ص ۴۲۶ ج ۲)

(۱۰) اسی میں ہے: وذکر الحافظ بن عساکر
ابو القاسم فی تاریخہ بسندہ الی ابی القاسم
ثابت بن احمد البغدادی قال انہ
رائی رجلا بمدینة النبی صلے اللہ
علیہ وسلم اذن للصبح عند قبر النبی
صلے اللہ علیہ وسلم فقال فیہ الصلوٰۃ
خیر من النوم فجاءہ خادم من خدم
المسجد فلطمہ حین سمع ذلک فبکی

ہوگیا تو میں مدینہ طیبہ میں حاضر ہوگیا۔
اور روضہ اطہر پر حاضر ہوا اور آپ پر اور
آپکے ہر دو اصحاب پر سلام عرض کیا پھر سوگیا
تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا
مجھ سے فرمایا اے احمد تو آگیا میں نے عرض کیا ہاں
میں بھوکا ہوں اور آپکے مہمانوں میں ہوں۔
فرمایا اپنا ہاتھ کھول میں نے ان کو کھول دیا تو
حضور نے انھیں دراہم سے بھر دیا۔ تو جب
میں بیدار ہوا تو دونوں ہاتھ بھرے ہوئے
دیکھے تو میں کھڑا ہوگیا میں نے روٹیاں میدہ
کی اور فالودہ خرید کیا اور کھایا اور اسی
وقت کھڑا ہوگیا۔ اور بیابان میں پہنچ گیا۔
حافظ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ابو القاسم
تک اپنی سند سے ذکر کیا کہ ثابت بن احمد
بغدادی نے کہا کہ انہوں نے ایک شخص کو
مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دیکھا کہ
اس نے صبح کی آذان کہی مزار نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے قریب اور اسمیں کہا الصلوٰۃ خیر
من النوم تو اسکے پاس خدام مسجد سے ایک
خادم آیا اور اسکے ایک طمانچہ مارا۔ جب یہ

الرجل وقال یا رسول اللہ فی حضرتک
یفعل بی ھذا الفعل فقلج الخادم وحمل
الی دارہ فمکث ثلاثۃ ایام ومات
(از وفاء الوفاء ص ۴۲۷ ج ۲)

(۱۱) یقول ابو اسحاق ابراھیم بن سعید
کنت بمدینۃ النبی صلے اللہ علیہ
وسلم ومعی ثلاثۃ من الفقراء
فاصابتنا فاقۃ فجئت الی النبی صلے
اللہ علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ
لیس لنا شیئ ویکفینا ثلاثۃ امداد
من ای شیئ کان فتلقانی رجل
فدفع لی ثلاثۃ امداد من التمر الطیب
(از وفاء الوفاء ص ۴۲۷ ج ۲)

(۱۲) یقول الشیخ ابو عبد اللہ محمد بن
ابی الامان کنت بمدینۃ النبی صلی اللہ علیہ
وسلم خلف محراب فاطمۃ وکانت بی فاقۃ
فخرجت من بیتی فاتیت بیت فاطمۃ
رضی اللہ عنہا فاستغثت بالنبی صلے

کلمہ سنا تو یہ شخص رویا اور عرض کی یا رسول
اللہ آپکے ہوتے ہوئے اس نے یہ فعل میرے
ساتھ کیا تو وہ خادم مفلوج ہو گیا اور
اسکو اسکے گھر کی طرف اٹھا کر لیگئے تین
دن تک وہ زندہ رہا پھر مر گیا۔

ابو اسحاق ابراہیم بن سعد کہتے ہیں کہ
میں مدینہ طیبہ میں تھا اور میرے ساتھ تین
اور فقیر تھے تو ہمیں فاقہ پہنچا تو میں مزار
انور پر حاضر ہوا اور میں نے عرض کی یا
رسول اللہ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے ہمیں
کسی چیز کے تین مد کافی ہیں۔ تو مجھ سے
ایک شخص نے ملاقات کی اور مجھے تین
مد عمدہ کھجور کے دیئے۔

شیخ ابو عبد اللہ محمد کہتے ہیں کہ میں
مدینہ پاک میں محراب فاطمہ کے پیچھے تھا اور
میں فاقہ سے تھا تو میں اپنے گھر سے نکلا
اور بیت فاطمہ کے قریب پہنچا۔ اور نبی صلی
اللہ علیہ وسلم سے فریاد کی اور کہا کہ میں بھوکا ہوں

اللہ علیہ وسلم وقلت انی جائع فنمت فرأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاعطانی قدح لبن فشربت حتی رویت وھذا ھو فیض اللبن من فیہ فی کفی (از وفاء الوفاء ص۱۳۸۷ ج۲)

تو میں سو گیا اور میں نے حضور کو خواب میں دیکھا کہ حضور نے مجھے ایک دودھ کا پیالہ عطا فرمایا تو میں نے اسکو پیا یہاں تک کہ میں سیر ہو گیا اور یہ اس دودھ کا اثر منھ میں ہے جو میری ہتھیلی پر ظاہر ہے۔

(۱۳) حضرت غوث پاک شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ بھجۃ الاسرار میں ہے۔

اذا سألتم اللہ حاجۃ فاسألوہ بی (از بہجۃ الاسرار مصری ص۲۳) من استغاث بی فی کربۃ کشفت عنہ ومن نادانی باسمی فی شدت فرجت عنہ ومن توسل بی الی اللہ فی حاجۃ قضیت لہ۔

(از بہجۃ الاسرار ص۱۰۲)

جب تم کسی حاجت کا اللہ سے سوال کرو تو میرے وسیلے سے مانگو کہ جس نے میرے وسیلے سے کسی مشکل میں فریاد کی تو میں اسکو ٹال دونگا اور جس نے میرے نام کے ساتھ کسی شدت میں پکارا تو میں اسکو دفع کر دوں گا اور جس نے کسی حاجت میں اللہ کی طرف میرا وسیلہ پکڑا تو میں اسکو پورا کر دوں گا۔

(۱۴) شاہ عبد العزیز محدث دہلوی اپنی کتاب بستان المحدثین میں ناقل ہیں کہ شیخ احمد زروق فرماتے ہیں:

انا لمریدی جامع لشتاتہ اذا ماسطا جور الزمان بنکبۃ وان کنت فی ضیق وکرب وحشۃ

میں اپنے مرید کا اسکی پراگندگیوں میں جامع ہوں جبکہ جور زمانہ سختیوں کے ساتھ اس پر حملہ کرے اگر تو تنگی و سختی و وحشت

فنادِ بیا زدوق اٰتِ بسرعة	میں ہو تو یا زدوق کہکر پکار۔ میں جلد
(ادبستان المحدثین ص۱۳۵)	آؤں گا۔

(۱۵) خاتمۃ المحدثین حضرت علامہ ابن حجر کے فتاوے حدیثیہ میں ہے۔

ومن نفع الاولیا ان برکتھم تغیث	اولیا کے منافع سے یہ نفع ہے کہ انکی برکت
العباد ویدفع بھا الفساد والانفسدت	سے لوگوں پر بارش کی جاتی ہے فساد دفع
الارض۔ (از فتاوی حدیثیہ مصری ط۲۲)	کیا جاتا ہے ورنہ زمین فاسد ہو جائے۔

(۱۶) حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی جذب القلوب میں فرماتے ہیں۔

توسل واستمداد ارباب حاجات بجناب سید	اہل حاجات کا جناب سید کائنات صلی اللہ
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مثل سعت رزق	علیہ وسلم سے مدد مانگنا۔ توسل کرنا جیسے
وحصول اولاد ونزول مطر درجائے عیش و	رزق میں کشائش۔ اولاد حاصل ہونا اور
امثال آں بسیار است (چند سطر بعد فرماتے	بارش کا ہونا وغیرہ بہت ہے، کہ حضور علیہ السلام
ہیں) وتوسل بوی صلی اللہ علیہ وسلم موجب	سے توسل حاجت پوری ہو جانیکا موجب اور
قضائے حاجت وسبب نجاح مرام است	مراد حاصل ہونیکا سبب ہے حضور نے خود توسل
(پھر فرمایا) وگفت آنحضرت بحق نبیک	کیا ہے۔ بحق نبیک والانبیاء الذین من قبلی
والانبیاء الذین من قبلی دریں حدیث	یعنی بوسیلہ اپنی نبی اور پہلے انبیاء کرام کے
دلیل است بر توسل در ہر دو حالت نسبت	تو اس حدیث میں توسل پر دلیل ہے۔
بہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حالت حیات	دونوں حالتوں میں یعنی انبیاء کی حیات
ونسبت بہ انبیاء علیھم السلام بعد از وفات	ظاہری میں اور بعد وفات کے توجب
وچوں توسل با نبیاء دیگر صلوات اللہ	اور انبیاء سے بعد وفات جائز ہوا۔ تو

علیہم بعد از وفات جائز است بسید انبیاء بطریق اولی جائز باشد بلکہ اگر بایں حدیث توسل با ولیاء خدا نیز بعد از وفات ایشاں قیاس کنند دور نیست۔

حضرت سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق اولی جائز ثابت ہوا۔ بلکہ اس حدیث سے اولیاء سے توسل بعد انکی وفات جائز ہے۔ اسی پر قیاس کریں۔

(از جذب القلوب ص۱۵۸)

(۱۷) حضرت شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں:

اگر التفات محض بجانب حق است و اورا یکے از مظاہر عون دانستہ و نظر بکارخانہ اسباب حکمت او تعالیٰ دراں نمودہ بغیر استعانت ظاہری نماید و دراز عرفان نخواہد بود در شرع نیز جائز و روا است و انبیاء و اولیا ایں نوع استعانت بغیر کردہ اند و در حقیقت ایں نوع استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت حق است از غیر۔ (تفسیر عزیزی ص۱۰)

اگر التفات خاص حق تعالیٰ کی طرف ہو اور بندہ مقرب کو مدد الہٰی کا مظہر جان کر اللہ تعالیٰ کے کارخانہ اسباب و حکمت پر نظر کر کے ظاہر غیر سے استعانت کرے تو یہ عرفان سے دور نہ ہوگا۔ اور شرع میں بھی جائز و روا ہے۔ انبیاء و اولیاء نے غیر سے اسی طرح کی استعانت کی ہے اور در حقیقت اس طرح مدد مانگنا غیر سے نہیں بلکہ خدا ہی سے مدد مانگنا ہے۔

الحاصل اگر استعانت بغیر اللہ ہر طرح شرک ہوتی تو ان آیات و احادیث اور اقوال میں وارد نہ ہوتی۔ تو ان آیات و احادیث و اقوال نے مذہب اہلسنت کی حقانیت اور مذہب وہابیہ کی غلطی اور بطلان ثابت کر دیا تو مذہب اہل سنت آیات و احادیث کے موافق اور مذہب وہابیہ مخالف ثابت ہوا۔ وما علینا الا البلاغ۔

مسئلہ میلاد شریف

عقیدۂ وہابیہ:- میں میلاد شریف ناجائز و نادرست اور حرام و فسق مشابہ بہ ہنود کنھیا کے جنم کی طرح ہے۔ ان کی عبارات یہ ہیں۔

عقد مجلس مولود اگرچہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام و تداعی اسمیں بھی موجود ہے لہٰذا اس زمانہ میں درست نہیں (از فتاوٰی رشیدیہ ص۴۵ ج ۱)

انعقاد مجلس مولود بدون قیام بروایت صحیحہ ہر حال ناجائز ہے۔ تداعی امر مندوب کے واسطے منع ہے۔ (فتاوٰی رشیدیہ ص۹۲ ج ۲)

محفل میلاد جس میں روایات صحیحہ پڑھی جائیں اور لاف و گزاف اور روایات موضوعہ کاذبہ نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے؟

الجواب:- ناجائز ہے بسبب اور وجوہ کے (از فتاوٰی رشیدیہ ص۱۳۱ ج۲) کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس اور مولود بھی درست نہیں۔ (از فتاوٰی رشیدیہ ص۱۱۲ ج ۳) پس ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل روافض کے نقل شہادت اہلبیت ہر سال بناتے ہیں۔ معاذ اللہ سانگ آپکی ولادت کا ٹھیرا اور خود حرکت قبیحہ قابل لوم و حرام و فسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بڑھکر ہوئے وہ تو تاریخ معین پر کرتے ہیں ان کے یہاں کوئی قید ہی نہیں جب چاہیں یہ خرافات فرضی بناتے ہیں اور اس امر کی شرع میں کہیں نظیر نہیں (از براہین قاطعہ ص۱۴۸) اور بعض رسائل میں اسکو بدعت کفر، شرک تک لکھ مارا۔

عقیدۂ اہلسنّت یہ ہے کہ یہ فعل نہ فقط جائز و مباح بلکہ مستحب و مستحسن ہے اور موجب اجر و ثواب ہے، باعثِ خیر و برکت ہے۔

دلائل از آیات

آیت (۱) قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین۔

بیشک اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب (سورۂ مائدہ پ۲ ع۶)

آیت (۲) وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین۔

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کیلئے (سورہ انبیاء پ۱۷ ع۷)

آیت (۳) لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف رحیم۔ (توبہ پ۱۱ ع۱۶)

بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔

آیت (۴) لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً (آل عمران پ۴ ع۸)

بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انھیں میں سے ایک رسول بھیجا۔

آیت (۵) ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً۔ (جمعہ پارہ ۲۸ ع۱)

وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انھیں میں سے ایک رسول بھیجا۔

آیت (۶) واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے انکا عہد لیا جو میں تمکو کتاب اور حکمت دوں

رسول مصدق لما معکم لتؤمننّ به ولا تنصرنه قال ء اقررتم واخذتم علے ذلکم اصری قالوآ اقررنا قال فاشهدوا وانا معکم من الشهدین
(سورہ آلِ عمران پ۳ ع۱۷)

پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

آیت (۷) واذ قال موسےٰ لقومه یاقوم اذکروا نعمة الله علیکم اذ جعل فیکم انبیاء (مائدہ پ۶ ع۸)

اور یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو کہ تم میں پیغمبر پیدا کئے۔

آیت (۸) واذکروا نعمة الله علیکم

اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہوئی

آیت (۹) یعرفون نعمة الله ثم ینکرونه (نحل پ۱۴ ع۱۱)

اللہ کی نعمت پہچانتے ہیں پھر اس سے منکر ہو جاتے ہیں۔

آیت (۱۰) قل بفضل الله وبرحمته فبذلك فلیفرحوا (یونس پ۱۱ ع۶)

تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اسی پر چاہیے کہ خوشی کرو۔

دلائل از کُتبِ الٰہیہ

(۱) توراۃ میں ہے عن ابن عباس انه سأل کعب الاحبار کیف تجد نعت رسول

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے کعب احبار سے سوال کیا تو

الله صلی الله علیه وسلم فی التوراة فقال
کعب نجده محمد بن عبد الله یولد بمکة
ویهاجر الی طابة ویکون ملکه بالشام
لیس بفحاش ولا سخاب فی الاسواق
(از خصائص کبری ص۱۰ ج۱)

(۲) تورات میں ہے۔ انی باعث من
ولد اسمٰعیل نبیا اسمه احمد من
آمن به فقد اهتدی ورشد ومن لم
یؤمن به فهو ملعون (سیرۃ النبی مصری ص۱۴۳ ج۱)

(۳) انجیل میں ہے: عیسیٰ علیه السلام
قال انی اسأل الله ان یبعث الیکم
فارقلیط آخر یکون معکم الی الابد وهو
یعلمکم کل شیئ ویفسر لکم الاسرار وهو
یشهد لی کما شهدت له ویکون
خاتم النبیین
(سیرۃ حلبی ص۲۵۲ ج۱)

(۴) زبور میں ہے: ان الله اوحی الی
داؤد فی الزبور یا داؤد انه سیاتی من

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت تورات
میں کس طرح پاتے ہو۔ کعب نے کہا کہ ہم تورات
میں یہ پاتے ہیں کہ محمد بن عبداللہ جو مکہ میں
پیدا ہوں گے اور طیبہ کی طرف ہجرت کرینگے
اور ان کا ملک شام ہوگا وہ فحش زبان نہیں
ہوں گے نہ بازاروں میں شور مچانے والے۔
بیشک میں اولاد اسمٰعیل سے ایک نبی مبعوث
کرنیوالا ہوں۔ جن کا نام احمد ہوگا جو
ان پر ایمان لے آیا اس نے ہدایت پائی۔
اور جو ایمان نہیں لایا تو وہ ملعون ہے۔
عیسےٰ علیہ السلام نے فرمایا میں اللہ سے
سوال کرتا ہوں کہ وہ تمہاری طرف ایک
دوسرا رسول مبعوث کرے جو ابد تک تمہارے
ساتھ رہے اور وہ تمہیں ہر بات سکھائیگا
اور تمہارے لئے پوشیدہ اور غیب بیان کریگا
اور وہ میری شہادت دیگا جیسا کہ میں انکی
شہادت دیتا ہوں اور وہ خاتم النبین ہونگے
بیشک اللہ نے زبور میں وحی بھیجی اے داؤد
بیشک عنقریب تمہارے بعد ایک نبی آئیں گے

بعدك نبی اسمه احمد و محمد نبیا صادقا لا اغضب علیه ابدا ولا یعصینی ابدا اقد غفرلت له (از خصائص ص۱۴ ج۱)

(۵) صحیفہ ابراہیم میں ہے۔ انه کائن من ولدك شعوب وشعوب حتی یاتی النبی الامی الذی یکون خاتم الانبیاء۔

(۶) صحیفہ یعقوب میں ہے۔ اوحی اللہ الیٰ یعقوب انی ابعث من ذریتك ملوکا وانبیاء حتی بعث نبی الحرمی الذی تبتی امتی هیکل بیت المقدس وهو خاتم الانبیاء واسمه احمد۔

(از خصائص ص۹ ج۱)

(۷) صحیفہ شعیا میں ہے۔ انی باعث نبیا امیا افتح به اذانا صما وقلوبا غلفا واعینا عمیا مولده بمکه ومهاجره بطیبة وملکه بالشام عبد المتوکل المصطفیٰ الحبیب المختار

(از خصائص ص۱۳)

جن کا نام احمد و محمد ہو گا۔ سچے نبی ہیں انپر ہمیشہ غصہ نہ کرونگا اور نہ وہ ہمیشہ میری نافرمانی کریگا میں نے انکی مغفرت کردی۔

بے شک تیری اولاد سے قبیلے ہوں گے۔ یہاں تک کہ وہ نبی اُمی جو خاتم الانبیاء ہوں گے تشریف لائیں گے۔

(از خصائص ص۹ ج۱)

اللہ نے یعقوب کی طرف وحی کی کہ میں تیری ذریت سے بادشاہ اور انبیا مبعوث کرونگا یہاں تک کہ نبی حرمی کہ جنکی امت بیت المقدس بنائے گی جو خاتم الانبیاء ہوں گے۔ جن کا نام احمد ہوگا مبعوث کروں گا۔

بیشک میں نبی امی کو مبعوث کرنیوالا ہوں کہ جن سے بہرے کان کھول دونگا اور غلاف والے دل اور اندھی آنکھیں کھول دونگا انکے میلاد کی جگہ مکہ ہے اور انکی ہجرت گاہ طیبہ ہے اور انکا ملک شام ہے وہ میرے خاص بندے متوکل مصطفیٰ حبیب مختار ہونگے

دلائل از احادیث

حدیث (۱) عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعثت من خیر قرون بنی ادم قرنا فقرنا حتے کنت من القران الذی کنت منہ (از بخاری شریف کتاب المناقب باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۵۰۳ ج ۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بنی آدم کے بہترین زمانوں میں مبعوث ہوا۔ بہتر زمانہ پھر بہتر زمانہ یہاں تک کہ میں جس زمانہ میں ہوا۔

حدیث (۲) عن واثلۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اصطفی من ولد ابراھیم اسمٰعیل واصطفی من ولد اسمٰعیل بنی کنانۃ واصطفی من بنی کنانۃ قریشا واصطفی من قریش بنی ھاشم واصطفانی من بنی ھاشم (از ترمذی کتاب المناقب باب ما جاء فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۵۱۸ ج ۲)

حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ نے اولادِ ابراہیم سے اسمٰعیل کو چن لیا اور اولاد اسمٰعیل سے بنی کنانہ کو منتخب کیا اور بنی کنانہ سے قریش کو چن لیا اور قریش سے بنی ہاشم کو چن لیا اور بنی ہاشم سے مجھے منتخب کیا۔

حدیث (۳) عن مطلب بن ابی وداعۃ قال جاء العباس الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وکانہ سمع شیئا

حضرت عبد المطلب بن وداعہ رضی اللہ عنہ سے مروی انہوں نے کہا کہ حضرت عباس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر فقال من انا فقالوا انت رسول اللہ علیہ السلام قال انا محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ان اللہ خلق الخلق فجعلنی فی خیرھم ثم جعلھم فرقتین فجعلنی فی خیرھم فرقۃ ثم جعلھم قبائل فجعلنی فی خیرھم قبیلۃ ثم جعلھم بیوتا فجعلنی فی خیرھم بیتا وخیرھم نفسا۔

(از ترمذی باب ما جاء فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۵۱۹)

حدیث (۴) عن ابن عباس کانت روحہ نورا بین یدی اللہ تعالے قبل ان یخلق آدم بالفے عام یسبح ذلک النور وتسبح الملائکۃ بتسبیحہ فلما خلق اللہ آدم القے ذلک النور فے صلبہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاھبطنی اللہ عزوجل الی الارض فی صلب آدم وجعلنی فی صلب

حاضر ہوئے گویا انہوں نے نسب میں کچھ طعن سنا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر قیام فرمایا اور فرمایا میں کون ہوں۔ صحابہ نے عرض کی آپ اللہ کے رسول ہیں آپ پر سلام ہو فرمایا میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں بیشک اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے انکے بہتر میں پیدا کیا پھر ان کے دو گروہ بنائے تو مجھے بہترین گروہ میں پیدا کیا پھر انکے قبیلے بنائے تو مجھے بہتر قبیلے میں پیدا فرمایا پھر انکے خاندان بنائے تو مجھے بہترین خاندان اور بہترین نفس پیدا فرمایا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک خدا کی حضوری میں نور تھی آدم علیہ السلام کی پیدائش کے دو ہزار برس پہلے۔ یہ نور تسبیح کرتا اور فرشتے اسکی تسبیح پر تسبیح کرتے جب اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو یہ انکی پشت میں تفویض کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اللہ عزوجل نے زمین کی طرف مجھے پشت

نوح وقذف بی فی صلب ابراهیم ثم لم
یزل اللہ تعالیٰ ینقلنی من الاصلاب
الکریمة الی الارحام الطاهرة حتے
اخرجنی من ابوی لم یلتقیا علی سفاح قط
(از دلائل النبوۃ لابی نعیم ص ۱۱ ج ۱)
(وخصائص ص ۳۹ ج ۱)

حدیث (۵) عن الخطیب البغدادی
لما اراد اللہ تعالیٰ خلق محمد صلے اللہ
علیہ وسلم فی بطن امہ امنة لیلة
رجب وکانت لیلة جمعة امر اللہ
تعالیٰ فی تلک اللیلة رضوان خازن
الجنان ان یفتح الفردوس وینادی
منادی فی السموت والارض الا ان
النور المخزون المکنون الذی یکون
منہ النبی الهادی فی هذه اللیلة
یستقر فی بطن امہ یتم خلقہ ویخرج
الی الخلق بشیرا ونذیرا
(از مواہب ص ۱۹ ج ۱)

حدیث (۶) عن عثمان بن ابی العاص

آدم میں اتارا۔ اور مجھے پشتِ نوح میں رکھا
اور مجھ کو پشتِ ابراہیم میں ودیعت کیا
پھر اللہ تعالیٰ مجھے بزرگ پشتوں سے پاک
رحموں کی طرف منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ
مجھ کو میرے ماں باپ سے پیدا کیا جو کبھی زنا
میں ملوث نہیں ہوئے۔

حضرت خطیب بغدادی سے مروی ہے کہ
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا کرنیکا
جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا بطن پاک
حضرت آمنہ میں تو وہ رجب کی جمعہ کی رات
تھی اللہ تعالیٰ نے اس رات میں رضوان
خازن جنت کو حکم فرمایا کہ وہ جنت کو کھول
دے اور زمین و آسمان میں ایک پکارنیوالا
پکارے کہ خبردار ہوجاؤ کہ بیشک وہ نور جو
پوشیدہ اور مخزون تھا جس سے نبی ہادی پیدا
ہونگے وہ اس رات میں اپنی والدہ کے بطن
میں قرار پایا وہ اپنی مدت پوری کر کے مخلوق
کی طرف بشیر و نذیر ہو کر تشریف لائے گا
حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے

قالت امنة لما حضرت ولادة النبی صلی اللہ علیہ وسلم رأیت البیت حین وقع قد امتلاء نورا ورأیت النجوم قد نوحتے ظننت انھا ستقع علے۔

(از مواہب ص۲۲ ج۱)

حدیث (۷) عن ابن اسحٰق ان امنة کانت تحدث انھا اتیت حین حملت بہ صلی اللہ علیہ وسلم قیل لھا انک قد حملت بسید ھذہ الامة قالت ما شعرت بانی حملت بہ ولا وجدت لہ ثقلا کما تجد النساء الا انی انکرت رفع حیضتی واتانی آت وانا بین النائمة والیقظانة فقال ھل شعرت بانک قد حملت بسید الانام

(از مواہب ص۲ ج۱)

حدیث (۸) ومن عجائب ولادتہ ایض ما روی من ارتجاج ایوان کسریٰ وسقوطہ اربع عشرة شرافة من شرفاتہ وغیض بحیرة طبریة

مروی کہ حضرت آمنہ نے فرمایا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا وقت قریب ہوا تو میں نے گھر کو دیکھا کہ نور سے بھر گیا اور ستاروں کو قریب ہوتا ہوا دیکھا یہاں تک کہ میں گمان کرتی تھی کہ وہ مجھ پر گر پڑیں گے۔

حضرت ابن اسحاق سے مروی کہ حضرت آمنہ بیان کرتی تھیں کہ جب میں حاملہ ہوئی تو مجھ سے کہا گیا تو حاملہ ہوگئی جس میں اس امت کا سردار ہے اور فرماتی ہیں کہ مجھے شعور نہیں ہوا کہ میں حاملہ ہوگئی ہوں اور نہ میں نے کچھ بوجھ محسوس کیا جیسا کہ عورتیں محسوس کیا کرتی ہیں لیکن یہ ضرور تھا کہ میرے ایام بند ہوگئے تھے اور میرے پاس ایک آنیوالا آیا جب میں نیند اور بیداری کے درمیان تھی تو اس نے مجھ سے کہا کیا تو نے شعور کیا کہ تو مخلوق کے سردار سے حاملہ ہوگئی

اور حضور کی ولادت کے عجائب سے یہ امور ہیں کہ جو بروایت پہنچا کہ کسریٰ بادشاہ کے محل کے چودہ کنگرے ٹوٹ گئے۔ اور بحیرہ طبریہ کا جاری ہو جانا اور فارس کی آگ کا بجھ جانا

وخمود نار فارس کان لها الف عام
لم تخمد ۔ (از مواہب ص۲۳ ج ۱)

حدیث (۹) عن ابن عباس قال کانت
آمنة تحدث وتقول اتانی آت
حین مربی من حملی ستة اشهر فی
المنام وقال لی یا آمنة انک قد حملت
بخیر العالمین فاذا ولدته سمیه محمدا
واکتمی شانک قالت ثم لما اخذنی
ما یاخذ النساء وذکرت عجائب ما رأت
من الطیور البیض مناقیرها من الزمرد
واجنحتها من الیاقوت ورجالا
ونساء فی الهواء بایدیهم اباریق
من فضة کشف الله عن بصری
فرأیت مشارق الارض ومغاربها
ورأیت ثلثة اعلام مضروبات علما
بالمشرق وعلما بالمغرب وعلما بظهر
الکعبة واخذنی فی المخاض فوضعت
محمد صلی الله علیه وسلم فنظرت
الیه فاذا هو ساجد وقد رفع اصبعه

جو ایک ہزار سال سے نہیں بجھی تھی ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی
ہے کہ حضرت آمنہ بیان کرتی تھیں اور کہتی تھیں کہ
ایک آنیوالا میرے پاس خواب میں آیا جب میرے
حمل کو چھ ماہ گزر گئے تھے اور مجھ سے کہا اے
آمنہ بیشک تو بہترین جہان کے ساتھ حاملہ
ہوگئی ۔ جب تو اسکو جنے تو اسکا نام محمد
رکھنا اور اپنے حال کو چھپانا انہوں نے کہا
پھر جب دردزہ شروع ہوا جو عورتوں کو ہوتا
ہے تو انہوں نے جو عجیب امور دیکھے ذکر کئے اور
انہوں نے سفید پرندے دیکھے جن کی چونچ زمرد کی
تھی اور پر یاقوت کے اور کچھ آدمی اور عورتیں
ہوا میں دیکھیں جنکے ہاتھوں میں چاندی کے
برتن تھے ۔ اللہ نے میری آنکھ روشن کردی تو
میں نے زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا
اور تین جھنڈے گڑھے ہوتے دیکھے ایک
مشرق میں اور ایک مغرب میں اور ایک کعبہ
کی چھت پر اور مجھے دردزہ شدت کا لاحق ہوا

الی السماء کا لمتضرع

(از مواہب)

تومیں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جناپھر جب میں نے انکو دیکھا تو وہ بحالت سجدہ تھے اور اپنی انگلی کو آسمان کیطرف اٹھا کر دعا مانگنے والے کیطرح تھے

حدیث (۱۰) عن العباس قال قلت یا رسول اللہ ان قریشا جلسوا فتذ کروا احسابھم بینھم فجعلوا مثلک مثل نخلۃ فی کبوۃ من الارض فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ خلق الخلق فجعلنی من خیر فرقھم وخیر الفریقین ثم خیر القبائل فجعلنی من خیر القبیلۃ ثم خیر البیوت فجعلنی من خیر بیوتھم فانا خیرھم نفسا وخیرھم بیتا۔

(از ترمذی شریف ص۲۰۱ ج ۲)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے مروی انہوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ قریش آپس میں بیٹھ کر اپنے حسب کا ذکر کر رہے تھے تو انہوں نے آپ کی مثال کوڑے میں زمین سے نکلے ہوئے کھجور کے درخت کے ہے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے ان کے بہترین گروہ میں پیدا کیا پھر گروہوں کو اور قبیلوں کو منتخب کیا تو مجھے بہتر قبیلے میں پیدا کیا پھر خاندان منتخب کئے تو مجھے بہترین خاندان میں پیدا کیا تو میں اپنی ذات اور خاندان کے اعتبار سے بہتر ہوں۔

دلائل از اجماع واقوال سلف وخلف

(۱) علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں:

لازال اھل الاسلام یحتفلون بشھر مولدہ علیہ السلام ویعملون الولائم

ہمیشہ سے اہل اسلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کے مہینے میں محفلیں کرتے ہیں۔

ویتصدقون فی لیالیہ بانواع الصدقات ویظہرون السرور ویدیدون فی المبرات ویعتنون بقرأۃ مولدہ الکریم ویظہر علیہم من برکاتہ کل فضل عظیم ومما جرب من خواصہ انہ امان فی ذلک العام وبشری عاجلۃ بنیل البغیۃ والمرام فرحم اللہ امراء اتخذ لیالیہ شہر مولدہ المبارک اعیادا

(از مواہب لدنیہ مصری ص۲۷ ج۱)
(سیرۃ حلبی ص۱ ج۱)

اور خوشی کے کھانے پکاتے ہیں اور اسکی راتوں میں طرح طرح کے صدقے کرتے ہیں اور خوشیاں ظاہر کرتے ہیں اور نیکیوں میں زیادتی کرتے ہیں اور میلاد شریف پڑھنے میں اہتمام کرتے ہیں تو ان پر فضل عمیم کی برکتیں ظاہر ہوتی ہیں اور میلاد کے خواص مجربہ میں سے ہے کہ اس سال کیلئے امان ہوتا ہے اور حاجت روائی اور حصول مراد کی بشارت عاجلہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ان پر رحمت فرمائے جو اس ماہ مبارک کی راتوں کو عید منائیں۔

(۲) علامہ ابن حجر مکی اپنی کتاب نعمۃ الکبریٰ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا قول نقل فرماتے ہیں:

قال ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ من انفق درہما علی قرأۃ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان رفیقی فی الجنۃ

(از نعمۃ الکبریٰ مصری ص۸)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے میلاد کے پڑھوانے میں ایک درہم صرف کیا تو وہ میرا جنت میں رفیق (ساتھی) ہوگا۔

(۳) اسی میں حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول منقول ہے:

من عظم مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

جس نے میلاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت

فقد احیا الاسلام (از نعمۃ الکبریٰ ص۸) کی تو اس نے اسلام کو زندہ رکھا۔

(۴) اسی میں حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قول منقول ہے:

من انفق درھما علی قرأۃ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکانما شھد غزوۃ بدر وحنین (از نعمۃ الکبریٰ ص۸)

جس نے میلاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑھوانے میں ایک درہم صرف کیا تو گویا وہ جنگ بدر و حنین میں حاضر ہوا۔

(۵) اسی میں حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کا قول منقول ہے:

من عظم مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان سببا لقرأتہ لایخرج من الدنیا الا بالایمان ویدخل الجنۃ بغیر حساب (از نعمۃ الکبریٰ ص۹)

جس نے میلاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی اور اسکے پڑھوانے کا سبب بنا تو وہ دنیا سے ایمان لے کر نکلے گا اور جنت میں داخل ہوگا بغیر حساب کے۔

(۶) اسی میں حضرت امام حسن بصری تابعی کا قول منقول ہے:

وددت لوکان لی مثل جبل احد ذھبا فانفقتہ علی قرأۃ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

میں اس بات کو محبوب رکھتا ہوں کہ اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کی برابر سونا ہو تو میلاد شریف کے پڑھوانے پر صرف کردوں

(۷) اسی میں حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہٗ کا قول منقول ہے:

من حضر مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعظم قدرہ فقد فاز بالایمان

جو میلاد شریف میں شامل ہوا اور اس نے اسکی عظمت کی تو گویا وہ ایمان میں کامیاب ہوگیا۔

(۸) اسی میں حضرت معروف کرخی قدس سرہٗ کا قول منقول ہے:

من هيأ طعاما لاجل قرأة مولد النبي صلى الله عليه وسلم وجمع اخوانا واوقد سراجا ولبس جديدا او تبخر وتعطر تعظيما لمولد النبي صلى الله عليه وسلم حشره الله يوم القيمة مع الفرقة الاولى من النبيين وكان في اعلے عليين (از نعمۃ الکبریٰ ص ۹)

جس نے میلاد شریف کے پڑھوانے کے لئے کھانا تیار کیا اور مسلمانوں کو جمع کیا اور روشنی کی اور نیا لباس پہنا اور خوشبو سلگھائی اور عطر لگایا میلاد کی تعظیم کے لئے تو اللہ بروز قیامت پہلے گروہ حضرات انبیاء کے ساتھ حشر کرے گا اور وہ اعلےٰ علیین میں ہوگا۔

(۹) اسی میں حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کا قول منقول ہے:

من جمع لمولد النبي صلى الله عليه وسلم اخوانا وهيأ طعاما واخلى مكانا وعمل احسانا وصار سببا لقرأته بعثه الله يوم القيمة مع الصديقين والشهداء و الصالحين ويكون في جنات النعيم (از نعمۃ الکبریٰ ص ۱۱)

جس نے میلاد کے لئے مسلمانوں کو جمع کیا اور کھانا تیار کرایا اور مکان مخصوص کرایا اور احسان کیا اور اسکے پڑھوانیکا سبب بنا تو اللہ تعالیٰ اسکو بروز حشر صدیقوں شہیدوں اور صالحین کے ساتھ اٹھائے گا اور وہ نعمت کی جنتوں میں پہنچے گا۔

(۱۰) اسی میں حضرت سری السقطی کا قول منقول ہے:

من قصد موضعا يقرأ فيه مولد النبي صلے الله عليه وسلم فقد قصد روضة من رياض الجنة (از نعمۃ الکبریٰ ص ۱۱)

جسنے ایسی جگہ کا قصد کیا جس میں میلاد شریف پڑھا جا رہا ہے تو اس نے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ کا قصد کیا۔

(۱۱) اسی میں حضرت امام فخر الدین رازی قدس سرہٗ کا قول منقول ہے۔

ما من شخص قرأ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی ملح او بر او شیٔ اٰخر من الماکولات الاظہرت فیہ البرکۃ وفی کل شیٔ وصل الیہ من ذلک الماکول فانہ یضطرب ولا یستقر حتے یغفر اللہ لاٰکلہ۔ (از نعمۃ الکبریٰ صنا)

جس شخص نے نمک یا گندم یا کسی کھانے کی چیز پر میلاد شریف پڑھوایا تو اس شئے میں اور ہر شئے میں برکت ظاہر ہوگی اور یہ چیز اسکو حاصل ہوگی اور اللہ اس کے کھانے والے کی مغفرت کردے گا۔

(۱۲) اسی میں انھیں امام رازی کا دوسرا قول منقول ہے:

وان قرأ مولد النبی صلے اللہ علیہ وسلم علے ماء فمن شرب من ذلک الماء دخل قلبہ الف نور ورحمۃ وخرج منہ غل وعلۃ ولا یموت ذلک القلب یوم تموت القلوب (از نعمۃ الکبریٰ صنا)

اگر پانی پر میلاد شریف پڑھوایا تو جو اس پانی کو پیئے گا تو اسکے قلب میں ہزار نور اور رحمت داخل ہونگے اور اس کے قلب سے ہزار کینہ اور بیماری نکل جائیگی اور اسکا قلب اس دن مردہ نہ ہوگا جسدن دل مردہ ہوجائیں گے

(۱۳) اسی میں انھیں امام رازی کا تیسرا قول منقول ہے:

من قرأ مولد النبی صلے اللہ علیہ وسلم علے دراھم مسکوکۃ فضۃ کانت او ذھبا وخلط تلک الدراھم بغیرھا وقعت فیھا البرکۃ ولا یفتقر صاحبھا۔

جس نے سکہ دار چاندی سونے کے سکوں پر میلاد پڑھوایا اور ان سکوں کو دوسرے سکوں میں ملایا تو ان میں برکت ہوجائیگی اور یہ شخص محتاج نہ ہوگا۔ (از نعمۃ الکبریٰ صنا)

(۱۴) اسی میں حضرت خاتمۃ المحدثین علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ کا قول وسائل شرح شمائل سے نقل کیا ہے:

ما من بیت او مسجد او محلة قرأی
فیہ مولد النبی صلے اللہ علیہ وسلم
الاحفت الملائکة ذلك البیت او المسجد
او المحلة وصلت الملائکة علے اهل
ذلك المکان وعمهم اللہ تعالے
بالرحمة والرضوان

جس گھر یا مسجد یا محلہ میں میلاد شریف
پڑھا جائے گا تو اسکو فرشتے اس پر چھا
جائیں گے اور ان کے مالکوں پر دعاء
رحمت کریں گے اور اللہ تعالیٰ انھیں اپنی
رحمت و خوشنودی سے نوازے گا۔
(از نعمۃ الکبری ص۱۷)

(۱۵) اسی میں انھیں علامہ سیوطی کا قول منقول ہے:

ما من مسلم قرء فی بیتہ مولد النبی
صلے اللہ علیہ وسلم الا رفع اللہ سبحانہ
وتعالیٰ القحط والوباء والحرق والغرق
والآفات والبلیات والبغض والحسد
وعین السوء واللصوص عن اهل ذلك
البیت فاذا مات هون اللہ علیہ
جواب منکر ونکیر ویکون فی مقصد
صدق عند ملیك مقتدر

جو مسلمان بھی اپنے گھر میں میلاد شریف پڑھوائے
گا تو اللہ تعالیٰ اس گھر سے قحط و وبا جلنے
ڈوبنے اور آفات و بلیات اور بغض و حسد
اور بدنظر اور چوری سے محفوظ رکھے گا۔
اور جب وہ مرجائے گا تو اللہ اس پر منکر
نکیر کے جواب آسان کریگا اور وہ سچائی
کی جگہ میں حضور الہیٰ میں رہے گا۔
(از نعمۃ الکبریٰ ص۱۳)

(۱۶) سیرت حلبی میں انھیں علامہ سیوطی کا استدلال نقل فرمایا:

وفی حدیث انہ صلے اللہ علیہ وسلم
عق عن نفسہ بعد ما جاءتہ النبوۃ
قال الامام احمد هذا منکر ای حدیث

حضور کی حدیث میں ہے کہ آپنے اپنی طرف سے
عقیقہ کیا بعد نبوت کے امام احمد نے تو کہا کہ
یہ حدیث منکر ہے اور حدیث منکر ضعیف

منکر والحدیث المنکر من اقسام الضعیف	حدیثوں میں سے ہے اور باطل نہیں ہے
لانہ باطل کما توہم والحافظ السیوطی	جیسا کہ حافظ سیوطی نے وہم کیا اور اسکے
لم یتعرض لذلک وجعلہ اصلا	درپے نہ ہوئے اور اس حدیث کو میلاد شریف
لعمل المولد قال لان العقیقۃ لاتعاد	کی اصل قرار دیا۔ اسلئے کہ عقیقہ دوسری
مرۃ ثانیۃ فیحمل ذلک علے ان ھذ	مرتبہ بار بار نہیں کیا جاتا۔ تو حضور کے اس
الذی فعلہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم	فعل کو اس شکر کے اظہار کے لئے قرار دیا
اظہار اللشکر علے ایجاد اللہ تعالے	گیا۔ کہ انھیں رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا
ایاہ رحمۃ للعالمین وتشریعا لامتہ	جب کہ حضور اپنے اوپر درود پڑھا کرتے
کما کان یصلے علے نفسہ لذلک قال	تھے اسی بناء پر کہا کہ ہمارے لئے اظہار شکر
فیستحب لنا اظہار الشکر بمولدہ صلے	کے لئے میلاد مستحب ٹھہرا۔
اللہ علیہ وسلم	(از سیرت حلبی صہ ۵۴ ج ۱)

(۱۷) علامہ ابن حجر مکی سوال میلاد کے جواب میں فرماتے ہیں:

ظہر لی تخریجہ علے اصل ثابت وھو مافی	فرمایا کہ مجھے میلاد کی اصل بخاری و مسلم کی اس
الصحیحین ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم	حدیث سے ثابت و ظاہر ہوئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
قدم المدینۃ فوجد الیہود یصومون	مدینہ میں ہجرت کر کے تشریف لائے تو یہود کو
یوم عاشوراء فسألھم فقالوا ھو یوم	یوم عاشورہ روزے رکھتے ہوئے دیکھا تو
اغرق اللہ فیہ فرعون ونجی موسے	ان سے دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ
ونحن نصومہ شکرا فقال نحن اولے	یہ وہ دن ہی جسمیں اللہ نے فرعون کو ڈبویا او
بموسے منکم۔	موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی تو ہم اس بناپر

روزہ رکھتے ہیں شکر کے لئے حضور نے فرمایا کہ ہم باعتبار تمہارے زیادہ اولیٰ ہیں۔

(از سیرت نبوی صـ۴۶ ج ۱)

(۱۸)، سیرت حلبی میں علامہ علی بن برہان الدین حلبی تحریر فرماتے ہیں:

وعمل المولد واجتماع الناس له كذلك اى بدعة حسنة ومن ثم قال الامام ابو شامة شيخ الامام النبوى من احسن ما ابتدع فى زماننا ما يفعل كل عام فى اليوم الموافق ليوم المولد صلے الله عليه وسلم من الصدقات والمعروف واظهار الزينة والسرور فان ذلك مع ما فيه من الاحسان للفقراء مشعر بمحبته صلے الله عليه وسلم وتعظيمه فى قلب فاعل ذلك وشكر الله على ما من به من ايجاد رسوله صلے الله عليه وسلم الذى ارسله رحمة للعلمين هذا كلامه۔

اور میلاد کا کرنا اور لوگوں کا اسمیں جمع کرنا بدعت حسنہ ہے اسی بناء پر امام ابو شامہ استاذ امام نبوی نے فرمایا کہ ہمارے زمانے میں ہر سال بارہ ربیع الاول میں جو میلاد ہوتا ہے اور صدقات دیتے ہیں اور نیک کام کرتے ہیں اور زینت و سرور کا اظہار کرتے ہیں تو بلاشک اس میں علاوہ اسکے کہ فقیروں پر احسان ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و تعظیم کا پتہ دیتا ہے اور اس امر کا شکر ہے کہ حضور رحمۃ عالم بن کر پیدا ہوئے یہ ان کا کلام ہے

(از سیرت حلبی صـ۱۰۱ ج ۱)

(۱۹)، سیدی احمد دحلان مکی سیرت نبوی میں فرماتے ہیں:

ان عمل المولد احدث بعد القرون الثلاثة ثم لازال اهل الاسلام من

بیشک میلاد کا کرنا قرون ثلثہ کے بعد پیدا ہوا۔ پھر ہمیشہ سے اہل اسلام تمام اطراف

سائر الاقطار والمدن الکبار یعملون المولد و یتصدقون فی لیالیہ بانواع الصدقات ویعتنون بقرأتہ مولد الکریم۔

اور شہروں میں میلاد کرتے ہیں اور اسکی راتوں میں صدقے دیتے ہیں اور میلاد کے پڑھوانے کا اہتمام کرتے ہیں۔ (از سیرت نبوی ص ۴۵ ج ۱)

(۲۰) حضرت شیخ محقق محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں:

ابولہب بولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرد در عذاب وی تخفیف کردو روز دوشنبہ از وے عذاب برداشت چنانکہ در حدیث آمدہ است و درینجا سند ست مر اہل موالید راکہ در شب میلاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سرور کنند و بذل اموال نمایند۔ (از مدارج النبوۃ ص ۲۶ ج ۲)

ابولہب کی حضور کے میلاد کی خوشی کے عوض میں عذاب سے تخفیف ہوئی کہ پیر کے دن اس سے عذاب اٹھالیا جاتا ہے جیساکہ حدیث میں وارد ہے۔ تو اسی جگہ سے میلاد کرنے والوں کے لئے سند میلاد کی ہوئی کہ وہ اس دن خوشی کریں اور اپنے مال خرچ کریں۔

الحاصل اسقدر آیات و احادیث و اجماع و قیاس ہر چہار دلائل شرع سے اور اقوال سلف و خلف سے میلاد شریف کا مستحب ہونا ثابت ہوگیا تو اہل سنت کا عقیدہ و عمل ان کے موافق اترا۔ اور وہابیہ کا اسکو حرام بدعت۔ کفر و شرک کہنا سب کے خلاف ثابت ہوا۔ تو وہابیہ کی اس مسئلہ میں یہ کمزور حقیقت ہے اور اسپر اچھلتے کودتے ہیں اور مناظرے کے چیلنج دیا کرتے ہیں اور خود اپنے دعوے پر ایک کمزور سی دلیل بھی پیش نہیں کر سکتے۔ ناظرین اسکو بنظر انصاف موازنہ کرکے حق و باطل کا فیصلہ کریں۔

الحاصل جب میلاد شریف کے استحباب کیلئے اس قدر آیات و احادیث اور

اقوال سلف وخلف موجود ہیں۔ ان سے عقیدۂ اہل سنت کی حقانیت وصداقت ثابت ہوگئی اور عقیدۂ وہابیہ کی غلطی اور بطلان ثابت ہوگیا کہ وہ ان سب کے منکر ومخالف ہیں اور اہل سنت ان سب پر عامل ہیں۔ الحمدُ للہ علیٰ ذٰلک

مسئلہ قیامِ میلاد

عقیدۂ وہابیہ۔ میں قیام میلاد مکروہ ناجائز، بدعت بلکہ کفر وشرک تک ہے۔ اور قیام بھی بوجہ خصوصیت کے بدعت ہے معہذا مشابہ بفعل ہنود ہے اور تشبہ غیر قوم کے ساتھ منع ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص۳۹ ج۱) قیام مروج جو امور محدثہ ممنوعہ کو مشتمل ہے ناجائز و بد ہے (فتاویٰ دیوبندیہ ص۳۵ ج۱) وقت ذکر ولادت کیسے کھڑے ہوتے ہیں پھر اسمیں بعض کا عقیدہ تو یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس وقت تشریف رکھتے ہیں یہ تو بالکل شرک ہے (از فتاویٰ امدادیہ ص۵۴ جلد۴) اور تذکیرالاخوان میں اسکو کفریات میں شمار کرایا ہے۔ ربیع الاول میں مولود کی محفل ترتیب دینا اور جب ذکر حضرت کے پیدا ہونے کا آوے تو کھڑے ہوجانا (از تذکیرالاخوان ص۸۷)

اہلِ سُنّت کے نزدیک قیام میلاد نہ فقط جائز بلکہ مستحب ومستحسن ہے اور امت کا معمول ہے قرآن اور حدیث سے اسکی اصل ثابت ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ قیام تین طرح کا ہوتا ہے۔ قیام مسرت۔ قیام محبت۔ قیام عظمت۔ قیام مسرت وہ ہے جو کسی خوشی ومسرت کے اظہار کیلئے کیا جاتا ہے۔ یہ بھی فعل صحابہ سے ثابت ہے اور اسکی اصل حدیث شریف میں موجود ہے۔ مسند امام احمد میں یہ حدیث ہے:

حدیث۔ عن عثمان رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مروی کہ

قلت توفی اللّٰہ تعالیٰ نبیہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قبل ان نسئلہ عن نجاۃ ھذا الامر قال ابوبکر قد سالتہ عن ذالک فقمت الیہ
(از مشکوٰۃ شریف ص۸۶)

میں نے حضرت ابوبکر سے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دی اور ہم اس امر کی نجات آپ سے دریافت نہ کر سکے۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ میں نے حضور سے دریافت کر لیا ہے تو میں اس کے شوق میں کھڑا ہو گیا۔

اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس بات کے سننے اور شوق میں قیام کیا تو یہی تو قیام مسرت ہوا۔ تو قیام مسرت سنت صحابہ و سنت خلفاء راشدین ثابت ہوا۔ اسی طرح قیام محبت بھی ہے وہ بھی حدیث سے ثابت ہے۔

حدیث۔ عن عائشہ کانت (الفاطمہ) اذا دخلت علیہ قام الیھا فاخذ بیدھا فقبلھا واجلسھا فی مجلسہ۔
(از مشکوٰۃ شریف ص۴۰۲)

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی کہ جب حضرت فاطمہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو حضور انکے لئے قیام فرماتے اور انکا ہاتھ پکڑتے اور اسکو بوسہ دیتے اور انکو اپنی جگہ پر بٹھاتے۔

اس حدیث سے ظاہر ہو گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حضرت فاطمہ کے لئے قیام کیا یہ قیام محبت ہی تو تھا جسمیں محبت کا اظہار مقصود تھا تو قیام محبت بھی سنت ثابت ہوا۔ قیام میلاد میں اگرچہ یہ دونوں ممکن ہیں کہ لوگ بوقت ذکر ولادت اظہار مسرت و محبت کے لئے قیام کریں اسمیں کوئی محظور شرعی لازم نہیں آتا۔ لیکن امت نے اس قیام کو قیام عظمت قرار دیا ہے۔ اسی بنا پر اسکو قیام تعظیمی کہا جاتا ہے تو یہ قیام بکثرت

دلائل سے ثابت ہے۔

دلائل از آیات

آیت (۱) وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ (سورہ حج پ ۱۷ ۶۴)
جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری ہے۔

آیت (۲) وَمَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللهِ فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ (سورہ حج پ ۱۷ ۶۴)
جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اسکے لئے اسکے رب کے یہاں خیر ہے۔

آیت (۳) اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ (فتح پ ۲۶ ۶۱)
بیشک ہمنے بھیجا تمہیں حاضر ناظر اور خوشی اور ڈر سنانے والا۔ تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو

ان آیات سے ثابت ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر ضروری ہے اور اللہ ان کی تعظیم کا حکم دیتا ہے۔

دلائل از احادیث

حدیث (۳) عن ابی سعید الخدری قال لما نزلت بنو قریظة علی حکم سعد بعث رسول الله صلی الله علیه وسلم الیه وکان قریبا منه فجاء علی حمار فلما دنا من المسجد قال رسول الله صلی الله علیه وسلم للانصار قوموا الی سیدکم (رواہ البخاری والمسلم از مشکوٰۃ شریف صـ ۴۰۳)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی جب بنی قریظہ نے حضرت سعد کو اپنا حکم تجویز کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکے پاس اطلاع بھیجی اور وہ عنقریب ہی تھے تو وہ دراز گوش پر سوار ہو کر حاضر ہوئے جب دربار رسالت کے قریب پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو حکم دیا کہ اپنے سردار کیلئے قیام کرو

حدیث (۴) عن ابی ھریرۃ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجلس معنا فی المسجد یحدثنا فاذا قام قمنا قیاما حتے نراہ قد دخل بعض بیوت ازواجہ (از مشکوٰۃ شریف صـ۴۰۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں ہمارے ساتھ بیٹھے تھے اور گفتگو فرماتے اور جب حضور کھڑے ہوتے تو ہم بھی کھڑے ہوجاتے اور اسوقت تک کھڑے رہتے کہ آپکو کسی ازواج مطہرات کے گھر میں داخل ہوتا دیکھتے۔

حدیث (۵) عن عائشہ کان النبی علیہ السلام اذا دخل علیھا (الفاطمۃ) قامت الیہ فاخذت بیدہٖ فقبلتہ واجلستہ فی مجلسھا۔ (از مشکوٰۃ شریف صـ۴۰۲)

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی کہ جب حضور نبی کریم حضرت فاطمہ کے پاس تشریف لاتے تو وہ حضور کے لئے قیام کرتی اور آپکا دست مبارک لیکر اسکو بوسہ دیتیں اور آپکو اپنی جگہ خاص میں بٹھاتیں۔

حدیث (۶) ماراہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن (از رد المحتار صـ۳۳ ج۵)

مسلمان جس چیز کو اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔

دلائل از اقوال سلف و خلف

(۱) علامہ علی بن برہان الدین حلبی سیرت حلبی میں فرماتے ہیں۔

وقد وجد القیام عند ذکر اسمہ صلے اللہ علیہ وسلم من عالم الامۃ و

اور آپ کے ذکر کے وقت قیام کا وجود ہوا امت کے زبردست عالم اماموں کے پیشوا

مقتدی الائمۃ دینا و ورعا الامام تقی الدین السبکی وتابعہ علی ذلک مشائخ الاسلام فی عصرہٖ فقد حکی بعضھم ان الامام السبکی اجتمع عندہٗ جمع کثیر من علماء عصرہ فانشد منشد قول الصرصری فی مدحہٖ صلی اللہ علیہ وسلم قلیل لمدح المصطفیٰ الخط بالذھب علی ورق من خط احسن من کتب وان تنھض الاشراف عند سماعہ قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب فعند ذلک قام الامام السبکی رحمۃ اللہ علیہ وجمیع من فی المجلس فحصل انس کبیر بذلک المجلس ویکفی مثل ذلک فی الاقتداء۔

(از سیرت حلبی مصری ص۸۴ ج۱)

امام تقی الدین سبکی سے اور اسمیں اسلام کے بڑے مشائخ نے ان کا اتباع اور پیروی کی کہ ان کے زمانے میں اور بعض نے حکایت کی کہ حضرت امام سبکی کے پاس انکے ہم زمانہ علماء کی کثیر جماعت موجود تھی تو کسی نے علامہ صرصری کا یہ شعر پڑھا۔ نعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ بھی تھوڑا ہے کہ سب سے اچھا خوشنویس ہو اسکے ہاتھ سے چاندی کے پتر پر سونے کے پانی سے لکھا جائے اور جو ذی شرف لوگ ہوں۔ انکی نعت سنکر صف باندھکر سرو قد یا گھٹنوں کے بل کھڑے ہو جائیں تو ان اشعار کو سنکر حضرت امام سبکی نے اور جملہ علماء حاضرین مجلس نے قیام کیا اسی وجہ سے اس مجلس میں بہت اُنس حاصل ہوا اور اتنی بات پیروی کے لئے کافی ہے

(۳) علامہ سیدی احمد دحلان سیرۃ النبی میں فرماتے ہیں:

قام الامام السبکی وجمیع من بالمجلس فحصل انس کبیر فی ذلک المجلس و عمل المولد واجتماع الناس لہ کذلک

حضرت امام سبکی اور تمام حاضرین مجلس کھڑے ہو گئے اور مجلس میں نہایت اُنس حاصل ہوا اور میلاد کرنا اور لوگوں کا اس میں جمع ہونا

مستحسن (از سیرۃ النبی مصری ص۴۵) | بھی اسی طرح مستحسن ہے۔

(۳) اسی میں ہے۔ جرت العادۃ ان الناس اذا سمعوا ذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم یقومون تعظیما لہ صلے اللہ علیہ وسلم وھذا القیام مستحسن لما فیہ من تعظیم النبی صلے اللہ علیہ وسلم وقد فعل ذلک کثیر من علماء الامۃ الذین یقتدی بھم۔

اور عادت جاری ہو گئی کہ لوگ جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کا ذکر سنتے ہیں تو تعظیم کے لئے قیام کرتے ہیں۔ اور یہ قیام مستحسن ہے کہ اس میں تعظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور اسکو بہت سے اُمت کے ان علماء نے کیا جن کی اقتدا کی جاتی ہے۔

از سیرۃ النبی مصری ص۴۴-۴۵

(۴) سید احمد عابدین شرح مولد ابن حجر میں فرماتے ہیں:

جرت العادۃ بانہ اذا ساق الواعظ مولدہ صلے اللہ علیہ وسلم ذکروا وضع امہ لہ قام الناس عند ذلک تعظیما لہ صلے اللہ علیہ وسلم وھذا القیام بدعۃ حسنۃ لما فیہا من اظہار الفرح والسرور والتعظیم بل مستحبہ لمن غلب علیہ الحب والاجلال لھذا النبی الکریم

یہ عادت جاری ہو چکی کہ جب ذاکر میلاد کا بیان کرتا ہے اور آپ کی وقت ولادت کے ذکر پر پہنچتا ہے تو اسوقت لوگ تعظیم کیلئے قیام کرتے ہیں اور یہ قیام بدعت حسنہ ہے کہ اسمیں فرحت و سرور اور تعظیم کا اظہار ہے بلکہ وہ مستحب ہے، اسکے واسطے جس پر محبت و تعظیم کا غلبہ ہے۔

(از جواہر البحار مصری ص۱۱۴۴/۲۲)

(۵) علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی اسکو نقل کرکے فرماتے ہیں:

اقول ولم تزل علیه المواظبة من العلماء الاعلام والمشائخ الکرام

اس قیام میلاد پر علماء کرام و مشائخین عظام نے ہمیشگی کی۔ (از جواہر البحار مصری ص ۱۱۴۴ ج ۳)

(۶) حضرت علامہ سید جعفر بن حسن برزنجی اپنے مولد میں فرماتے ہیں:

وقد استحسن القیام عند ذکر مولدہ الشریف ائمة ذو روایة و رویة فطوبی لمن کان تعظیمه صلی اللہ علیه وسلم غایة مرامه ومرماہ (از جواہر البحار ص ۱۲۴۸)

حضور کے ذکر میلاد کے وقت قیام مستحسن کیا اُن اماموں نے جو صاحبان روایت و رویت ہیں تو اسکے لئے خوشخبری ہے جسکی نہایت مراد و مقصود تعظیم مصطفیٰ ہے۔

(۷) علامہ ابن حجر المولد الکبیر میں فرماتے ہیں:

فیقال نظیر ذلک فی القیام عند ذکر ولادت صلی اللہ علیه وسلم (ایضاً) قال اجتمعت الامة المحمدیة من اھل السنة والجماعة استحسان القیام المذکور۔

اور اسکی نظیر قیام بوقت ذکر ولادت ہے کہ اہل سنت وجماعت کا اس کے مستحسن ہونے پر اجماع ہو چکا۔

از الکوکب الازہر

(والدر المعظم ص ۱۴۳)

(۸) فاضل اجل سید جعفر بن اسماعیل مدنی نے الکوکب الازہر میں فرمایا:

القیام عند ذکر ولادة سید المرسلین صلی اللہ علیه وسلم امر لا شک فی استحبابه واستحسانه وندبه یحصل لفاعله من الثواب الاوفر۔

قیام بوقت ذکر ولادت سید مرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسا امر ہے جس کے مستحب اور مستحسن ہونے میں شک نہیں۔ اس کے کرنے والے کو پورا پورا ثواب حاصل ہوگا

(از اقامة القیامہ ص ۱۱)

(۹) حضرت شیخ محقق اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔

اجماع کردہ اند کہ جماہیر علماء بایں حدیث برا کرام اہل فضل از علم یا اصلاح یا شرف بقیام۔ (از اشعۃ اللمعات ص۳۵ ج ۴)

اس حدیث کی بناء پر تمام علماء نے اجماع کیا ہے کہ علماء، فضلاء، صلحاء کی تعظیم کے لئے قیام کیا جائے۔

(۱۰) علامہ سید احمد دحلان اپنی کتاب الدرالسنیہ میں فرماتے ہیں:

ومن تعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم الفرح بلیلۃ ولادتہ وقراءۃ المولد والقیام عند ذکر ولادتہ صلے اللہ علیہ وسلم واطعام الطعام وغیر ذلک مما یعتاد الناس فعلہ من انواع البر فان ذلک کلہ من تعظیمہ صلے اللہ علیہ وسلم (از دارالسنیہ مصری ص۱۸)

اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم میں سے شب ولادت، فرحت وخوشی کرنا۔ اور بوقت ذکر ولادت کے قیام کرنا ہے۔ اور کھانا کھلانا وغیرہ ہے جس کے کرنے کی لوگوں میں عادت جاری ہوگئی تو یہ امور خیر سے ایک امر خیر ہے اور یہ سب حضور کی تعظیم میں سے ہے۔

اب رہا بوقت ذکر ولادت قیام کرنا تو یہ اس بنیاد پر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پاک کی تعظیم مثل ذات پاک کے ہے اور تعظیم ذات سے ایک صورت قیام بھی ہے جو بوقت قدوم معظم کے بجا لایا جاتا ہے اور ذکر ولادت حضور کے دنیا میں تشریف آوری کا ذکر ہے۔ تو یہ قیام اس ذکر کے ساتھ مناسب ہوا۔ تو اسی بناء پر یہ قیام بوقت ذکر ولادت کیا جاتا ہے۔ اہل سنت اسکے دعویدار نہیں ہیں کہ اس وقت خود حضور بہ نفس نفیس مجلس میں تشریف لاتے ہیں اس بنا پر قیام ہوتا ہے۔ نہ یہ کسی ذمہ دار شخص نے تحریر کیا ہے نہ عوام کا یہ خیال ہونا چاہیئے اگرچہ کہیں ایسا

ہوجاتا ہو اور یہ آپ کی قدرتِ تصرف سے بعید بھی نہیں ہے جسپر دلائل قائم ہیں۔

الحاصل اس مسئلہ قیام میلاد میں اہل سنت کا قول ان آیات و احادیث اور اقوال کے موافق ہے اور عقیدہ وہابیہ سب کے خلاف ہے تو اس کا غلط اور باطل ہونا اور قول اہلسنت کا صحیح وحق ہونا آفتاب سے زیادہ ظاہر ہے۔ اس میں اور مزید تفصیل ہو سکتی تھی مگر اسی کو کافی متصور کیا گیا۔

مسئلہ فاتحہ

عَقِیدۂ وھَابیہ میں فاتحہ بدعت و حرام اور ناجائز اور مشابہ ہنود ہے فاتحہ مروجہ بھی بدعت ہے، معہذا مشابہ بہ فعل ہنود ہے اور تشبہ غیر قوم کیساتھ منع ہے (از فتاوی رشیدیہ ص ۳۹ ج ۱) فاتحہ کھانے یا شیرینی پر پڑھنا بدعت ضلالہ ہے ہرگز نہ کرنا چاہیئے (از فتاوی رشیدیہ ص ۲۱ ج ۲) وآنکہ طعام روبرو نہادہ چیزے می خوانند ایں ہم طریق ہنود ست ترک چنیں رسوم واجب ست (از فتاوی امدادیہ ص ۵۰ ج ۴) ہنود کا طریقہ ہے ایسی رسوم کا ترک کرنا واجب ہے۔

اھلسُنّت کے نزدیک فاتحہ جائز و مباح ہے اور امت کا معمول بہ ہے اور ایصال ثواب کی ایک قسم ہے جس پر بکثرت دلائل قائم ہیں۔

دلائل از آیات

آیت (۱) وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (سورۂ توبہ پ ۱۱ ع ۱۲) اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو بیشک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

آیت (۲) وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (سورہ محمد پ ۲۶ ۶۱)

اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمانوں مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو

آیت (۳) رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ۔ (سورہ نوح پ ۲۹ ۶۲)

اے میرے رب مجھکو بخشدے اور میرے ماں باپ کو اور اُسے جو ایمان کیساتھ میرے گھر میں ہے اور سب مسلمان مردوں اور عورتوں کو

آیت (۴) رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ۔ (سورہ ابراہیم۔ پ ۱۳ ۶۶)

اے میرے رب مجھے بخشدے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔

آیت (۵) اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ۔ (سورہ مومن پ ۲۴ ۶۱)

وہ جو عرش اٹھاتے ہیں اور جو اسکے گرد ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اسکی پاکی بولتے ہیں اور اسپر ایمان لاتے ہیں اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں اے رب ہمارے تیرے رحمت و علم میں ہر چیز کی سمائی ہے تو انھیں بخشدے جنھوں نے توبہ کی اور تیری راہ پر چلے اور انھیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

آیت (۶) وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ (سورہ الشوری۔ پ ۲۵ ۶۳)

اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اسکی پاکی بولتے ہیں۔ اور زمین والوں کے لئے معافی مانگتے ہیں۔

آیت (۷) وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ

اور وہ جو انکے بعد آئے عرض کرتے ہیں

يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ۔ (سورہ حشر ۲۸ پ ۶۱)

اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔

آیت (۸) وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ (سورہ طٰہٰ ۔ پ ۲۷ ۶۱)

اور جو ایمان لائے اور انکی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی۔ ہم نے ان کی اولاد اُن سے ملادی۔

آیت (۹) وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَيَدْرَءُوْنَ بِالحسنة السيئة اُولٰئِكَ عُقْبَى الدَّار جنت عدن يدخلونها ومن صلح من اٰبائهم وازواجهم وذرياتهم (سورہ رعد ۔ پ ۱۳ ۶۳)

اور وہ جنہوں نے صبر کیا اپنے رب کی رضا چاہنے کو اور نماز قائم رکھی اور ہمارے دیئے سے ہماری راہ میں چھپے اور ظاہر کچھ خرچ کیا اور برائی کے بدلے بھلائی کر کے ٹالتے ہیں انھیں کیلئے پچھلے گھر کا نفع ہے بسنے کے باغ جنمیں وہ داخل ہوں گے اور جو لائق ہوں انکے باپ دادا اور بیبیوں اور اولادیں۔

دلائل از تفاسیر

(۱) تفسیر خازن و تفسیر معالم میں زیر آیت ۱ تحریر فرماتے ہیں۔

ای ادع لهم واستغفر لهم لان الصلوٰة فی اللغة الدعاء (سکن لهم) ای ان دعائك رحمة لهم (از خازن و معالم ص ۱۱۸ ج ۳)

حضور آپ مسلمانوں کے حق میں دعا کریں۔ اور استغفار کریں کہ لغت میں صلوٰۃ کے معنے دعاء کے ہیں۔ کہ آپکا دعا کرنا انکے حق میں رحمت ہے۔

(۲) تفسیر مدارک میں تحت آیت ۱ تحریر فرماتے ہیں۔

(وصل علیھم) واعطف علیھم بالدعاء لھم وترحم (ان صلوتك سکن لھم) یسکنون الیه وتطمئن قلوبھم بان اللہ قد تاب علیھم (واللہ سمیع علیم) لدعائك (از مدارک ص۱۱ ج۲)

آپ ان کے حق میں دعا کریں اور دعا کر کے ان پر مہربانی کریں کہ آپ کی دعا ان کے لئے باعث سکون اور اطمینان قلوب ہے بیشک اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور وہ آپکی دعا کو سننے والا جاننے والا ہے

(۳) تفسیر صاوی علی الجلالین میں ہے تحت آیت ۱ فرماتے ہیں:

ورد فی الحدیث حیاتی خیر لکم ومماتی خیر لکم تعرض علی اعمالکم فی الصباح و فی المساء فان وجدت خیرا حمدت اللہ وان وجدت سوءا استغفرت لکم فدعاء رسول اللہ حاصل فی حیاته وبعد مماته ولاعبرة بمن ضل وزاغ عن الحق وخالف فی ذلك.
(از صاوی ص۱۴۲ ج۲)

حدیث شریف میں وارد ہوا کہ میری حیات بھی تمہارے لئے خیر ہے اور میری وفات بھی خیر ہے۔ مجھ پر تمہارے اعمال صبح وشام پیش کئے جاتے ہیں تو میں اگر نیکی پاتا ہوں تو اللہ کی حمد کرتا ہوں اور اگر بدی کو پاتا ہوں تو تمہارے لئے استغفار کرتا ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا انکی حیات اور بعد وفات کے حاصل ہے اور جو گمراہ ہو گیا اور بہک گیا اور اسکا مخالف ہوا اسکا کوئی اعتبار نہیں

(۴) تفسیر معالم وتفسیر خازن تفسیر جمل تفسیر صاوی سب میں یہی مضمون بالفاظ مختلفہ تحت آیت ۲ میں ہے:

ومعنی الآیة استغفر لذنبك ای لذنوب اهل بیتك وللمومنین والمومنات

اور آیت کے یہ معنے ہیں کہ اے حبیب آپ اپنے اہلبیت کے گناہوں اور مسلمان اجنبی

یعنی من غیر اھل بیتہ وھذا اکرام
من اللہ عزوجل لہذہ الامۃ حیث
امر نبیہ صلے اللہ علیہ وسلم ان
یستغفر لذنوبہم وھو الشفیع المجاب
(وفیہ ایضًا) قیل الخطاب لہ والمراد بہ
الامۃ وعلے ھذا الفعل توجب الآیۃ
استغفار الانسان لجمیع المومنین۔
(معالم وخازن ص۱۵۱ ج۶)
وصاوی ص۷۶ ج۴

مردوں اور عورتوں کیلئے استغفار کریں اور
اللہ کا اس امت پر یہ اکرام ہے کہ اس نے
اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے گناہوں
کے استغفار کا حکم فرمایا تو حضور شفاعت
کرنے والے اور مقبول الشفاعت ہیں اور
بعض نے کہا کہ لذنبک میں خطاب اگرچہ
حضور سے ہے۔ اس سے مراد آپکی اُمت ہی
اور اس فعل سے آیہ واجب کرتی ہے کہ
مسلمان تمام مومنین کے لئے استغفار کرے۔

(۵) تفسیر خازن وتفسیر جمل وتفسیر صاوی میں تحت آیۃ نمبر ۴ فرماتے ہیں:

ھذا دعاء للمومنین بالمغفرۃ واللہ
تعالیٰ لا یرد دعا خلیلہ ابراھیم ففیہ
بشارۃ عظیمۃ لجمیع المومنین۔
بالمغفرۃ (صاوی ص۲۴۳ ج۳، خازن ص۴۳ ج۴)

یہ مومنین کے لئے دعائے مغفرت ہے اور
اللہ تعالےٰ اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کی
دعا رد نہ فرمائیگا تو اسمیں تمام مسلمانوں
کیلئے مغفرت کی زبردست بشارت ہے۔

(۶) تفسیر خازن تفسیر جمل تفسیر صاوی میں تحت آیۃ نمبر ۵ فرماتے ہیں:

یسئلون اللہ تعالیٰ المغفرۃ لہم
(فیہ ایضًا) اذا دخل المومن الجنۃ
قال این ابی واین امی واین زوجتی
فیقال انہم لم یعملوا عملک فیقول انی

اور اللہ تعالےٰ سے مسلمانوں کیلئے مغفرت
مانگیں جب مسلمان جنت میں پہنچے گا تو کہے گا
کہ میرا باپ کہاں ہے میری ماں کہاں ہے اور
میری بیوی کہاں ہے تو ان سے کہا جائے گا

کنت اعمل لی ولھم فیقال ادخلوھم الجنۃ فاذا جتمع باھلہ فی الجنۃ کان اکمل لسرورہ ولذاتہ (از صاوی ص ۷ جلد ۴)	کہ انہوں نے تیرا سا عمل نہیں کیا تو یہ کہے گا کہ میں نے تو اپنے اور ان کے لئے اعمال کئے تھے تو اس سے کہا جائیگا کہ ان کو جنت میں لیجا تو جب وہ جنت میں مع اپنے اہل کے جمع ہو جائیگا تو اسکی مسرت کامل ترین ہو جائیگی۔

(۷) تفسیر صاوی میں تحت آیہ ۷ فرماتے ہیں:

ادع لھما بالرحمۃ ولو فی کل یوم ولیلۃ خمس مراۃ (تفسیر صاوی ص ۲۹۳/۲۶)	ان دونوں ماں باپ کیلئے دعائے رحمت کر کہ اگرچہ ہر روز و شب میں پانچ بار ہو۔

(۸) تفسیر جمل میں تحت آیہ ۸ فرماتے ہیں:

قولہ (الذین سبقونا بالایمان) ای بالموت علیہ فینبغی لکل واحد من القائلین لھذا الفعل ان یقصد بمن سبقہ من انتقل قبلہ من زمنہ الی عصر النبی صلے اللہ علیہ وسلم فیدخل جمیع من تقدمہ من المسلمین لاخصوص المھاجرین والانصار۔	اور وہ لوگ جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔ اور ایمان پر ان کی موت ہوئی تو اس کے ہر کہنے والے کیلئے لائق ہے کہ اس سے پہلے جو کبھی زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک گزر چکے انکا قصد کرے تو اپنے سے پہلے تمام مسلمانوں کو دعا میں داخل کرے نہ کہ خاص مہاجرین وانصار کو۔ (تفسیر جمل ص ۳۱۷ ج ۴)

(۹) تفسیر مدارک میں تحت آیۃ ۹ فرماتے ہیں:

الحقنا بھم ذریتھم) ای تلحق الاولاد	ہم نے انکی اولاد اُن سے ملادی یعنی اولاد

بایمانهم واعمالهم درجات الآباء وان قصرت اعمال الذریة من اعمال الآباء (تفسیر مدارک صـ۱۴۵ ج ۴)

مع اپنے ایمان اور اعمال کے ساتھ باپوں کے درجوں تک ملادی جائیگی اگرچہ اولاد کے اعمال باپوں کے اعمال سے کم ہوں۔

(۱۰) تفسیر صاوی میں تحت آیۃ ۹ فرماتے ہیں:

والمعنی ان المومن اذ کان عمله اکثر الحق به من دونه فی العمل ابنا کان اوابا وبلحق بالذریة من النسب الذریة بالسبب وهو المحبة فان حصل مع المحبة تعلیم علم او عمل کان احق باللحوق کالتلامذة فانهم یلحقون باشیاخهم واشیاخ الاشیاخ یلحقون بالاشیاخ ان کانوا دونهم فی العمل والاصل فی ذلک قوله صلے الله اذ دخل اهل الجنة الجنة سأل احدهم عن ابویه وعن زوجته وولده فیقال انهم لم یدرکوا اما ادرکت فیقول یارب انی عملت لی ولهم فیومر بالحاقهم به (از تفسیر صاوی صـ۱۱۱ ج ۴)

معنے یہ ہیں کہ جب مومن کا عمل کثیر ہوگا تو اس کے ساتھ کم عمل والا ملادیا جائیگا وہ بیٹا ہو یا باپ اور ذریت نسبی کے ساتھ ذریت سببی ملادی جائے گی کہ وہ سبب محبت ہے تو اگر محبت کے ساتھ علم یا عمل کی تعلیم بھی ہو تو وہ بھی لاحق ہونیکا حقدار ہے جیسے شاگرد اپنے استادوں کے ساتھ لاحق کردیئے جائیں اگرچہ وہ ان سے عمل میں کمتر ہوں اور اصل اس میں فرمان حدیث ہے کہ جب جنتی جنت میں پہنچیں گے تو کوئی انکا اپنے ماں باپ کو دریافت کریگا کوئی بیوی کو کوئی اولاد کو دریافت کرے گا تو ان سے کہا جائیگا انہوں نے اس درجہ کو نہیں پایا جسکو تو پا گیا تو وہ کہیگا اے رب میں نے اپنے لئے اور ان کیلئے عمل کئے تھے تو انھیں اس کے ساتھ لاحق ہونیکا حکم کردیا جائے گا۔

دلائل از احادیث

حدیث (۱) عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما المیت فی قبرہ الا شبہ الغریق المتغوث ینتظر دعوۃ من اب وام اخ او ولد او صدیق ثقۃ فاذا لحقتہ کان احب الیہ من الدنیا وما فیہا وان اللہ تعالیٰ لیدخل علی اھل القبور من دعاء اھل الارض امثال الجبال وان ھدیۃ الاحیاء الی الاموات الاستغفار لہم

(رواہ البیہقی از مشکوٰۃ صفحہ ۲۰۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت اپنی قبر میں ڈوبنے والے کے مشابہ ہوتا ہے جو فریاد کرنے والا ہوتا ہے اپنے باپ یا ماں اور بھائی۔ اولاد۔ سچے دوست کی دعاؤں کا انتظار کرتا ہے تو جب اسکو وہ دعا پہنچ جاتی ہے تو وہ اسے دنیا و ما فیہا سے زیادہ پیاری ہوتی ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ اہل قبور پر زمین والوں کی دعا پہاڑوں جیسی پہنچاتا ہے اور بیشک مُردوں کیطرف زندوں کا ہدیہ ان کے لئے مغفرت چاہنا ہے۔

حدیث (۲) عن سعد بن عبادۃ قال یا رسول اللہ ان ام سعد ماتت فای الصدقۃ افضل قال الماء وحفر بیرا قال ھذہ لام سعد

(رواہ داؤد والنسائی از مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۶۹)

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ام سعد کا انتقال ہو گیا تو کونسا صدقہ افضل ہے فرمایا پانی۔ تو ان کی طرف سے کنواں تیار کرایا گیا۔ فرمایا کہ یہ ام سعد کا کنواں ہے۔

حدیث (۳) عن عائشۃ قالت ان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی انہوں نے

رجلا قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ان امی افتلتت نفسھا واظنھا لو تکلمت تصدقت فھل لھا اجر ان تصدقت عنھا قال نعم (رواہ البخاری والمسلم از مشکوٰۃ شریف صـ۱۷۲)

کہا کہ ایک شخص نے عرض کیا بیشک میری ماں فوت ہو گئی اور میں یہ گمان رکھتا ہوں کہ اگر وہ بولتی تو صدقہ کرتی تو کیا اسکو ثواب ملے گا۔ اگر میں اسکی طرف سے صدقہ کروں۔ فرمایا ہاں۔

حدیث (۴) عن ابی ھریرۃ اذا مات الانسان انقطع عملہ الا من ثلث صدقۃ جاریۃ او علم ینتفع بہ او ولد صالح یدعولہ۔ (رواہ البخاری والمسلم والبوداؤد از جامع صغیر صـ۲۹ ج ۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے مروی جب انسان مرجاتا ہے تو اسکا عمل بند ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں۔ صدقہ جاریہ اور ایسا علم جس سے نفع حاصل ہوتا ہو اور نیک اولاد جو اسکے لیئے دعا کرے۔

حدیث (۵) عن انس عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم امتی مرحومۃ تدخل قبورھا بذنوبھا وتخرج من قبورھا لا ذنوب علیھا یمحص عنھا باستغفار المومنین لھا۔ از شرح الصدور صـ۱۲۸ (رواہ الطبرانی از جامع صغیر)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میری اُمت مرحومہ ہے۔ قبروں میں مع گناہوں کے داخل ہوگی اور ان سے بے گناہ نکلے گی۔ کہ مسلمانوں کے استغفار سے ان کے گناہ پاک کر دیئے جائیں گے۔

حدیث (۶) عن عقبۃ بن عامر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الصدقۃ لتطفی عن اھلھا حر القبور (از جامع صغیر صـ۶۹ ج ۱)

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک صدقہ اہل قبور سے اسکی گرمی کو میٹ دیتا ہے۔

حدیث (۷) عن ابن عمر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا تصدق احدکم بصدقۃ تطوعا فلیجعلها عن ابویہ فیکون لهما اجرها ولا ینقص من اجرہ شیأ
(طبرانی از صحیح بہاری ص ۹۵۱/۱۷)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی نفلی صدقہ کرتا ہے تو اپنے ماں باپ کی طرف سے دے کہ وہ ان کے لئے اجر ہوگا اور اسکے اجر سے کچھ کم نہ ہوگا۔

حدیث (۸) عن انس سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما من اهل میت یموت منهم میت فیتصدقون عنہ بعد موت الا اهداها لہ جبریل علے طبق من نور ثم یقف علے شفیر القبر فیقول یا صاحب القبر العمیق هذہ هدیۃ اهداها الیک اهلک فاقبلها فتدخل علیہ فیفرح بها و یستبشر و یحزن جیرانہ الذین لا یهدی الیهم شیئ
(رواہ الطبرانی از شرح الصدور از صحیح بہاری ص ۹۵۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جس قوم کا آدمی مرجائے اور وہ اسکی موت کے بعد صدقہ دیں تو جبرئیل اسکو نور کے طبق میں ہدیہ لیکر قبر کے کنارے پر پہنچتے ہیں اور کہتے ہیں اے گہری قبر والے یہ ہدیہ ہے جو تیری طرف تیرے اہل نے بھیجا ہے تو وہ متوجہ ہو جاتا ہے پھر وہ اسپر داخل ہوتا ہے اور وہ اس سے خوش ہوتا ہے اور بشارت حاصل کرتا ہے اور اسکے پڑوسی وہ رنجیدہ ہوتے ہیں جنکی طرف کوئی چیز ہدیہ نہ کی گئی

حدیث (۹) عن انس انہ سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ نتصدق عن موتانا و نحج عنهم و

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، یا رسول اللہ ہم اپنے مردوں کی طرف سے

ندعولهم فهل يصل ذلك اليهم فقال نعم انه يصل ويفرحون به كما يفرح احدكم بالطبق اذا اهدى اليه۔ از مراقی الفلاح ص۳۶۳)

صدقہ کریں اور حج کریں اور ان کیلئے دعا کریں تو کیا انکو یہ پہنچے گا فرمایا ضرور پہنچے گا اور وہ اس سے ایسے خوش ہوتے ہیں جیسے تمہاری طرف کوئی ہدیہ کیا جائے تو وہ خوش ہوتا ہے۔

حدیث (۱۰) عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان مما يلحق المومن من حسناته بعد موته علم نشره او ولد اصالحا تركه ومصحف ورثه او مسجد بناه او بيتا لابن السبيل او نهرا اجراه او صدقة اخرجها من ماله في صحته تلحقه بعد موته

(رواه ابن -وابن خزیمہ- از شرح الصدور للسیوطی ص۱۲۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک مومن کو جو اسکی نیکیوں سے اسکے مرنے کے بعد پہنچتا ہے علم ہی جسکی اس نے اشاعت کی یا نیک اولاد ہے۔ جسکو وہ چھوڑ گیا ہی یا قرآن شریف ہے جو اس نے کسی کو دیدیا ہے یا مسجد ہے جس کو اس نے بنایا ہی یا مسافرخانہ ہے جو اس نے مسافروں کیلئے تیار کیا ہے یا نہر ہے جسکو اس نے جاری کیا ہے یا صدقہ ہے جو اس نے اپنے مال سے تندرستی میں دیا ہے تو وہ اسکو موت کے بعد پہنچے گا۔

حدیث (۱۱)

عن انس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال من دخل المقابر فقرا يس خفف الله عنهم وكان له بعدد

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو قبرستان میں پہنچے پھر سورۂ یٰس پڑھے تو اللہ ان اہل قبور

من فیہا حسنات (رواہ عبد العزیز صاحب الخلال
بسندہ از شرح الصدور للسیوطی صفحہ ۱۳۰)

حدیث (۱۲) عن عقبۃ بن عامر ان
امرأۃ جاءت الی رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم قالت احج من امی وقد ماتت
قال ارائیت لو کان علی امک دین
فقضیتہ الیس کان مقبولا منک قالت
بلے فامرھا ان تحج۔
(رواہ الطبرانی از شرح الصدور صفحہ ۱۲۹)

حدیث (۱۳) عن عطاء و زید بن اسلم
قالا جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فقال یا رسول اللہ اعتق عن ابی و
قد مات قال نعم:
(رواہ ابن ابی شیبہ از شرح الصدور صفحہ ۱۲۹)

حدیث (۱۴) عن ابن عباس ان سعد
بن عبادۃ توفیت امہ وھو غائب عنہا
فقال یا رسول اللہ اینفعہا شیٔ ان
تصدقت بہ عنہا قال نعم قال فانی

سے تخفیف عذاب کردیگا اور اسکو بمقدار
ان کے نیکیاں ملیں گی۔

حضرت عقبہ بن عامر سے مروی کہ ایک عورت
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
حاضر ہوئی اور عرض کیا۔ کیا میں اپنی ماں
کی طرف سے حج کر سکتی ہوں جو فوت ہو چکی ہے
فرمایا تیری ماں پر اگر قرض ہوتا اور تو اسکو
ادا کرتی تو کیا وہ مقبول نہ ہوتا عرض کیا ہاں
تو حضور نے اسے حج کرنیکا حکم دیا۔

حضرت عطا اور زید بن اسلم رضی اللہ عنہما
سے مروی ان دونوں نے کہا کہ ایک شخص
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر
ہوا پھر عرض کیا' یا رسول اللہ کیا میں اپنے
باپ کی طرف سے غلام آزاد کردوں اور وہ
فوت ہو چکا ہے۔ فرمایا ہاں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی
کہ بیشک حضرت سعد بن عبادہ کی والدہ فوت
ہو گئیں اور وہ اسوقت موجود نہیں تھے انہوں
نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں انکی طرف سے

اشهدك علی ان حائطی المخراف صدقة
علیها۔

(رواہ البخاری۔ از شرح الصدور ص ۱۲۸)

حدیث (۱۵) عن ابی قتادة قال سمعت
النبی صلے اللہ علیہ وسلم یقول خیر ما
یخلف المرأ بعد موتہ ولد صالح یدعو
لہ وصدقة تجری یبلغہ اجرها وعلم
یعمل بہ من بعدہ۔

(رواہ الطبرانی از شرح الصدور ص ۱۲۹)

حدیث (۱۶) عن سعد بن عبادةؓ قال
قلت یارسول اللہ توفیت امی ولم
توصی ولم تصدق فهل ینفعها ان
تصدقت قال نعم ولو بکراع شاة
محرق۔

(رواہ الطبرانی از شرح الصدور ص ۱۲۹)

حدیث (۱۷) عن ابن عمر قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا تصدق
احد کم بصدقة تطوعا فیجعلها عن ابویہ
فیکون لهما اجرها ولا ینقص من اجرہ

کوئی چیز صدقہ کروں تو کیا انکو نفع دیگی
فرمایا ہاں، عرض کیا میں آپکو اسپر گواہ بناتا ہوں
کہ میرا مخراف باغ اسکی طرف سے صدقہ ہے

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی
انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو
فرماتے ہوئے سنا کہ آدمی اپنی موت کے بعد جو
چھوڑے تو بہتر نیک ولاد ہے جو اس کیلئے دعا
کرے اور صدقہ جاریہ ہے جسکا اجر اسکو پہنچے
اور علم ہے جس پر اسکے بعد والے عمل کریں۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی
انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ
کہ میری والدہ فوت ہوگئیں اور وصیت نہ
کر سکیں اور صدقہ نہ دے سکیں تو کیا ان کو
نفع دیگا اگر میں صدقہ کر دوں فرمایا ہاں
اگرچہ بکری کا جلا ہوا کھر ہو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی انہوں نے
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جب تم میں سے کوئی قطعی طور پر صدقہ دے
تو اسکو اپنے ماں باپ کیطرف سے دے کہ وہ ان

شیأ۔

(رواہ الطبرانی از شرح الصدور ص۱۲۸)

حدیث (۱۸) عن جابر قال شهدت مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الاضحیٰ فی المصلے فلما قضے خطبتہ نزل من منبرہ واتی بکبش فذبحہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیدیہ وقال بسم اللہ اللہ اکبر ھذا عنی وعمن لم یضح من اُمتی۔

(رواہ ابوداؤد وترمذی)

حدیث (۱۹) عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لیرفع درجۃ للعبد الصالح فی الجنۃ فیقول یارب انّی لی ھذہ فیقول باستغفار ولدک لک

(رواہ احمد از مشکوٰۃ ص۲۰۶)

حدیث (۲۰) عن مالک بن دینار قال دخلت المقبرۃ لیلۃ الجمعۃ فاذا انا بنور مشرق فیھا فقلت لا الٰہ الا اللہ نری

دونوں کے لئے اجر ہوگا اور اس کے اجر سے کچھ کم نہ ہوگا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عیدگاہ میں عید ضحیٰ میں حاضر تھے تو جب حضور نے اپنا خطبہ دیدیا اور منبر سے اُترے تو ایک بکری حاضر کی گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو ذبح فرمایا بسم اللہ اللہ اکبر یہ میری طرف سے ہے اور میری اُمت کے ان لوگوں کی طرف سے جو قربانی نہ کرسکیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نیک بندے کا درجہ جنت میں بلند کریگا تو وہ عرض کریگا اے میرے رب یہ درجہ مجھے کہاں سے ملا اللہ فرمائیگا تیری اولاد کیلئے تیرے لئے استغفار کرنیکی وجہ سے

حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ سے مروی کہ میں شب جمعہ کو قبرستان پہنچا تو میں نے ایک نہایت تیز روشنی پائی تو میں نے کہا لا الٰہ الا اللہ

ان اللہ عزوجل قد غفر لاھل المقابر فاذا انا بھاتف یھتف من العبد وھو یقول یا مالک بن دینار ھذہ ھدیۃ المومنین الی اخوانھم من اھل المقابر قلت بالذی انطقک الا اخبرتنی ماھو قال رجل من المومنین قام فی ھذہ اللیلۃ فاسبغ الوضوء وصلی رکعتین وقرأ فیھما فاتحۃ الکتاب وقل یا یھا الکافرون وقل ھو اللہ احد وقال اللھم انی قد وھبت ثوابھا لاھل المقابر من المومنین فادخل اللہ علینا الضیاء والنور والفسحۃ والسرور فی المشرق والمغرب قال مالک فلم ازل اقرؤھا فی کل لیلۃ جمعۃ فرأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی مناحی یقول لی یا مالک بن دینار قد غفر اللہ لک بعدد النور الذی ھدیتہ الی اُمتی ولک ثواب ذلک ثم قال لی وبنی اللہ لک بیتا فی الجنۃ

ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے اہل قبور کی مغفرت کردی تو دور سے ایک ہاتف ندا دیتا ہے کہ اے مالک بن دینار یہ مسلمانوں کا اپنے بھائیوں کی طرف ہدیہ ہے، میں نے کہا تجھے اس ذات کی قسم جس نے تجھے گویائی دی مجھے کیوں نہیں خبردار کرتا کہ اسکی کیا حقیقت ہے تو اس نے کہا کہ ایک مرد مومن اس رات کھڑا ہوا اور اس نے کامل وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور انہیں سورۃ فاتحہ اور سورہ کافرون اور اخلاص پڑھی اور پھر یہ دعا کی کہ اے اللہ میں نے انکا ثواب مومنین اہل قبرستان کیلئے ہبہ کیا تو اللہ نے ہم پر یہ نور وضیاء یہ وسعت و سرور مشرق ومغرب میں داخل کیا۔ حضرت مالک بن دینار نے کہا کہ میں اس شب جمعہ میں ہمیشہ دو رکعت اسی طرح پڑھتا رہا تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ مجھ سے فرماتے ہیں اے مالک بن دینار اللہ تیری مغفرت کرے بمقدار اس نور کے جو تو نے میری امت کی طرف ہدیہ کیا اور تجھے اسکا ثواب ملے۔ اور

فی قصیٍ یقال لھا المنیف قلت ما المنیف قال المطل علی اھل الجنۃ (از شرح الصدور صہ ۱۲۸)

اللہ تیرے لئے جنّت میں ایک گھر بنائے جسکو منیف کہا جائے۔ میں نے عرض کیا کہ منیف کیا ہے۔

الحاصل ان دس آیات اور بیس احادیث سے یہ ثابت ہوگیا کہ ایک کا اجر عمل دوسرے کو پہنچتا ہے تو میت کے لئے استغفار اور دعا اور ایصال ثواب بیکار نہیں بلکہ نافع ہے اور میت اسکا محتاج ہے اور وہ اس سے مسرور اور خوش ہوتا ہے اور اعزہ واحباب پر میت کا یہ حق ہے کہ وہ اس کے لئے حتی الامکان استغفار اور دعا و صدقات کریں اور اسکی امداد کریں۔

دلائل از اقوال سلف وخلف وکتب کلام وفقہ

شرح فقہ اکبر میں ہے۔ عند اھل السنۃ ان الانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلوٰۃ او صوما او حجا او صدقۃ او غیرھا (از شرح فقہ اکبر صہ ۱۱۸)

اہلسنت کے نزدیک انسان اپنے عمل کا ثواب اپنے غیر کو پہنچا سکتا ہے نماز ہو یا روزہ یا حج یا صدقہ ہو یا اس کے سوا ہو۔

(۲) حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔

انہ کان یضحی بکبشین احدھما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم والاٰخر عن نفسہ فقیل لہ فقال امرنی بہ یعنی للنبی صلی اللہ علیہ وسلم (رواہ الترمذی صہ ۲۴۰)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ دو بکریاں ذبح کرتے اور قربانی کیا کرتے تھے ایک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اور ایک اپنی طرف سے تو ان سے دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ مجھے اسکا حضور نے حکم دیا ہے۔

(۳) حضرات حسنین کریمین کا فعل منقول ہے:

عن ابی جعفران الحسن والحسین رضی اللہ عنہما کان یعتقان عن علی رضی اللہ عنہ بعد موتہ۔ رواہ ابن ابی شیبہ (از شرح الصدور صـ۱۲۹)

حضرت ابو جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی کہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے انکی وفات کے بعد غلام آزاد کرتے تھے۔

(۴) عن سفیان قال کان یقال الاموات احوج الی الدعا من الاحیاء الی الطعام والشراب۔ (از شرح الصدور صـ۱۲۷)

حضرت سفیان رضی اللہ عنہ سے مروی۔ وہ فرماتے تھے کہ مُردوں کو دعا کی حاجت زندوں کو کھانے پینے کی حاجت سے زائد ہے

(۵) وقد نقل غیر واحد الاجماع علے ان الدعا ینفع المیت (از شرح الصدور صـ۱۲۷)

بہت سے لوگوں سے منقول ہے کہ اس پر اجماع ہے کہ بیشک دعا میت کو نفع دیتی ہے۔

(۶) عن بعض السلف قال رأیت اخالی فی النوم بعد موتہ فقلت ایصل الیک دعاء الاحیاء قال ای واللہ یترفرف مثل النور ثم نلبسہ (از شرح الصدور صـ۱۲۸)

بعض سلف سے مروی ہے کہ میں نے اپنے بھائی کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا تو میں نے کہا کہ کیا تمہاری طرف زندوں کی دعا پہنچتی ہے اسنے کہا کہ ہاں خدا کی قسم نور کی طرح چمکتا ہوا لباس ریشمی ہو کر پھر ہم اسکو پہنتے ہیں۔

(۷) عن احمد بن حنبل قال اذا دخلتم المقابر فاقرؤا بفاتحۃ الکتاب والمعوذتین

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے مروی فرمایا جب تم قبرستان میں داخل ہو تو سورۃ

وقل ھو اللہ احد واجعلوا ذلك لاھل المقابر فانہ یصل الیھم (از شرح الصدور ص ۱۳)

فاتحہ اور معوذتین اور قل ہو اللہ احد پڑھا کرو اور اسکا ثواب قبرستان والوں کو پہنچاؤ کہ بیشک وہ انھیں پہنچتا ہے۔

(۸) ان الانسان لہ ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلوٰۃ او صوما او صدقۃ او غیرھا عند اھل السنۃ والجماعۃ (از ہدایہ مجتبائی ص ۲۷۶ ج ۱)

بیشک انسان اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو اہلسنت وجماعت کے نزدیک پہنچا سکتا ہے اب وہ عمل نماز ہو یا روزہ یا صدقہ یا ان کے علاوہ کوئی نیک عمل ہو۔

(۹) مراقی الفلاح میں علامہ زیلعی سے ناقل ہیں:

فللانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ عند اھل السنۃ والجماعۃ صلوٰۃ کان او صوما او حجا او صدقۃ او قرأۃ للقرآن او الاذکار او غیر ذلك من انواع البر ویصل ذلك الی المیت وینفعہ (از طحطاوی ص ۳۶۳)

اہلسنت وجماعت کے نزدیک انسان اپنے عمل کا ثواب اپنے غیر کو پہنچا سکتا ہے۔ نماز ہو یا روزہ یا حج یا صدقہ ہو یا قرآن و اذکار کے پڑھنے کا اجر ہو یا ان کے سوا اور کوئی نیک عمل ہوں تو یہ میت کو پہونچے گا۔ اور نفع دیگا۔

(۱۰) درمختار میں ہے۔ الاصل ان کل من اتی بعبادۃ ما لہ جعل ثوابھا لغیرہ و ان نواھا عند الفعل لنفسہ لظاھر الادلۃ۔ (از شامی ص ۲۴۲ ج ۲)

قاعدہ یہ ہے کہ جو اپنے مال کا صدقہ کرے تو اسکا ثواب اپنے غیر کو پہنچا سکتا ہے۔ اگرچہ اسکے کرتے وقت اپنے لئے نیت کی ہو کہ اسکی دلیلیں ظاہر ہیں۔

(۱۱) فتاویٰ سراجیہ میں ہے: من حج عن

جس نے غیر کی طرف سے حج کیا بغیر اسکے حکم

غیرہ بغیر امرہ وجعل ثوابہ لہ یصل الثواب الی ذلک الغیر (ص ۱۹۵ / ۱۶)

کے اور اس کا ثواب اس کے لئے کیا تو اس غیر کو یہ ثواب پہنچے گا۔

(۱۲) طحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے:

فللانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ عند اہل السنۃ والجماعۃ سواء کان المجعول لہ حیا اومیا من غیران ینقص من اجرہ شیئ (طحطاوی ص ۳۶۳)

انسان کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنے عمل کا ثواب اپنے غیر کو پہنچائے اہلسنت وجماعت کے نزدیک وہ غیر زندہ ہو یا مُردہ بغیر اسکے کہ اجر سے کچھ کم ہو۔

(۱۳) عقائد کی مشہور کتاب شرح عقائد میں ہے:

وفی دعاء الاحیاء للاموات وصدقتہم ای صدقۃ الاحیاء عنہم ای عن الاموات نفع لھم ای لاموات ص ۱۲۴

مُردوں کے لئے زندوں کی دعا اور صدقہ کرنے میں ان کو نفع ہے۔

(۱۴) عینی شرح کنز الدقائق میں ہے:

ان الانسان ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلوٰۃ کان اوصوما اوحجا اوصدقۃ اوقرأۃ القرآن اوذکرا اوغیر ذلک من جمیع انواع البر ویصل کل ذلک الی المیت وینفعہ عن اہل السنۃ والجماعۃ (عینی ص ۱۱۱ ج ۱)

بیشک آدمی اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو بھیج سکتا ہے وہ نماز ہو یا روزہ ہو۔ حج ہو یا صدقہ یا تلاوت قرآن ہو یا کوئی اور ذکر ہو یا نیکیوں سے کوئی نیکی ہو مردہ کے لئے اسکو نفع دیگا یہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک ہے۔

(۱۵) عقائد کی مشہور کتاب تکمیل الایمان میں ہے:

وفی دعاء الاحیاء للاموات وصدقتھم عنھم نفع لھم۔ در دعا ہائے زندگاں مر مردہ ہارا وصدقہ دادن بہ نیت ثواب ایشاں را نفع عظیم است مر مردہ ہارا و احادیث وآثار دریں باب بسیار ست۔ ونماز جنازہ نیز ازیں باب است۔	مردوں کے لئے زندوں کے دعا کرنے اور صدقہ کرنے میں ان کو نفع ہے اور بہت بڑا نفع ہے۔ اس کے لئے حدیثیں بہت سی وارد ہیں۔ خود نماز جنازہ بھی تو دعا ہی ہے۔
	(از تکمیل الایمان ص۷۶ و ص۷۷)

(۱۶) مانعین کے استاد الکل حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی گنہگار و فاسق کے لئے فاتحہ کو لازم ٹھہراتے ہیں۔ تفسیر عزیزی میں ہے۔

بعد از مردن او (فاسق را بآئین مسلمانان غسل باید داد باستغفار و فاتحہ و درود و صدقات وخیرات لازم باید شمرد	مرنے کے بعد فاسق مومن کو مسلمانوں کے طریقے پر غسل دیں اور استغفار اور فاتحہ و درود اور صدقات وخیرات اس کیلئے لازم متصور کریں۔
از تفسیر عزیزی ص۱۸۲	

(۱۷) ردالمحتار شامی میں فرماتے ہیں:

الافضل لمن یتصدق نفلا ان ینوی لجمیع المومنین والمومنات لانھا تصل الیھم ولا ینقص من اجرہ شیئ کذا فی تتارخانیہ والمحیط (ص۳۷ ج ۲)	جو صدقہ نفل دے تو اسکے لئے افضل یہ ہے کہ تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کی نیت کرے کہ وہ انھیں پہنچے گا اور اسکے اجر سے کچھ کم نہ ہوگا اسی طرح تتارخانیہ اور محیط میں ہے
(۱۸) رحمۃ الامہ میں ہے: اجمعوا علی ان الاستغفار والدعاء والصدقۃ والحج	علمانے اس پر اجماع کیا ہے کہ استغفار اور دعا اور صدقہ اور حج اور آزاد کرنا میت کو

والعتق تنفع المیت ویصل الیہ ثوابہ — نفع دیتا ہے اور اسکا ثواب اسکو پہنچتا ہے
(ص۲۰۱ ج۱)

(۱۹) علامہ شامی گمشدہ چیز کا عمل تعلیم کرتے ہیں تو پہلے اسمیں فاتحہ دینے کا حکم فرماتے ہیں:

فلیقف علےٰ مکان عال مستقبل القبلۃ ویقرأ الفاتحۃ ویھدی ثوابھا للنبی صلے اللہ علیہ وسلم ثم یھدی ثواب ذلک لسیدی احمد بن علوان۔

تو وہ کسی بلند جگہ پر کھڑا ہو قبلہ رو ہو کر اور فاتحہ پڑھے اور اسکا ثواب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ کرے۔ پھر سید احمد بن علوان کو ہدیہ کرے (از شامی ص۳۳۴ ج۳)

(۲۰) خود مانعین کے مسلّم پیشوا و امام مولوی اسمٰعیل دہلوی صراط مستقیم میں لکھتے ہیں۔

پس در خوبی ایں قدر امر از امور مرسومہ فاتحہ و اعراس و نذر و نیاز اموات شک و شبہ نیست (از صراط مستقیم ص۵۵)

پس ان امور کی خوبی میں فاتحہ۔ عرس۔ نذر۔ نیاز اموات میں شک اور شبہ نہیں ہے۔

(۲۱) یہی اسمٰعیل صاحب اسی صراط مستقیم میں فاتحہ کی تاکید کرتے ہیں:

ہر گاہ ایصال نفع بمیت منظور دارد۔ موقوف بر اطعام نگذارد کہ اگر میسر باشد بہتر ست والا صرف ثواب فاتحہ و اخلاص بہترین ثوابہا است۔ (از صراط مستقیم ص۶۵)

جب کبھی میت کو نفع پہنچانا منظور ہو تو اُسے کھانا کھلانے پر موقوف نہ رکھیں اگر میسر ہو تو بہتر ہے ورنہ صرف سورہ فاتحہ و اخلاص کا ثواب بہترین ثواب ہے۔

(۲۲) تمام طائفہ مانعین کے مسلمہ پیر و مرشد شاہ امداد اللہ صاحب فیصلہ ہفت مسئلہ میں تحریر کرتے ہیں۔

سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھانا کھلا دیا اور دل

سے ایصال ثواب کی نیت کرلی۔ متاخرین میں کسی کو خیال ہوا کہ جیسے نماز
میں نیت ہرچند دل سے کافی ہے مگر موافقت قلب و لسان کے لئے عوام
کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے۔ اسی طرح اگر یہاں (فاتحہ میں) زبان سے
کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے
پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ اسکا مشارٌ الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضار
قلب ہو کھانا روبرو لانے لگے۔ کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اسکے
ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھا جائے تو قبولیت دعا کی بھی امید ہے اور
اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جاوے گا۔ کہ جمع بین العبادتین ہے۔ قرآن
شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ
ہیں پڑھی جانے لگیں۔ کسی نے خیال کیا کہ دعا کیلئے رفع یدین سنّت
ہے ہاتھ بھی اٹھانے لگے۔ کسی نے خیال کیا کہ کھانا جو مسکین کو دیا جاوے
گا اس کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے۔ پانی پلانا بڑا ثواب ہے، اس
پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا پس یہ ہیئت کذائیہ حاصل ہو گئی۔
(از فیصلہ ہفت مسئلہ ص۶)

حاصل بحث یہ ہے کہ مسلک اہل سنت ان تمام آیات و احادیث اور اقوال سلف
و خلف کے موافق ہے اور مانعین کے اکابر بھی یہی کہتے ہیں۔ اور وہابیہ کے اقوال
ان سب کے خلاف اور خود اپنے امام و استاد و پیر سب کے خلاف ہیں۔ اسکو ابھی
اور بھی لکھا جاتا لیکن بخوف طوالت اسی پر اختصار کیا جاتا ہے۔

— ... —

مسئلہ سوم

اس میں وہابیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ سوم بدعت و مکروہ ہے مشابہ بہ ہنود ہے بلکہ کفر تک ہے۔

سوم و دہم و چہلم وغیرہ ہمہ بدعات ماخوذ از کفار ہنود ست (از فتاوی امدادیہ ص۷) سویم دہم و چہلم جملہ رسوم ہنود کی ہیں (از فتاوی رشیدیہ ص۱۳۵ ج۱) مجتمع ہونا عزیز و اقارب وغیرہم کا واسطے پڑھنے قرآن مجید کے یا کلمہ طیبہ کے جمع ہو کر روز وفات میت کے یا دوسرے روز یا تیسرے روز بدعت و مکروہ ہے (از فتاوی رشیدیہ ص۱۴۱ ج۱) اور تقویۃ الایمان و تذکیر الاخوان میں اسکو کفریات میں شمار کیا ہے۔

اہلسنّت کے نزدیک سوم جائز و مباح اور امر خیر ہے۔ اور ایصال ثواب کے اقسام میں داخل ہے جو مستحب و مستحسن ہے۔ دلائل اسکے یہ ہیں:

دلائل از آیات

آیت (۱) وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنُ فَارْزُقُوْھُمْ مِّنْهُ وَقُوْلُوْا لَھُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا (از نساء پ ۴ ع ۱)

پھر بانٹتے وقت اگر رشتہ دار اور یتیم اور مسکین آجائیں تو اس میں سے انھیں بھی کچھ دو اور انھیں اچھی بات کہو۔

تفسیر مدارک میں تحت آیتہ فرماتے ہیں:

واذا حضر القسمۃ ای قسمۃ الترکۃ

اور جب ترکہ کی تقسیم کے وقت وہ رشتہ دار

(أو القربى) فمن لا يرث (واليتامى والمساكين) من الاجانب (فارزقوهم) فاعطوهم (منه) مما ترك الوالدان والاقربون وهو امر ندب وهو باق لم ينسخ

جو وارث نہ ہوں اور اجنبی یتیم و مساکین آجائیں تو انھیں کچھ دو اس ترکہ سے اور یہ امر استحبابی ہے۔ جو باقی ہے منسوخ نہیں ہوا۔ (از مدارک ص ۱۶۲ ج ۱)

یہ مسئلہ فقہ میں موجود ہے کہ تعزیت کے لئے تین دن ہیں اور تیسرا دن تعزیت کا آخری دن ہے تو میت کا ترکہ اسی دن تقسیم کیا جاتا تھا۔ اور روز سوم کی تخصیص اس بنا پر بھی تھی کہ اعزہ اقربا دور دراز مقاموں پہ رہتے ہیں تو روز سوم تک خبر موت سنکر آجاتے ہیں۔ تو روز سوم کا تقسیم کے لئے مقرر کرنا اس بنا پر بھی مناسب ہوا۔ تو بوقت تقسیم وارثوں کو انکا شرعی حصہ ملے گا اور اعزہ میں وارث نہ ہوں۔ یا اجنبی یتیم و مساکین ہوں۔ یہ آیت انھیں مال متروکہ میں سے کچھ دینے کا حکم کرتی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جب ان سب کا اجتماع ہوگا تو اسمیں افضل ذکر قرآن کریم کی تلاوت۔ اور کلمہ طیبہ کا ورد اور میت کے لئے دعا و استغفار اور صدقات و ایصال ثواب کرنا حق میت ہے جو ان کے ذمہ پر ہے۔ چنانچہ حضرات صحابہ کرام انصار قبر پہ جمع ہو کر قرآن مجید اپنے میت کے لئے پڑھا کرتے تھے۔ علامہ سیوطی نے اسکی روایت کی۔

اخرج الخلال فی الجامع عن الشعبی قال كانت الانصار اذا مات لهم الميت اختلفوا الى قبره يقرون له القرآن (از شرح الصدور ص ۱۳۰)

خلال نے جامع میں بروایت شعبی تخریج حدیث کی اور کہا کہ انصار میں جب کوئی فوت ہو جاتا تو وہ اسکی قبر پر آتے جاتے اور اس کے لئے قرآن شریف پڑھا کرتے تھے۔

پھر ہر زمانہ میں مسلمان اپنے میت کے لئے ایسا اجتماع کرتے رہے تو اس پر اجماع

ہوگیا۔ چنانچہ علامہ سیوطی تحریر فرماتے ہیں:

ان المسلمین ماذالوا فی کل عصر یجتمعون و یقرؤن لموتاھم من غیر نکیر فکان ذلک اجماعا (از شرح الصدور ص۱۳۰)

بیشک مسلمان ہمیشہ سے ہر زمانہ میں جمع ہوتے ہیں اور اپنے اموات کیلئے بلا انکار قرآن شریف پڑھتے ہیں تو یہ اجماع ہوگیا۔

توجس پر اُمت کا اجماع ہوگیا اسکو بدعت کہنا کس قدر جہالت اور دلیری ہے۔ خود مانعین کے استاد الکل حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کے خاندان میں سوم ہوتا تھا۔ ملفوظات میں ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب کا سوم ہوا اور ایسا زبردست ہوا۔

روز سوم کثرت ہجوم مردم آنقدر بود کہ بیروں از حساب است ہشتاد و یک ختم کلام اللہ بہ شمار آمد و زیادہ ہم شدہ باشد و کلمہ را حصر نیست

تیسرے روز آدمیوں کا اسقدر ہجوم تھا کہ حساب سے باہر ہے۔ اکیاسی ختم کلام اللہ تو شمار میں آئے اور اس سے زیادہ ہی ہوئے ہونگے اور کلمہ شریف کی تو کوئی شمار ہی نہیں۔

(ملفوظات عزیزی ص۸۰)

اب گنگوہی صاحب اور سارے اکابر و اصاغر وہابیہ دیکھیں کہ اس میں دن کا تعین بھی ہے۔ اجتماع بھی ایسا ہے کہ شمار سے باہر ہے اور قرآن خوانی بھی ایسی ہے کہ اکیاسی تو شمار میں آئے اور کلمہ طیبہ بھی پڑھا گیا اور وہ بھی لاکھ یا سوا لاکھ نہیں بلکہ بے شمار و بے حساب ہے۔ قرآن کی قرأت تو ایسی نہیں جس کے لئے دلائل کی حاجت ہو لیکن پھر بھی ایک حدیث پیش ہی کر دی جائے۔

حدیث ۔ اخرج ابن مندۃ عن عمر بن مرۃ قال اذدخل الانسان قبرہ فیجیٔ

ابن مندہ نے حضرت عمر بن مرہ سے تخریج کی انہوں نے کہا کہ جب انسان اپنی قبر میں پہنچتا ہے

ملك عن شماله فیجی القرآن فیمنعه فیقول مالی ولك فوالله ماکان یعمل بك فیقول اولیس کنت فی جوفه فلا یزال حتی ینجی صاحبه۔ (از شرح الصدور ص۱۲۸)

تو ایک فرشتہ بائیں جانب سے آتا ہے پھر قرآن مجید آتا ہے اور اسکو منع کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ مجھے اور تجھے کیا ہے کیا میں اس کے جوف میں نہیں تھا۔ تو اسی طرح روکتا ہے۔ یہاں تک کہ اسکو نجات دلاتا ہے۔

حدیث۔ عن ابی امامۃ الباھلی قال اقرؤا القرآن فانہ یاتی یوم القیمۃ شفیعا لاصحابہ۔

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی کہا قرآن پڑھا کرو کہ وہ اپنے پڑھنے والوں کے لئے شفیع بن کر آئے گا۔

اب کلمہ طیبہ کے متعلق بھی چند دلائل پیش کر دوں۔

حدیث (۱) عن ابی ھریرۃ قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم اکثروا من شھادۃ ان لا الہ الا اللہ قبل ان یحال بینکم وبینھا ولقنوھا موتاکم (رواہ ابو یعلی وابن عدی از جامع صغیر ص۵۴ ج۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کلمہ شہادت بکثرت پڑھا کرو پہلے اس سے کہ تمہارے اور اسکے درمیان جدائیگی ہو۔ اور اپنے مردوں کو اسکی تلقین کیا کرو۔

حدیث (۲) عن انس قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا فی الجنازۃ قول لا الہ الا اللہ (رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس (از جامع صغیر ص۵۴ ج۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنازہ میں کلمہ طیبہ زیادہ پڑھا کرو۔

حدیث (۳) عن ابن عباس ان رسول

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اخبرنی جبرئیل ان لا الہ الا اللہ انس للمسلم عند موتہ وفی قبرہ وحین یخرج من قبرہ (از شرح الصدور مصری ص۷)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے جبرئیل نے خبر دی کہ لا الہ الا اللہ مسلمان کیلئے باعثِ انس ہے اسکی موت کے وقت اور اسکی قبر میں اور جب قبر سے اٹھایا جائے گا۔

حدیث ۴۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قال لا الہ الا اللہ سبعین الف مرۃ غفر (از شرح شفا علی القاری ص۳۹۹ ج۲)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے لا الہ الا اللہ ستر ہزار مرتبہ کہا تو وہ بخش دیا جائے گا۔

بالجملہ ان احادیث سے ثابت ہو گیا کہ ثواب کلمہ طیبہ میت کے لئے باعثِ انس اور سببِ مغفرت ہے تو قرآن کریم اور کلمہ طیبہ ہی سوم میں پڑھا جاتا ہے۔ اسی کو عُرف میں سوم اور تیجہ کہتے ہیں اور یہ ایسے سبب مغفرت ہیں کہ حضرت علامہ علی قاری نے ایک واقعہ نقل فرمایا ہے۔ اسی شرح شفا میں ہے:

حکی عن العارف باللہ محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ انہ قال بلغنی عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہ من قال لا الہ الا اللہ سبعین الف مرۃ غفر وکنت ذکرت ھذا العدد وما عینۃ لاحد حتی اجتمعت فی ضیافۃ مع شاب مشھور بالمکاشفۃ فبکا اثناء اکلہ فسألتہ عن حالہ

حضرت عارف باللہ محی الدین العربی رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا کہ مجھے حضور کی یہ حدیث پہنچی تھی کہ جس نے لا الہ الا اللہ ستر ہزار بار کہا تو وہ مغفرت کر دیا جائیگا اور میں نے اتنی مقدار پڑھ لی تھی لیکن کسی کو پہنچائی نہیں تھی یہاں تک کہ میں ایک دعوت میں ایک جوان کیساتھ جمع ہوا جو متصف مکاشفہ تھا تو اس نے کھانے کے درمیان

فقال ادری امی وابی بعذاب فقلت فی نفسی وھبت ثواب التھلیل الجلیل لمیت ھذا الرجل الجمیل فضحک فسالتہ فقال ارتفع عنھما العذاب وعرفت صحۃ الحدیث بکشفہ و صحۃ کشفہ بثبوت الحدیث۔

(از شرح شفا مصری لعلی قاری ص ۳۹۹ ج ۲)

رونا شروع کر دیا۔ میں نے اسکا حال دریافت کیا تو اس نے جواب میں کہا کہ میں اپنی ماں اور باپ کو عذاب میں مبتلا دیکھتا ہوں۔ تو میں نے اپنے دل میں ستر ہزار کلمہ شریف کا ثواب انکو بخشدیا تو وہ جوان ہنسنے لگا میں نے اس سے دریافت کیا تو اس نے کہا کہ ان دونوں سے عذاب اُٹھا لیا گیا۔ تو میں نے حدیث کی صحت اسکے کشف سے پہچانی اور کشف کی صحت حدیث سے معلوم کی۔

خود مخالفین کے استاذ الکل مولوی قاسم نانوتوی نے بھی تحذیر الناس میں ایسا ہی ایک واقعہ یوں نقل کیا ہے:

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے ایک کسی مرید کا رنگ یکایک متغیر ہو گیا۔ آپ نے سبب پوچھا تو بروئے مکاشفہ اس نے یہ کہا کہ اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں۔ حضرت جنید نے ایک لاکھ پچھتر ہزار بار کلمہ پڑھا تھا یوں سمجھ کر کہ بعض روایتوں میں اسقدر کلمہ کے ثواب پر وعدۂ مغفرت ہے۔ اپنے جی ہی میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اسکو اطلاع نہ کی مگر بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جوان ہشاش بشاش ہے آپ نے پھر سبب پوچھا۔ اس نے عرض کیا کہ اب اپنی والدہ کو جنت میں دیکھتا ہوں۔ سو آپنے اس پر یہ فرمایا کہ اس جوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیث معلوم سے معلوم ہوئی۔ اور حدیث کی تصحیح اسکے مکاشفہ سے ہو گئی۔ (از تحذیر الناس ص ۳۵)

ان واقعات سے ثابت ہو گیا کہ کلمہ طیبہ کے ثواب سے میت کی مغفرت ہو جاتی ہے تو اب

مانعین کا سوم کو منع کرنا یا روکنا گویا میت کے ساتھ عداوت ہے۔

الحاصل یہ دلائل مسلک اہل سنّت کی تائید کرتے ہیں۔ اور وہابیہ کا عقیدہ ان دلائل کے خلاف ہے تو حق و باطل کا فیصلہ ہوگیا۔ اور مسلک اہل سنّت کی صحت و حقانیت اور عقیدۂ وہابیہ کی غلطی اور بطلان آفتاب کی طرح روشن ہوگیا۔

مسئلہ عُرس

عقیدۂ وہابیہ

طریقہ معینہ عرس کا طریقہ سُنت کے خلاف ہے، لہٰذا بدعت ہی (از فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۷/۸)

الجواب: کسی عرس و مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس و مولود درست نہیں۔ (از فتاوے رشیدیہ ص ۱۱۲ ج ۳)

اھلسُنّت کے نزدیک عرس جائز و مباح ہے اور احیاء اموات کے لئے فائدہ مند ہے اور اسکی اصل قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔

دلائل از آیات

آیت (۱) وسلامٌ علیہ یوم وُلِدَ و یوم یموت و یوم یبعث حیا۔ (از سورۃ مریم۔ پ ۱۶ ع ۱)

اور سلامتی ہے یحییٰ پر جس دن پیدا ہوا۔ اور جس دن مریگا اور جس دن زندہ اٹھایا جائے گا۔

آیت (۲) والسلام علی یوم ولدت و یوم اموت و یوم ابعث حیا۔ (سورۃ مریم۔ پ ۱۶ ع ۲)

عیسےٰ نے کہا اور سلامتی ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں گا۔

ان آیات میں بوقت وفات کو سلامتی کے ساتھ ذکر کیا تو معلوم ہوا کہ یوم وفات کی سلامتی حضرات انبیاء و اولیاء کی امت کے اور بعد والوں کے حق میں یادگار ہے تو اسی یومِ وفات کی یادگار کا نام عرس ہے۔ تو عرس کی اصل ان آیات سے ثابت ہوگئی۔ اسی طرح حدیث سے ثابت ہے۔

دلائل از احادیث

حدیث (۱) ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کان یاتی قبور الشہداء باحد علی راس کل حول (رواہ ابن ابی شیبہ)

بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے اُحد کی قبروں پر ہر سال کے کنارے پر تشریف لایا کرتے تھے۔

حدیث (۲) کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یزور الشہداء باحد فی کل حول واذا بلغ الشعب رفع صوتہ فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار ثم ابوبکر رضی اللّٰہ عنہ کل حول یفعل مثل ذلک ثم عمر ابن الخطاب ثم عثمان رضی اللّٰہ عنہما وکانت فاطمۃ تاتیہم وتدعو۔

رواہ البیہقی از شرح الصدور (ص ۸۷)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے احد کی زیارت قبور کیلئے ہر سال تشریف لاتے اور جب شعب کے قریب پہنچتے تو بلند آواز سے فرماتے سلام علیکم (الی آخرہ) میں تم پر سلامتی ہو اسکے بدلے میں جو تم نے صبر کیا تو کیا اچھی ہی تمہاری قیام گاہ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہر سال اسی طرح کرتے رہے پھر حضرت عمر بن خطاب پھر حضرت عثمان غنی اور حضرت فاطمہ آتیں اور دعا کرتی تھیں رضی اللہ عنہم۔

ان احادیث میں یہ تو صاف موجود ہے کہ حضور ہر سال احد میں تشریف لاتے اور قبور شہداء کی زیارت فرماتے اور سال سے مراد ان کا وہی جنگِ احد کا واقعہ ہے۔

یعنی جب جنگ احد کا وہی دن یعنی شہداء کا یوم وفات وشہادت آتا اس میں تشریف لاتے۔ تو یوم وفات پر زیارت کے لئے مزار پر حاضر ہونے اور ایصال ثواب کرنے اور ان سے کسب فیض کا نام عرس ہے تو گویا عرس کی اصل فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فعل خلفائے راشدین سے ثابت ہوئی۔ فتاوے دیوبند کے ج ۱۳/۲۷ میں بھی اس حدیث کو نقل کرکے سالانہ حاضری کو مستحب قرار دیا۔ تو عرس کی اصل قرآن وحدیث سے ثابت ہوئی اور یہ سنت شارع علیہ السلام وسنت خلفائے راشدین ثابت ہوا۔

دلائل از اقوال سلف وخلف

عرس کی اصل تو شارع علیہ السلام وفعل خلفائے راشدین سے ثابت ہو چکی۔ لیکن متاخرین نے اپنے زمانے میں اس پر التزام کرلیا تو اسی وجہ سے یہ متاخرین کیطرف منسوب ہوگیا۔ چنانچہ حضرت شیخ محقق مولینا عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب ماثبت من السنہ میں فرمایا:

(۱) ذکر بعض المتاخرین من مشائخ المغرب ان الیوم الذی وصلوا الی جناب العزة وحظائر القدس یرجی فیہ من الخیر والبرکة والنورانیة اکثر واوفر من سائر الایام (پھر بعد سطر کے فرمایا) وانما ھو من مستحسنات المتاخرین۔

(از ماثبت من السنہ صـ۱۶۴)

اور بعض مغرب کے مشائخ متاخرین نے ذکر کیا کہ وہ دن جس میں یہ جناب الٰہی میں پہنچے اس میں خیر وبرکت اور نورانیت کی اور ایام سے زیادہ امید کی جاتی ہے تو یہ عرس متاخرین کی مستحسن کی ہوئی چیزوں سے قرار پایا۔

(۲) مانعین کے استاذ الکل حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تحفۂ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں

حضرت امیر و ذریت طاہرہ او را تمام امت بر مثال پیراں و مرشداں می پرستند و امور تکوینیہ را بایشاں وابستہ می دانند و فاتحہ و درود و صدقات و نذر و نیاز و منت بنام ایشاں رائج و معمول گردید چنانچہ باجمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است و نام شیخین را دریں مقامات کسی بر زبان نمی آرد و فاتحہ و درود نذر و منت و عرس و مجلس کسے شریک نمی کنند۔

حضرت علی اور انکی اولاد طاہرہ کو تمام امت پیروں اور مرشدوں کی طرح مانتی ہے اور امور تکوینیہ کو ان سے وابستہ جانتی ہے اور فاتحہ اور درود اور صدقات اور نذر و نیاز اور منت انکی رائج و معمول ہے جیسا کہ تمام اولیاء سے یہی معاملہ ہے اور شیخین کا ان میں کوئی زبان پر نام بھی نہیں لیتا اور فاتحہ اور درود اور نذر و منت اور عرس و مجلس میں شریک نہیں کرتا۔

(از تحفہ اثنا عشریہ مطبوعہ فخر المطابع ص۲۲۵)

(۳) مخالفین کے مسلم پیشوا و امام مولوی اسمٰعیل دہلوی صراط مستقیم میں لکھتے ہیں۔

پس در خوبی ایں قدر امر از امور مرسومہ فاتحہا و اعراس و نذر و نیاز اموات شک و شبہ نیست۔

پس ان امور فاتحہ۔ عرس۔ نذر و نیاز کی خوبی میں شک و شبہ نہیں ہے۔

(از صراط مستقیم ص۵۵)

(۴) خود مانعین کے مسلّم فتاوے دیوبند میں ہے۔

کوئی شخص کسی کے مزار پر بلا تعین تاریخ و بلا اہتمام خاص کے اگر ہمیشہ سالانہ بھی بلایا کرتے تو کوئی مضائقہ نہیں بلکہ مستحب ہے (از فتاوے دیوبند ص۱۳ ج ۲)

الحاصل عرس کے جائز بلکہ مستحب و مستحسن ہونے پر کافی دلائل موجود ہیں۔ جن سے

اہلِ سنت کے مسلک کی تائید ہوتی ہے۔ اور مخالفین کے پیشواؤں نے بھی اس کے جواز واستحباب کا اعتراف کرلیا تو وہابیہ کا اسکو ناجائز و بدعت کہنا غلط و باطل قرار پایا

مسئلہ گیارہویں شریف

یہ کوئی نئی چیز نہیں جس پر دلائل پیش کئے جائیں جو دلائل عرس کے ہیں وہی دلائل گیارہویں کے ہیں کہ نام کے بدلنے سے حقیقت نہیں بدلتی۔ بلکہ حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کا نام گیارہویں شریف عرف عوام میں مشہور ہوگیا ہے۔ اسکی اصل اس طرح ہے کہ حضرت محقق شیخ عبدالحق دہلوی نے ماثبت من السنتہ میں تحریر فرمایا۔

قلت فبھذا الروایۃ یکون عرس تاسع ربیع الاٰخر وھذا ھوالذی ادرکنا علیہ سیدنا الشیخ الامام العارف الکامل الشیخ عبدالوھاب القادری المکی فانہ قدس سرہ کان یحافظ فی یوم عرسہ ھذا التاریخ اما اعتمادا علےٰ ھذہ الروایۃ او علی ماراٰی من شیخہ علے المتقی اومن غیرہ من المشائخ وقد اشتھر فی دیارنا ھذا الیوم الحادی عشر وھو المتعارف

میں کہتا ہوں کہ یوم وفات ۹ ربیع الآخر کی روایت سے عرس ۹ ربیع الآخر کو ہونا چاہئے۔ یہ وہ ہے جس پر ہم نے امام عارف شیخ عبدالوہاب قادری مکی کو پایا کہ وہ یوم عرس اسی تاریخ کو قرار دیتے۔ اس روایت کے اعتماد پر۔ یا اپنے شیخ علی متقی وغیرہ کا عمل دیکھ کر اور ہمارے ہندوستان میں یوم عرس ۱۱ ربیع الآخر کو مشہور ہوگیا ہے اور اہل ہند کے مشائخ میں یہی تاریخ ۱۱ متعارف ہے۔

عند مشایخنا من اھل الھند من

الاولادہ (از ماثبت من السنۃ ص۱۷۳)

اس سے ظاہر ہوگیا کہ حضور غوث اعظم کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے حضرات اولیاء ہند کے نزدیک انکی تاریخ وصال ۱۱ ربیع الآخر ہے تو اسی بنا پر اسکو گیارہویں کہنے لگے پھر اسکو جسمیں جس تاریخ پر چاہتے ہیں کر لیتے ہیں۔ تو اس میں تعین تاریخ بھی ضروری نہیں تو پھر اس میں مخالفین کو بھی انکار نہ کرنا چاہیئے۔ چنانچہ مانعین کے مسلّم پیشوا مولوی رشید احمد کے فتاوے رشیدیہ میں ہے۔

ایصال ثواب کی نیت سے گیارہویں و توشہ کرنا درست ہے۔

(از فتاوے رشیدیہ ص۵۲ ج۱)

توجب گیارہویں شریف کو امام الوہابیہ درست لکھ رہے ہیں تو پھر اس پر کسی وہابی کو اعتراض کا کوئی حق باقی نہیں رہا۔

لہٰذا مسلک اہلسنت کی تائید کتابوں سے کیا خود مخالفین کے پیشواؤں سے ثابت ہوگئی

فالحمد للہ رب العلمین وصلے اللہ علٰے خیر خلقہ محمد والہ وصحبہ اجمعین۔

خاتمۃ الکتاب۔ ان مسائل مختلف فیہا پر ہم نے اسلام کے ہر سہ دلائل قرآن وحدیث اور اجماع واقوال سلف وخلف سے کافی دلائل پیش کر دیئے جو ایک منصف مزاج وطالب تحقیق کے لئے بہت کافی ہیں۔ اگرچہ شرعًا مدعی جواز واباحت کے لئے دلائل پیش کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی کہ دلائل کا پیش کرنا جو عدم جواز یا مکروہ وحرام کا مدعی ہو اس پر ہوتا ہے۔ فقہ کی مشہور کتاب ردالمحتار شامی میں ہے:

لیس الاحتیاط فی الافتراء علی اللہ تعالیٰ باثبات الحرمۃ اوالکراھۃ الذین لا بد لھما من دلیل بل فی القول بالاباحۃ التی ھی الاصل۔

وہ حرمت یا کراہت جن کیلئے دلیل ضروری ہے ان کے ثابت کرنے میں اللہ تعالیٰ پر افترا کرنے میں احتیاط نہیں ہے بلکہ وہ اباحت جو اصل ہے اسکے قول میں احتیاط ہے۔

(از شامی مصری ص۳۰۵ ج ۵)

اس عبارت سے ثابت ہوگیا کہ دلیل کا مطالبہ اس پر ہے جو کسی چیز کو مکروہ یا حرام کہے اور جو جائز یا مباح کہتا ہے اس پر دلیل کا مطالبہ نہیں کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے تو ان مسائل مختلف فیہا کو وہابیہ ناجائز وحرام کہتے ہیں جیسا کہ ان کے فتاوؤں کی عبارات سے ثابت ہوگیا۔ تو دلائل اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کرنا وہابیہ پر لازم ہے لیکن وہ اپنا بار اس طرح اتار دیتے ہیں کہ ہمارے عوام اہلسنت سے مطالبہ کرتے ہیں اور یہ اپنی ناواقفی سے دلیل کا پیش کرنا اپنے ذمہ لے لیتے ہیں۔ باوجودیکہ ہمارے لئے یہی زبردست دلیل ہے کہ جب وہابیہ اپنے دعوے حرمت وعدم جواز پر کوئی دلیل پیش نہ کر سکے تو انکا دلیل پیش نہ کرنا اس کے جواز ومباح ہونے کی دلیل ہے کہ جب اسکی کراہت یا حرمت دلیل سے ثابت نہ ہو سکی تو وہ اپنی اصل اباحت وجواز پر رہا تو ہمنے اپنے عوام کے مطالبہ اور تسکین خاطر کیلئے ہر مسئلہ پر کافی دلائل پیش کر دیئے بلکہ اس سے زائد اور بھی پیش کئے جا سکتے ہیں لیکن اصل اشیاء میں مباح ہونا ہماری اصل زبردست دلیل ہے چنانچہ اس دعوے کو دلائل سے ثابت کر دیا جائے تو میں اپنے طریقہ پر پہلے آیات سے پھر احادیث سے پھر اقوال سلف وخلف سے ثبوت پیش کرتا ہوں۔

آیت (۱) یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا اے ایمان والو وہ باتیں نہ پوچھو کہ اگر تم

عن اشیاء ان تبد لکم تسوکم و ان تسئلوا عنہا حین ینزل القراٰن تبد لکم ط عفا اللہ عنہا واللہ غفور رحیم ۔

(سورہ المائدہ پ ۷ ع ۱۴)

پر کھول دی جائیں تو تمہیں بُرا لگے اور اگر قرآن اترتے وقت پوچھو گے تو تم پر ظاہر کر دی جائے گی اللہ نے اُن سے معافی فرمائی ہے اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۔

آیت (۲) کلوا و اشربوا و لا تسرفوا ان اللہ لا یحب المسرفین ط

(سورۂ اعراف پ ۸ ع ۳)

کھاؤ اور پیؤ اور حد سے آگے نہ بڑھو ۔ بیشک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا ۔

تفسیر خازن میں تحت آیۂ کریمہ فرماتے ہیں :

فی الآیۃ دلیل علے ان جمیع المطعومات والمشروبات حلال الا ما خصہ الشرع بدلیل فی التحریم لان الاصل فی جمیع الاشیاء الاباحۃ الا ما حظرہ الشارع وثبت تحریمہ بدلیل مفصل

(از تفسیر خازن مصری ص ۱۸۴ ج ۲)

آیت میں اس پر دلیل ہے کہ تمام کھانے اور پینے کی چیزیں حلال ہیں مگر وہ چیز جسکو شریعت نے حرمت کی دلیل کے ساتھ خاص کیا ہو ۔ اسلئے کہ تمام چیزوں میں اصل مباح ہونا ہی مگر وہ کہ شارع نے جسکی ممانعت کی ہو اور اسکی حرمت جدا دلیل سے ثابت ہو چکی ہو ۔

آیت (۳) یا یہا الذین اٰمنوا کلوا من طیبٰت ما رزقنٰکم واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون ہ (سورۂ بقرہ پ ۲ ع ۵)

اے ایمان والو کھاؤ وہ پاکیزہ چیزیں ۔ جو ہمنے تم کو دی ہیں اور اللہ کا شکر کرو ۔ اگر تم اسکی عبادت کرتے ہو ۔

تفسیر احمدی میں تحت آیۂ کریمہ فرماتے ہیں ۔

یتمسک بمثل ہذہ الآیات علے ان

ان جیسی آیات سے اس بات پر تمسک کیا

الاصل فی الاشیاء الاباحۃ مالم یقم دلیل الحرمۃ (از تفسیر احمدی ص۳۴۵ ج۱)

گیا کہ اشیاء میں اصل مباح ہونا ہے جب تک دلیل حرمت قائم نہ ہو۔

ان آیات اور انکی تفاسیر سے ثابت ہو گیا کہ اصل اشیاء میں اباحت ہی ہاں جب اس پر کراہت یا حرمت کی خاص منفصل دلیل قائم ہو جائے تو وہ مکروہ یا حرام ہو سکتی ہے تو یہ دعویٰ جس طرح آیات سے ثابت ہے اسی طرح احادیث سے بھی ثابت ہے۔ چنانچہ ترمذی شریف میں ہے:

حدیث۔ عن سلمان قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحلال ما احل اللہ فی کتابہ والحرام ما حرم اللہ فی کتابہ وما سکت عنہ فھو مما عفی عنہ۔ (از ترمذی علیمی ص۲۰۶ ج۱)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال وہ ہے جسکو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا۔ اور حرام وہ ہے جسکو اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا اور جس سے سکوت کیا تو وہ ان سے ہے جن کی معافی دیدی گئی۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس حدیث کی شرح اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں:

ایں دلیل است بر آنکہ اصل در اشیاء اباحت است (از اشعۃ اللمعات کشوری ص۵۰۰ ج۳)

یہ حدیث اسکی دلیل ہے کہ اصل اشیاء میں مباح ہوتا ہے۔

حدیث۔ عن ابن عباس قال کان اھل الجاھلیۃ یاکلون اشیاء یترکون اشیاء تقذرا فبعث اللہ نبیہ وانزل کتابہ واحل حلالہ وحرم حرامہ فما احل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی انہوں نے کہا اہل جاہلیت بہت سی چیزیں کھاتے اور بہت سی چیزیں ناپاک سمجھ کر چھوڑ دیتے پھر جب اللہ نے اپنے نبی کو مبعوث کیا اور

فھو حلال وما حرم فھو حرام وما سکت عنہ فھو عفو
رواہ ابوداؤد از مشکوٰۃ ص۳۶۳

ان پر کتاب نازل فرمائی اور حلال کو حلال کیا اور حرام کو حرام کیا تو جس کو حلال کیا تو وہ حلال ہے اور جسکو حرام کیا تو وہ حرام ہے اور جس سے سکوت کیا تو وہ معاف ہے۔

شیخ محقق اس حدیث کی شرح اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں:

ازیں جا معلوم می شود کہ اصل در اشیاء اباحت است (از اشعۃ اللمعات ص۴۶ ج۳)

اس جگہ سے معلوم ہوا کہ اصل اشیاء میں مباح ہوتا ہے۔

بالجملہ ان آیات و احادیث سے یہ ثابت ہو گیا کہ اشیاء میں اصل مباح اور جائز ہونا ہے اب اقوال فقہاء و سلف ملاحظہ کیجئے۔

(۱) فقہ کی مشہور کتاب درمختار میں ہے:

ان الفقھاء کثیرا یلھجون (ای ینطقون کثیرا) بان الاصل الاباحۃ

بیشک فقہاء بکثرت کہتے ہیں کہ اصل مباح ہونا ہے (از ردالمحتار ص۷۴ ج۱)

(۲) حموی شرح الاشباہ والنظائر میں ہے۔

ان المختار ان الاصل الاباحۃ عند جمھور اصحابنا (از حموی ص۸۷)

ہمارے تمام اصحاب کے نزدیک مختار یہ ہے کہ اصل مباح ہونا ہے۔

(۳) ردالمحتار میں تحریر سے ناقل ہیں۔

بان المختار ان الاصل الاباحۃ عند الجمھور من الحنفیۃ والشافعیہ۔
(از ردالمحتار ص۷۴ ج۱)

تمام حنفیوں اور شافعیوں کے نزدیک مختار مذہب یہ ہے کہ اصل مباح ہونا ہے

(۴) ولا یلزم من ترک المستحب ثبوت الکراھۃ اذ لابد لھا من دلیل خاص (از ردالمحتار ص۸۷ ج۱)

اور مستحب کے ترک سے کراہت کا ثابت ہونا لازم نہیں آتا اسلئے کہ کراہت کے لئے دلیل خاص ضروری ہے۔

(۵) سیدی عبدالوہاب شعرانی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں فرماتے ہیں:

جمیع ماسکت الشرع عنہ ولم یتعرض فیہ لا امور الانھی فھو عافیۃ و توسعۃ علی الامۃ فلیس لاحد ان یحجرہ علیھم (از میزان مصری ص۶۵ ج۱)

تمام وہ چیزیں جن سے شریعت نے سکوت کیا ہے اور انکے کرنے اور نہ کرنے کے درپے نہیں ہوئی تو وہ امت کیلئے معاف ہے، اور گنجائش ہے کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ انکو اس سے روکے۔

الحاصل ان آیات واحادیث واقوال فقہاء کرام سے یہ ثابت ہوگیا کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے جب تک اس پر کوئی خاص دلیل حرمت قائم نہ ہو۔ تو ان مسائل مختلفہ پر وہابیہ شور شر مچاتے ہیں کہ یہ حرام و ناجائز ہیں اور ابھی تک کوئی خاص مفصل دلیل حرمت پیش نہ کر سکے ہیں تو بلا کسی دلیل حرمت کے یہ امور ناجائز کیونکر ہوگئے۔ تو اگر ان مسائل کے دلائل سے قطع نظر بھی کرلی جائے تو ان کے جواز کے لئے یہی دلیل بہت کافی ہے کہ یہ مباح الاصل ہیں ان پر کوئی دلیل خاص حرمت کی قائم نہیں ہوسکی۔ پھر جب وہابیہ آخر میں مجبور ہوجاتے ہیں تو عوام کے مغالطہ کے لئے یہ کہدیا کرتے ہیں کہ اگر یہ امور جائز ہوتے تو انکو شارع علیہ السلام کرتے قرون ثلثہ کرتے تو انہوں نے عدم فعل کو دلیل عدم جواز کی قرار دیا حالانکہ یہ غلط و باطل ہے کہ فعل تو جواز کی دلیل ہوتا ہے اور عدم فعل کسی چیز کے ممنوع ہونے کی ہرگز دلیل نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں۔

الفعل یدل علی الجواز وعدم الفعل لایدل علی المنع

کرنا تو جائز ہونے پر دلالت کرتا ہے اور نہ کرنا ممانعت پر دلالت نہیں کرتا۔

(از مواہب لدنیہ مصری ج ۲ ص ۱۶۶)

اس عبارت سے ثابت ہو گیا کہ فعل تو دلیل جواز ہے اور عدم فعل دلیل ممانعت نہیں کہ اس استدلال کو زمانہ صحابہ کرام میں خلفاء راشدین نے مسترد کر دیا ہے کہ عدم فعل دلیل ممانعت نہیں۔ چنانچہ بخاری شریف میں حدیث مروی ہے۔

حدیث۔ عن زید بن ثابت قال ارسل الی ابوبکر مقتل اهل الیمامة فاذا عمر بن الخطاب عنده قال ابوبکر ان عمر اتانی فقال ان القتل قد استحر یوم الیمامة بقراء القرآن وانی اخشی ان استمر القتل بالقراء بالمواطن فیذهب کثیر من القرآن وانی اری ان تامر بجمع القرآن قلت لعمر کیف تفعل شیئا لم یفعله رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال عمر هذا واللّٰہ خیر فلم یزل عمر یراجعنی حتی شرح اللّٰہ صدری لذلك ورایت فی ذلك الذی رای عمر قال زید قال ابوبکر انك رجل شاب

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی انہوں نے کہا کہ زمانہ جنگ یمامہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو طلب کیا تو انکے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ حضرت عمر میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ یمامہ کی جنگ زبردست ہوئی اور اسمیں قرآن کے کافی قاری شہید ہو گئے مجھے خوف ہے کہ اگر اور چند جگہ ایسی جنگ ہو گئی تو ہم سے بہت کچھ قرآن ضائع ہو جائے گا۔ تو میں یہ رائے پیش کرتا ہوں کہ آپ قرآن کے جمع ہونیکا حکم دیں تو میں نے عمر سے کہا کہ تم وہ کام کیسے کرسکو گے جسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا تو

عاقل لا نتهمك وقد كنت تكتب الوحي لرسول الله صلى الله عليه وسلم فتتبع القرآن فاجمعه فوالله لو كلفوني نقل جبل من الجبال ما كان اثقل علي مما امرني به عن جمع القرآن قال قلت كيف تفعلون شيئا لم يفعله رسول الله صلى الله عليه وسلم قال هو والله خير لم يزل ابو بكر يراجعني حتى شرح الله صدري للذي شرح له صدر ابي بكر وعمر فتتبعت القرآن اجمعه من العسب واللخاف وصدور الرجال ۔

(از مشکوٰۃ شریف ص۱۹۳)

حضرت عمر نے فرمایا کہ خدا کی قسم یہ امر خیر ہے پھر عمر برابر مجھ سے بار بار یہ کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے میرا شرح صدر کیا اور۔ میں نے بھی عمر کی رائے کو پسند کیا۔ اور اے زید تو ایک جوان آدمی عاقل ہے تو کسی تہمت سے متہم نہیں ہے کہ تو زمانہ رسالت میں وحی لکھتا تھا تو تو آیات قرآن کو تلاش کر کے جمع کر۔ میں نے کہا کہ اگر تم مجھکو پہاڑوں سے کسی پہاڑ کے اٹھانے کی تکلیف دیتے تو وہ مجھے اتنی بھاری نہ معلوم ہوتی جو قرآن کے جمع کرنے کا حکم ہے۔ پھر کہا تم وہ کام کیسے کرتے ہو جکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا ہے ابوبکر نے فرمایا کہ یہ خدا کی قسم امر خیر ہے پھر وہ مجھکو بار بار حکم دیتے رہے یہاں تک کہ اللہ نے میرے سینے کو اسکے لئے کھولدیا جس کے لئے سینۂ ابوبکر و عمر کو کھولا تھا تو میں نے قرآن جمع کرنا شروع کر دیا کھجور کی لکڑیوں اور سفید پتھروں اور لوگوں کے سینوں سے۔

اس حدیث شریف سے ثابت ہوگیا کہ حضرات خلفاء راشدین میں سے حضرات شیخین نے عدم فعل شارع علیہ السلام کو دلیل نہیں بنایا اور اس طریقہ استدلال کا دروازہ یہ فرما کر بند کر دیا ھو واللّٰہ خیر اور یہ طریقہ تعلیم فرما دیا کہ وہ فعل اگر امور خیر سے ہو تو اسکو کیا جائے۔ تو اب ہمارے مسائل مختلفہ کو دیکھ لیجئے کہ یہ سب امور خیر سے ہیں۔ تو ان کے جواز کے لئے ان کا خیر ہونا خود زبردست دلیل ہے۔

بالجملہ عدم فعل کو دلیل منع قرار دینا وہابیہ کی سخت غلطی ثابت ہوئی اور امور خیر محض اس بنا پر ممنوع یا ناجائز نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا اگر یہ اصول ملحوظ رکھے جائیں تو مسائل مختلفہ کا فیصلہ ہو جائے گا۔ واٰخر دعوٰینا ان الحمد للّٰہ رب العٰلمین اللّٰہ تعالےٰ اس کتاب کو سبب ہدایت کر دے اور اختلافات کے فیصلہ کا ذریعہ بنادے

ناشر

(مولانا) محمد نفیس اختر اشرفی نعیمی

اشرفی کتاب گھر

بازار نخاسہ۔ سنبھل (مراد آباد)

فون نمبر ۲۶۵۳۲

منتخب سلام

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

مہرِ چرخِ نبوت پہ روشن درود
گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام

شہریارِ ارم تاجدارِ حرم
نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

شبِ اسریٰ کے دولہا پہ دائم درود
نوشۂ بزمِ جنّت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

کاش محشر میں جب انکی آمد ہو اور
بھیجیں سب انکی شوکت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں
ان لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موجِ بحرِ سماحت پہ لاکھوں سلام

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

سیّدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ
جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

میرے استاد ماں باپ بھائی بہن
اہلِ ولد و عشیرت پہ لاکھوں سلام

ایک میرا ہی رحمت میں دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کہ قدسی کہیں ہاں رضاؔ
مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

تم علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو!

الحمد للہ یہ روشن رسالہ جو اہلحدیث کے گیارہ ہزار روپیہ انعامی سوالات کے جوابات میں احادیث صحیحہ پیش کر کے مکمل جوابات دیکر حق کو آفتاب سے زیادہ روشن طور پر ثابت کر دیا گیا یہ دعویٰ ہے کہ کوئی منصف مزاج غیر مقلد اسے دیکھکر غیر مقلد نہیں رہ سکتا اور پھر ان مسائل کو اُچھل کر پیش نہیں کر سکے گا۔

اس کا تاریخی نام

تحائفِ حنفیہ

بر

سوالاتِ وہابیہ

۱۳۸۱ھ

از تصنیفِ لطیف

اجمل العلماء افضل الفضلاء سلطان المناظرین

حضرت مولانا الحاج محمد اجمل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

مفتیٔ ھند

بسمِ اللّٰہِ الرحمٰنِ الرحیمِ

الحمد للّٰہ رب العلمین الذی ھدانا الی الصراط المستقیم والصلوٰۃ والسلام علی خیر الخلق سید المرسلین الذی ارسلہ رحمۃ للعلمین و خاتم النبیین فھو یوم القیمۃ شفیع الامم والاولیاء والمذنبین وعلی اھلہ وصحبہ الطاھرین الذین ھم ائمۃ الدین وعلی الفقہاء والمجتھدین علی سائر المقلدین المھدیین الذین ھم علی طریق المسلمین وعلینا معھم وبھم الی یوم الدین اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ۰ آمین

امّا بعدُ! فقیر محمد اجمل عرض کرتا ہے کہ یہ بڑے فتنہ و فساد کا زمانہ ہے۔ گمراہی و ضلالت کا دور ہے۔ ہر جاہل و کم علم نے ایک نیا مذہب ایجاد کر رکھا ہے اور سلفِ صالحین پر لعن طعن شروع کر دیا ہے۔ انھیں میں سے ایک فرقہ غیر مقلدین ہے جو نہایت سخت بے حیا اور بے غیرت ہے۔ بے ادب و بیباک ہے۔ اسکے دعوے تو اس قدر بلند ہیں کہ عامل بالحدیث ہیں اور اپنے متبع ہونے کی بناء پر کسی امام و مجتہد کی تقلید کے محتاج نہیں اور پھر وہ اپنے آپ کو صداقت و راست بازی کا پیکر جانتے ہیں۔ لیکن انکا عمل اس کے خلاف ہے اور وہ قرآن و حدیث کے دشمن ہیں اور جاہل مُلّوں کی اندھی تقلید کرتے ہیں۔ فقہاء و مجتہدین کی شانوں میں سخت بے ادب و گستاخ ہیں۔ اور کذب و مکر، دجل و فریب میں بے مثل ہیں۔ اس قوم کی مجموعی محنتوں کا نتیجہ یہ رسالہ ہے جو ہمارے پیش نظر ہے۔ اس رسالے پر اسر،

قوم کو اسقدر ناز ہے کہ وہ کا نام تک تجویز نہ کر سکے۔ اور چونکہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ کوئی مقلد اس کا جواب نہ لکھ سکے گا۔ تو سینہ تان کر اسی کو اسکا نام قرار دیتے ہیں۔

انعام گیارہ ہزار لو۔ جو شعبۂ تبلیغ جماعت اہلِ حدیث صدر بازار دہلی ہند کی شائع کردہ ہے اور اسکے کوئی شیخ فاضلِ اجل عبدالجلیل سامرودی ساکن سامرود پوسٹ بلسانہ ضلع سورت (وایا چلتھان) مورخہ ۶ جولائی ۱۹۵۴ء سنہ ۶۔

یہ رسالہ کسی غیر مشہور حکیم محمد حنیف ساکن کھنڈیلہ کے اشتہار کے جواب میں لکھا گیا ہے۔ کاش ہمارے پاس اگر وہ اشتہار ہوتا تو پھر ہم شرح و بسط کے ساتھ لکھتے اور اسکی تائید میں امکانی سعی کرتے۔ اب اس رسالہ کے عام اعلان۔ اور مطالبہ جواب پر یہ چند سطور تحریر کی جاتی ہیں اور اس قوم کے دروغ و کذب و جل و فریب، مکرو کید سے عوام کو مطلع کیا جاتا ہے۔

اگر اس قوم میں اپنے اعلان کے مطابق مکڑی کے جالے برابر بھی صداقت اور سچائی اور قوت و طاقت ہو تو بلا تاخیر گیارہ ہزار کی رقم ادا کرے۔ اگر اس غریب نادار مصنف کے پاس یہ رقم موجود نہ ہو تو اپنی مالدار قوم سے بھیک مانگ کر نہ فقط اپنے آپ کو بلکہ اپنی جماعت اور مذہب کو سچا کر دکھائے اور ایک مرتبہ تو ہندوستان کی فضا میں اس مذہب اہلحدیث کو راست گو ثابت کر دکھائے۔

مگر ہم جانتے ہیں کہ ہماری یہ امید پوری نہ ہوگی۔ اور اس قوم میں اتنی حیا و غیرت پیدا ہونی مشکل ہے اور مصنف میں سچائی اور صداقت کا کوئی شائبہ تک نہیں ہے جب ان جھوٹوں کے مذہب میں خدا بھی جھوٹ بول سکتا ہے تو جھوٹے مذہب

کے پجاریوں سے صداقت اور سچ کی کیا امید کی جاسکتی ہے۔ ہندوستان بھر میں اسی قوم کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ یہ ہمیشہ ایسے انعامی اعلانات کرتے رہتے ہیں اور آج تک کسی کو ایک پیسہ تک نہیں دیا ہے بلکہ نہ آئندہ ان کو کوئی پیسہ دینا تو در کنار بلکہ کسی مقلد حنفی کے مقابلہ میں آنے کی ہمت بھی نہ ہو گی۔

لہٰذا ہمیں نہ ان کے انعام کی طمع میں بلکہ بعض عوام جو ان کے کذب و فریب کا شکار ہو جاتے ہیں ان کی تسکین خاطر کے لئے اور ان ناواقف اہل حدیث کے لئے جو ان کے دعووں کو صحیح سمجھتے ہیں ان کی رہنمائی کے لئے یہ ان کے گیارہ ھزار انعامی سوالات کے جوابات پیش کئے جاتے ہیں۔ اور انکی بے اٹکل و کمزور دلائل کی حقیقت کا اظہار مقصود ہے۔ اسی امید پر ہم یہ چند سطور سپرد قلم کرتے ہیں تاکہ ہر ذی عقل ان کے کذب و فریب پر مطلع ہو کر ان کے جھوٹے مذہب سے بچے اور ممکن ہے کہ مولیٰ تعالیٰ کسی مخالف کو توبہ کی توفیق دے اور انعامی رقم دینے کی کسی میں ہمت پیدا کر دے۔

رسالہ کا آغاز

عجیب ہے۔ نہایت مکر و فریب پر مبنی ہے۔ ہم اسکے لغویات اور غیر ضروری امور کو نظر انداز کرتے ہوئے پہلے اسکے مایۂ ناز دلائل کی حقیقت آشکارا کر دیں۔ ناظرین بغور ملاحظہ کریں۔

اہلحدیث کی پہلی حدیث

یوں تو ساری قوم کو اس حدیث پر ناز ہے۔ مصنف نے بھی اپنے دلائل میں سب سے پہلے اسی حدیث کو پیش کیا ہے۔ تو اس مایۂ ناز حدیث کو دیکھئے۔

من صلے خلف الامام فلیقرأ بفاتحۃ الکتاب (از طبرانی)

یعنی جو امام کے پیچھے نماز پڑھے اسکو چاہئے کہ سورۃ فاتحہ پڑھے۔

جواب اقول اولاً۔ مصنف یہ حدیث صحاح ستہ کے موجود ہوتے ہوئے طبرانی سے کیوں نقل کر کے لایا۔ باوجودیکہ حدیث عبادہ صحاح کی ہر کتاب میں موجود ہے تو یہ مصنف کی خود مطلبی نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ بلکہ اس سے اسکے صحاح پر عمل کرنے کے دعوے کا جھوٹا اور غلط و باطل ہونا قرار دینا نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

ثانیاً۔ مصنف نے اس حدیث کو بغیر اسناد کے لکھا تاکہ حدیث کے کسی راوی پر جرح نہ ہو سکے اور ظاہر ہے کہ طبرانی ہر جگہ دستیاب نہیں ہو سکتی۔ غالباً مصنف کے پاس بھی نہیں ہے۔ ورنہ اس کے صفحہ اور مطبع کا پتہ لکھتا۔ تو یہ مصنف کی بد دیانتی اور خود غرضی نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

ثالثاً۔ جب یہ حدیث حضرت عبادہ بن صامت صحاح ستہ میں باتفاق الفاظ مروی ہے تو صحاح کو قصداً چھوڑنا اور طبرانی جیسی کتاب سے نقل کر دینا مصنف کی نفسانیت نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ اور صحاح ستہ کو ماننے کی یہ حقیقت ہے۔ مصنف اپنے اس انداز سے اپنی اندھی قوم کو فریب دے رہا ہے اور وہ اسکو مان کر اور احادیث کے انکار پر تیار ہو گئے ہیں۔ یہ ہے مذہب غیر مقلدیت کی ننگی تصویر جس کو کوئی ذی عقل تو باور کر نہیں سکتا۔

رابعاً۔ جب صحاح ستہ کی روایات میں خلف الامام کے الفاظ نہیں ہیں تو طبرانی نے ان کے مقابلہ میں یہ زیادتی کس اعتماد و قوت پر روایت کی۔ مصنف اسکی کوئی صحیح توجیہ پیش کرے کہ وہ اس روایت سے استدلال کر رہا ہے۔

خامساً۔ فصحاء کے کلام میں زیادتی افادہ سے خالی نہیں ہوتی۔ مصنف بتائے کہ اس زیادتی کا کیا فائدہ ہے۔

سادسًا۔ کیا یہ حدیث طبرانی نص قرآنی اور احادیث صحاح کو منسوخ کرسکتی ہے یا نہیں ؟

سابعًا۔ اگر منسوخ کرسکتی ہے تو مصنف معتبر دلیل سے ثابت کرے۔

ثامنًا۔ قرأۃ فاتحہ کی فرضیت کیا امام کے پیچھے مقتدیوں ہی پر ہے۔ امام اور منفردوں پر نہیں۔ مصنف اگر اپنے آپ کو محدث کہتا ہے تو اپنے اس عقدہ کو حل کرے ورنہ حدیث سے استدلال کرنے کا ارادہ ترک کرے۔

تاسعًا۔ کیا فرضیت فاتحہ صرف اسی حدیث سے ثابت ہے اور حدیث بھی ایسی جسکو صحاح ستہ میں سے کسی کتاب نے روایت نہیں کیا۔

عاشرًا۔ جب یہ حدیث طبرانی نص قرآنی اور احادیث صحاح کو منسوخ نہیں کرسکتی۔ تو مصنف نے اس حدیث کو کیا درجہ دیگر دلیل بنایا۔ اور ساری قوم کو اس پر کیوں فخر و ناز ہے ؟

مصنّف کی دوسری حدیث جو رسالہ کے ص۳ ص۴ پر ہے وہ یہ ہے۔

لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب خلف الامام (رواہ امام بیہقی فی کتاب القرآن ص۴۷)

ترجمہ۔ امام کے پیچھے جو فاتحہ نہ پڑھے اسکی نماز نہیں ہوتی۔

جواب اوّلاً۔ یہ حدیثِ عبادہ صحیحین بلکہ صحاح ستہ میں بھی مروی ہے۔ تو مصنف نے ان صحاح کو قصدًا چھوڑ کر امام بیہقی کے کسی رسالے سے کیوں نقل کیا انکی سنن کبریٰ سے کیوں نقل نہیں کیا۔ یہ مصنف کی خود غرضی نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ مصنف

بتائیے کیا اسی فریب کا نام عامل بالحدیث اور اہلِ حدیث ہوتا ہے۔ کیا امام بیہقی کا یہ رسالہ ان کی سنن کبریٰ سے زیادہ معتبر و معتمد ہے؟

ثانیاً۔ مصنف اگر حدیث کو سمجھتا ہے تو بتائے **لاصلوٰۃ** سے نفی حقیقت کی ہے یا صفت کی۔ صحت کی ہے یا فضیلت کی۔

ثالثاً۔ مصنف یہ بھی بتائے کہ اگر فرضیت قرأۃ فاتحہ **لاصلوٰۃ لمن لم یقرأ بفاتحۃ الکتاب** سے ثابت ہو گئی تھی تو پھر خلف الامام کس فائدہ کے لئے آیا۔ آیا یہ مطلب ہے کہ امام کے پیچھے پڑھنے والے کی نماز تو بغیر فاتحہ پڑھے نہ ہوگی۔ مگر خود امام کی اور منفردوں کی نمازیں بغیر فاتحہ کے ہی ہو جاتی ہیں۔

رابعاً۔ مصنف اپنی پیشکردہ حدیث کا مطلب تو بتائے آیا یہ کہ جس نمازیں امام کے پیچھے فاتحہ نہیں پڑھی صرف وہی نماز ناجائز ہے تو اس میں کس چیز کی نفی ہے اور دلیل خصوصی کیا ہے؟

خامساً۔ یا یہ مطلب ہے کہ جس نے کبھی امام کے پیچھے فاتحہ ترک کر دی۔ تو اسکی عمر بھر کی کوئی نماز ہی صحیح نہیں سب باطل ہو گئیں. عمل ہی خبط ہو گئے۔ اس مطلب کا دنیا میں کون قائل ہے۔ اور وہ صحابہ کرام جنہوں نے امام کے پیچھے قرأۃ نہیں کی ان کی عمر بھر کی نمازیں کیا ہوئیں اور کیا پچھلی نمازیں جو تمام شرائط و آداب کیساتھ ہوئیں انکی صحت موقوف تھی۔

سادساً۔ فرضیت قرأۃ خلف الامام میں یہ حدیث مطلق ہے یا مقید۔ عام ہے یا خاص۔ اگر مقید یا خاص ہے تو دلیل تقیید و تخصیص کیا ہے؟

سابعاً۔ کیا اس حدیث کی صحت محض بیہقی کی تصحیح سے بطور تقلید شخصی کافی ہے

یا اس کی صحت کی کوئی اور دلیل ہے۔ اگر ہے تو کیا ہے؟

ثامنًا ۔ مصنف کی یہ حدیث مجروح ہے کہ اسی بیہقی کے سنن کبریٰ میں یہ حدیث بھی مروی ہے۔

حدیث: عن زید بن ثابت قال من قرأ وراء الامام فلا صلوٰۃ

(از بیہقی سنن کبریٰ ص۱۶۳ ج۲)

ترجمہ: حضرت زید ابن ثابت سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جس نے امام کے پیچھے قرأۃ کی تو نماز نہیں۔

مصنف اگر بیہقی کی روایت کو معتبر مانتا ہے تو اسکی روایت کو بھی معتبر مانے اور اپنے مذہب سے توبہ کرے۔

تاسعًا ۔ امام بیہقی نے اسی سنن کبریٰ میں ایک یہ حدیث مرفوع بھی روایت کی۔

قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم من صلے خلف الامام فان قرأۃ الامام لہ قرأۃ۔ (از بیہقی ص۱۵۹ ج۲)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو امام کے پیچھے نماز پڑھے تو بیشک امام کا قرأۃ کرنا اس مقتدی کا قرأت کرنا ہے۔

تو مصنف اگر امام بیہقی کی اس حدیث پر ایمان رکھتا ہے تو اپنے باطل مذہب سے توبہ کرے اور اپنے مقلد حنفی ہونے کا اعلان کرے۔ لیکن مصنف اگر فی الواقع اہل حدیث ہوتا تو اس حدیث کے بعد توبہ کر لیتا مگر اسکو توبہ کی توفیق نہ ہوگی۔

عاشرًا ۔ انھیں امام بیہقی نے اپنی کتاب سنن کبریٰ میں یہ حدیث مرفوع بھی روایت کی ہے۔

قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم من کان لہ امام فان قرأۃ الامام لہ قرأۃ

حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا امام ہو تو بیشک امام کی قرأت

مقتدی کی قرأت ہے۔
(از بیہقی ص۱۶۱ ج ۲)

تو یہ مصنف اگر بیہقی اور حدیث کو مانتا ہے تو اپنی غیر مقلدیت سے توبہ کرے اور حنفی ہونے کا اعلان کرے ورنہ اپنے دشمنِ حدیث و مخالف بیہقی ہونیکو شائع کرے اور اپنی پیش کردہ حدیث اور ان احادیث میں توفیق بیان کرے۔

مُصنّف کی تیسری حَدیث

مصنف نے اپنے اثباتِ دعویٰ میں یہ تیسری حدیث پیش کی جو رسالہ کے صفحہ ۴ پر ہے:

لعلکم تقرؤن خلف امامکم لا تفعلوا الا بفاتحۃ الکتاب — شاید کہ تم اپنے امام کے پیچھے قرأت کرتے ہو تو سوائے فاتحہ کے اور کچھ نہ پڑھو۔

جواب اوّلاً ۔ مصنف یہ بتائے کہ جب مقتدی قرأۃِ امام کے وقت اس حدیث کے حکم سے فاتحہ پڑھے گا تو وہ استماع و انصات نہ کر سکے گا۔ تو اس میں حکم قرآنی فاستمعوا لہ وانصتوا کی مخالفت ہوگی یا نہیں۔

ثانیاً ۔ جب صحاح ستہ میں سے صحیح مسلم و ابن ماجہ میں یہ حدیث بالفاظ مختلف مروی ہے

اذا قرأ الامام فانصتوا — جب امام قرأت کرے تو تم چپ رہو۔

تو بموجب اس حدیث کے بوقت قرأۃ امام فاتحہ پڑھے میں اس حدیث مسلم و ابن ماجہ کی مخالفت ہوگی یا نہیں۔

ثالثاً ۔ مصنف کی پیش کردہ حدیث عند المحدثین حدیث موقوف ہے چنانچہ جواہر النقی حاشیہ بیہقی میں اسکی تصریح موجود ہے تو مصنّف بتائے کہ کیا حدیث موقوف اس کے مذہب کی دلیل ہے اور کیا حدیث موقوف حدیث مرفوع کو منسوخ کر سکتی ہے۔

رابعًا۔ جب خود اس حدیث کے راوی ابوداؤد و امام بیہقی نے اس حدیث کو روایت کرنے کے باوجود اپنے امام کی تقلید پر عمل کرنا مقدم قرار دیا۔ مصنف کا تمام صحاح ستہ کے مقابلہ میں اسکو قابلِ عمل قرار دینا جہالت نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

خامسًا۔ جب مصنف اس قدر جاہل ہے کہ حدیث مرفوع و موقوف کے امتیاز اور مراتب سے بے خبر ہے تو اسکو حدیث پر عمل کرنیکا کیوں خبط پیدا ہوگیا ہے۔

سادسًا۔ جب مصنف حدیث کے اقسام اور مراتب سے جاہل ہے تو عامل بالحدیث ہونے کا اُسے سودا کیوں ہوگیا ہے۔

سابعًا۔ اس حدیث سے قرأۃ فاتحہ کی فرضیت آیا بعبارۃ النص ثابت ہے۔ یا باشارۃ النص یا باقتضاء النص۔ اور ان کی کیا کیا تعریف ہے۔

ثامنًا۔ حدیث کے الفاظ الا بفاتحۃ الکتاب سے استثناء متصل مراد ہے یا منفصل اور جو مراد ہے اس پر کیا دلیل ہے۔

تاسعًا۔ فانہ لاصلوۃ الحدیث کس کا بیان ہے آیا مستثنیٰ منہ کا یا مستثنیٰ کا۔

عاشرًا۔ لاتفعلوا۔ آیا نہی کا صیغہ ہے یا نفی کا۔ اور نہی و نفی میں کیا فرق ہے اور فرضیت فاتحہ کس جملہ سے مستفاد ہے۔ ہر بات دلیل سے ہو۔

ملا علی قاری و مولوی عبدالحی نہ ہمارے امام نہ ہم ان کے مقلد۔ اور یہ خود مقلد امام اعظم ہیں تو مصنف نے انکا ذکر کیوں کیا یہ اس حدیث کے عامل نہیں۔

مصنف کی چوتھی حدیث

مصنف نے اپنے رسالے کے صہ ۶ پر یہ حدیث امام بیہقی کے رسالہ سے نقل

کی اوران کی سنن سے اسکی تصیح پیش کی۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

قلا تقروا بشيئ من القرآن اذا جهرت الامام الامام القرآن ۔	تم قرآن سے کچھ مت پڑھو۔ جب امام بالجہر پڑھے۔ مگر الحمد شریف۔

ازرسالہ بیہقی صہ۴۴

جواب اولاً۔ اس مسئلہ میں صحاح کی احادیث موجود ہوتے ہوئے امام بیہقی کے رسالہ سے کسی حدیث کو پیش کردینا بددیانتی نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ غیرمقلدین جو اپنے ملّوں کی اندھی تقلید کرنے والے ہیں اس مصنف کی حرکت پر کچھ نہ کہیں تو یہ ان کی کم علمی وجہالت ہے۔ مگر اہلِ علم وحدیث کے جاننے والے اسکی غلطی وبے مائیگی کو خوب پہچان لیں گے۔

ثانیاً۔ جب امام جہر سے قرأت کریگا تو بحکمِ قرآن مقتدی پر استماع وانصات واجب ہے۔ اس حدیث سے اس کے ذمہ پر فاتحہ کو واجب قرار دیدینا کیا حکمِ خداوندی کا مقابلہ ہے یا نہیں۔ کیا مصنف کے نزدیک کتاب اللہ وحدیث میں مقابلہ بھی ایسا مقابلہ ہوسکتا ہے یا نہیں۔

ثالثاً۔ کیا حدیث خبرِ واحد کتاب اللہ کے حکم کو منسوخ کرسکتی ہے۔ اگر کرسکتی ہے تو دلیل پیش کرے ورنہ وہ حنفی ہونے کا اعلان کرے۔

رابعاً۔ یہ حدیث وجوب فاتحہ کیلئے اگر نص ہے تو جہری نمازوں میں ہوگی تو سری نمازوں میں اس سے وجوب فاتحہ کس طرح ثابت ہے۔

خامساً۔ سری نمازوں میں بھی امام قرآۃ کرتا ہے تو بحکم قرآن اس پر انصات واجب تو وجوب انصات کے منافی ہے یا نہیں۔

سَادسًا۔ سری نمازوں میں بموجب حدیث مسلم اذا قرأ الامام فانصتوا کے مقتدی پر انصات واجب ہوا تو اس حدیث سے اس پر وجوب فاتحہ کیسے ثابت ہوگا۔

سَابعًا۔ امام طحاوی نے اس حدیث کو موقوف بتایا تو حدیث موقوف حدیث مرفوع کو کیسے منسوخ کر سکتی ہے۔

تاسعًا۔ اس حدیث کے رواۃ میں نافع بن محمود مجہول وغیر معروف راوی ہے تو یہ حدیث مجروح ہوئی یا نہیں۔

عاشرًا۔ غیر مقلدین کے جھوٹے مذہب کی یہ حقیقت ہے کہ وہ اگرچہ اہلِ حدیث اپنے آپ کو کہتے ہیں اور حدیث موقوف بلکہ مجروح کو اپنی دلیل بناتے ہیں۔ یہ ان کے دلائل کا احوال ہے۔

مصنف کی پانچویں حَدیث

یہ حدیث اس کے رسالہ ص۸ و ص۹ پر ہے۔ یہ بھی امام بیہقی کے رسالے سے ہے۔

سالت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ عن القرأۃ خلف الامام فقال لی اقرأ فقلت وان کنت خلفک فقال وان کنت خلفی فقلت وان قرأت قال وان قرأت۔

(از رسالہ کتاب القرأۃ ص۴۲)

یزید بن شریک نے کہا کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب سے امام کے پیچھے قرأت کرنے سے سوال کیا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا تو قرأۃ کر پھر میں نے کہا اگرچہ میں آپکے پیچھے ہوں فرمایا اگرچہ تو میرے پیچھے ہو۔ میں نے کہا اگرچہ آپ قرأۃ کرتے ہوں۔ فرمایا کہ اگرچہ میں قرأت کرتا ہوں۔

جواب اولاً۔ یہ حدیث مرفوع نہیں بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور شارع علیہ السلام کا قول نہیں تو یہ حدیث مرفوع کے حکم میں ہے یا نہیں ؟

ثانیاً۔ جب یہ قولِ صحابی ہے تو قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے معارض ہوسکتا ہے یا نہیں ؟

ثالثاً۔ یہ قولِ صحابی ہے تو آیۂ کریمہ و صحاح احادیث کے خلاف ہے تو اس کے مقابلہ کیا اس پر عمل ضروری ہے یا نہیں ؟

رابعاً۔ اگر اس حدیث کی اسناد جید تھی تو اسکو صحاح ستہ میں سے کسی کتاب نے کیوں روایت نہیں کیا۔ اسکی وجہ مصنف ظاہر کرے۔

خامساً۔ جب بحکم قرآن و احادیث مرفوعہ صحیحہ مقتدی پر استماع و انصات واجب ہے، تو اس پر وجوب قرأۃ فاتحہ اس جیسی حدیث سے کسطرح ثابت ہوگا ؟

سادساً۔ اگر فرض کرلیا جائے کہ حضرت عمر فاروق کا یہی مذہب ہے، تو ان کا مذہب صریح آیت و احادیث صحیحہ کے خلاف و مقابل کیوں ہے ؟

سابعاً۔ یہ حدیث مصنف کے نزدیک کس مرتبہ کی حدیث ہے اس سے حکم کتاب اللہ و احادیث صحیحہ منسوخ ہوسکتا ہے یا نہیں ؟

ثامناً۔ انھیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ قول بھی احادیث میں مروی ہے کہ انھوں نے خاص اسی مسئلہ میں یہ فرمایا۔

لیت فی فم الذی یقرأ خلف الامام حجرا (از مؤطا امام محمد ص۹۷)

جو امام کے پیچھے قرأت کرے کاش اسکے منھ میں پتھر ہوتا۔

تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا کونسا قول صحیح ہے اور کون قابلِ عمل ہے۔

تاسعًا۔ انھیں امام بیہقی کی سنن کبریٰ کے حاشیہ پر انھیں حضرت عمر فاروق کا یہ قول منقول ہے۔

قال عمر بن الخطاب وددت انّ الذی یقرأ خلف الامام فی فیه حجر۔

حضرت عمر نے فرمایا جو امام کے پیچھے قرأت کرے۔ میں پسند کرتا ہوں کہ اس کے منہ میں پتھر ہوتا۔

توجیب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے یہ مختلف اقوال مروی ہیں تو کس قول کو قابلِ عمل سمجھا جائے اور کس کو سند بنایا جائے۔

عاشرًا۔ یہ مصنف اب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ان مختلف اقوال کی تاریخیں بتائے اور یہ ظاہر کرے کہ کون قول مقدم ہے اور کون مؤخر ہے اور انہوں نے خود کس پر عمل کیا۔ پھر مصنف کی عیاری ملاحظہ ہو کہ ادھر تو وہ ہم سے حدیث مرفوع طلب کرتا ہے اور قولِ حدیث کا مطالبہ کرتا ہے۔ حدیث فعلی کو نہیں مانتا اور خود حدیث موقوف بلکہ مجروح سے استدلال کر رہا ہے۔ یہ ہے اسکی بے ایمانی و بددیانتی کا مظاہرہ اس کمزور حقیقت پر اس کا عامل بالحدیث ہونے کا دعویٰ اس کی اندھی اور جاہل قوم غیر مقلدین قدر کرے تو کرے لیکن جو حقیقتہً اہلِ حدیث ہیں وہ اسکی بات اور اسکے ایسے غلط استدلالات کو پتھر سے ماریں گے اور اسکو نا اہل اور دشمنِ حدیث قرار دیں گے۔

مصنّف کے وہ انعامی سوالات اور اُنکے تحقیقی جوابات ملاحظہ ہوں

مصنف نے اپنے سوالات میں اگرچہ نہایت عیاری و فریب کاری سے کام لیا ہے اور پھر بنا بر خوف کے انکو شرائط سے مشروط کیا ہے اور اسکے ساتھ اپنا یہ گندہ عقیدہ بھی

ظاہر کر دیا ہے کہ قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حجت و دلیل مانتا ہے اور فعل شارع علیہ السلام کو دلیل نہیں مانتا۔ باوجودیکہ فعلِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم بھی اہلِ اسلام کے نزدیک دلیل ہے۔ مصنف نے اس ضمن احادیثِ فعلیہ کا انکار کر کے نصف شرع کا انکار کر دیا۔ یہ ہے اس کے دعوئے اسلام کی حقیقت کہ فعلِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا منکر و مخالف ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ وہ قول و فعل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر و مخالف ہے۔ ان غیر مقلدین کا مذہب ہی یہ ہے جس کا کہیں دب کر اقرار بھی کر لیتے ہیں۔

بحث مسئلہ قرأت خلفُ الامام

سوال اوّل ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتدیوں کو سورہ فاتحہ پڑھنے سے منع کیا ہو۔ یا یوں فرمایا ہو کہ تم مقتدی بن کر سورۃ فاتحہ پڑھو گے تو تمہاری نماز نہ ہو گی۔ ایک ہزار نقد انعام لو۔

جواب ۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں خاص اس مسئلہ میں آیہ کریمہ نازل فرماتا ہے۔ وہ یہ ہے:

واذا قری القرآن فاستمعوا لہ و	اور جب قرآن پڑھا جائے تو اُسے سنو
انصتوا لعلکم ترحمون	اور چپ رہو کہ تم پر رحم کیا جائے۔

(سورۃ اعراف پ ۹ رکوع ۱۴)

امام بیہقی اس آیہ کریمہ کا سبب نزول سنن کبریٰ میں اسطرح نقل فرماتے ہیں۔

عن مجاھد قال کان رسول اللہ — حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ انہوں نے

صلے اللہ علیہ وسلم یقرأ فی الصلوٰۃ فسمع قرأۃ فتی من الانصار فنزلت واذا قری القرآن فاستمعوا لہٗ وانصتوا۔	کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں قرأۃ پڑھ رہے تھے تو آپ نے انصار کے ایک نوجوان کی قرأۃ سُنی تو یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی کہ جب قرآن پڑھا جائے تو اسے سنو اور چپ رہو۔

بیہقی کی اس روایت سے ثابت ہو گیا کہ یہ آیہ کریمہ خاص اسی مسئلہ قرأۃ خلف الامام میں نازل ہوئی۔ اور آیہ نے مقتدی کو سننے اور چپ رہنے کا حکم دیا تو امام کی قرأت کے وقت مقتدی کو سننا اور چپ رہنا اس آیۃ سے صراحتہً ثابت ہو گیا۔ تو اس آیہ نے مقتدی کو امام کے پیچھے قرأت کرنے سے منع فرما دیا اور ظاہر ہے کہ جب مقتدی سورۃ فاتحہ پڑھے گا تو سننا اور چپ رہنا ترک ہوتا ہے اور خدا کے حکم کی نافرمانی اور مخالفت ہوتی ہے اور حدیث سے کلام اللہ کا منسوخ کرنا لازم آتا ہے اور یہ غلط و باطل ہے بلکہ خود حکم حدیث کے خلاف ہے۔ چنانچہ دار قطنی و ابن عدی نے حضرت جابر سے روایت کیا۔

حدیث۔ کلامی لا ینسخ کلام اللہ و کلام اللہ ینسخ کلامی (از جامع صغیر مصری ص۸۱ ج ۲)	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری حدیث و کلام قرآن کو منسوخ نہیں کرتا اور کلام اللہ میرے کلام وحدیث کو منسوخ کر دیگا۔

اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ حدیث حکم قرآنی کو منسوخ نہیں کر سکتی۔ لہٰذا جب خاص اس مسئلہ میں صریح آیۃ موجود ہے تو اس کے موجود ہوتے ہوئے احادیث کو دلیل بنانا آیۃ پر ایمان لانے کے منافی ہے۔ اور حدیث سے آیۃ کے حکم کو منسوخ کرنا ہے اور ایسا کوئی نام کا اہلحدیث بھی نہ کر سکے گا کہ آیت کے مقابل حدیث پر عمل کرے تو اس مسئلہ میں

آیہ کریمہ کے باوجود کسی حدیث کو کس طرح پیش کیا جائے۔ لیکن غیر مقلدین کی جہالت اتمام حجت کے لیے چند احادیث بھی پیش کرتا ہوں۔

حدیث ۱: صحیح مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ و قتادہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم نے فرمایا۔

لیومکم احدکم فاذا کبر فکبروا واذا قال غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فقولوا آمین۔ عن قتادہ من الزیادۃ واذا قرأ فانصتوا فقال فحدیث ابی ھریرۃ فقال ھو صحیح

چاہیئے کہ تم میں کا ایک امامت کرے۔ جب امام تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو۔ اور حضرت قتادہ سے یہ اور مروی ہے جب امام قرأت کرے تو تم چپ رہو۔ امام مسلم نے کہا کہ یہ صحیح ہے۔

حدیث (۲) ابوداؤد شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

قال انما جعل الامام لیوتم یہ فاذا کبر فکبروا واذا قرأ فانصتوا

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ امام کو مقتدا بنایا گیا جب وہ تکبیر کہے تو تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تم چپ رہو۔

حدیث (۳) اذا قرأ الامام فانصتوا

جب امام قرأت کرے تم چپ رہو۔

حدیث (۴) ابن ماجہ میں ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قرأ الامام فانصتوا (ابن ماجہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام قرأت کرے تو تم چپ رہو۔

حدیث (۵) جامع ترمذی شریف میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من صلے رکعۃ لم یقرأ فیھا ام القرآن فلم یصل الا ان یکون وراء الامام (از ترمذی ص۴۲)

جس نے کوئی رکعت پڑھی اور اسمیں سورۃ فاتحہ نہ پڑھی تو اسکی نماز نہ ہوئی جب امام کے پیچھے ہو۔

حدیث (۶) نسائی شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما الامام لیوتم بہ فاذا کبر فکبروا و اذا قرأ فانصتوا (از نسائی ص۹۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام کی اقتدا کی جائے جب وہ تکبیر کہے تو تکبیر کہو اور جب وہ قرائت کرے تو تم چپ رہو۔

حدیث (۷) ابن ماجہ شریف میں ہے جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان لہ امام فقرأۃ الامام لہ قرأۃ (از ابن ماجہ باب اذا قرأ الامام فانصتوا ص۶۱ جلد اول)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا امام ہو تو امام کی قرائت مقتدی کی قرائت ہے۔

حدیث (۸) امام بیہقی کے سنن کبریٰ میں ہے:

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من صلی خلف الامام فان قرأۃ الامام لہ قرأۃ (از بیہقی ص۱۵۹ ج ۲)

حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے امام کے پیچھے نماز پڑھی تو بیشک امام کی قرات اسکی قرأت ہے۔

حدیث (۹) اسی بیہقی کے سنن کبریٰ میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

انہ کان یقول من صلے وراء الامام کفاہ قرأۃ الامام۔

حضرت ابن عمر فرماتے تھے جو امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اسکو امام کی قرأت کافی ہے۔

(از بیہقی ص۱۶۰ ج۱)

حدیث (۱۰) اسی سنن کبریٰ میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

من قرأ وراء الامام فلا صلوٰۃ

جس نے امام کے پیچھے قرأت کی تو نماز ہی نہیں۔

(از بیہقی ص۱۶۳ ج۲)

اس موضوع پر کثیر احادیث پیش کی جا سکتی ہیں لیکن یہ صرف صحاح سے دس منقول ہوئیں۔ ان میں صاف طور پر فرما دیا گیا کہ جب امام قرأت کرے تو مقتدی سُنے اور چپکا رہے کہ امام کی قرأت مقتدی کے لئے کافی ہے۔ مقتدی کا اسوقت سورۃ فاتحہ پڑھنا قرآنی حکم کے خلاف اور ان احادیث کے خلاف ہے اور مقتدی کے لئے فاتحہ پڑھنے کی ممانعت قرآن و حدیث سے ثابت ہو گئی۔ مصنف ایسا جاہل ہے کہ اپنی پیش کردہ احادیث سے جو موقوف و مجروح احادیث ہیں ان سے حکمِ قرآنی اور احادیثِ صحیحہ کو منسوخ کرنا چاہتا ہے کہ یہ ہم نے حدیث پیش کر کے ثابت کر دیا کہ حدیث آیتہ کے حکم کو منسوخ نہیں کر سکتی۔ تو اہلِ اسلام کو آیت اور ان احادیث صحاح سِتہ پر عمل کرنا چاہئے۔ پھر اسقدر روشن اور صریح حکم کے ہوتے ہوئے بھی اگر مصنف یا کوئی غیر مقلد نہ مانے اور اپنی ضد پر اڑا رہے تو وہ خَتَمَ اللہُ علٰے قُلُوبِہِمۡ کا مصداق ہو چکا اور اس میں صداقت اور حق پسندی کا جذبہ مٹ چکا وہ اپنی بے حسی پر جتنا ماتم کرے کم ہے۔

وَمَا علینا الا البلاغ۔

بحث مسئلہ آمین بالجہر

سوال دوم۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو آمین بالجہر سے اقتدا کی حالت میں منع فرمایا ہو۔ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ تم آہستہ آمین کہو ایک ہزار نقد انعام حاصل کرو:

جواب۔ خاص اس مسئلہ میں میرا ایک رسالہ ہے جسمیں غیر مقلدین کی ہر حدیث پر جرح کی گئی ہے۔ اگر مصنف اس مسئلہ میں کوئی حدیث پیش کرتا تو اسکی جرح لکھدی جاتی مگر چونکہ وہ اپنی کمزوری کو خود بھی جانتا ہے۔ اسی لئے اس نے اس مسئلہ میں کوئی حدیث پیش نہیں کی۔ باوجودیکہ جیسے پہلے مسئلہ اس نے جسطرح اپنی احادیث پیش کی تھیں اسی طرح اس مسئلہ میں بھی پیش کرتا لیکن اسکو اپنے دلائل کی کمزوری کا خود بھی احساس ہے اسی لئے وہ آمین بالجہر کے دلائل پیش نہ کرسکا۔

لہٰذا ہم بھی اس جرح کو پیش نہیں کرتے۔ اگر مصنف نے مسئلہ خلف الامام کی جرح کے جواب کی ہمت کی تو ہم بھی اپنی بقیہ جرح کو پیش کردیں گے۔ لہٰذا اس مسئلہ پر اپنے دلائل پیش کرتے ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ آمین یا از قسم دعا ہے یا از قسم ذکر اللہ ہے۔ اگر از قسم دعا ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے۔

قال عطاء آمین دُعا۔ حضرت عطا نے فرمایا کہ آمین دعا ہے۔

(از بخاری مصطفائی ص۱۰۷ ج ۱)

اور قرآن کریم میں دعا کے متعلق وارد ہے۔

آیت۔ ادعو ربکم تضرعا وخفیہ اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور

(سورۃ اعراف پ۸ رکوع ۶) آہستہ۔

تو آیۂ کریمہ سے ثابت ہوگیا کہ دعا آہستہ ہونی چاہئے۔ دعا کیلئے جہر نہیں ہے۔ اور اگر آمین از قسم ذکر اللہ ہے تو قرآن کریم میں ذکر اللہ کے متعلق وارد ہے۔

آیت۔ اذکر ربک فی نفسک تضرعا وخفیہ دون الجھر من القول۔ (سورۃ اعراف ع ۱)

اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو زاری اور ڈر کر بے آواز نکالے زبان سے۔

بالجملہ آمین سے جو بھی مراد لی جائے تو قرآن کریم اس کو آہستہ آواز کہنے کا حکم فرماتا ہے۔ لہٰذا کتاب اللہ نے آمین کو آہستہ و بے آواز کہنا بتایا تو آمین کے بالجہر کہنے کی ممانعت کلامِ الٰہی سے ثابت ہوئی۔ تو قرآن کی ایسی صریح دلیل کے موجود ہوتے ہوئے کسی اور دلیل کی حاجت باقی نہیں رہتی۔ مگر ہم اتمامِ حجت کے لئے چند صحاح احادیث بھی پیش کرتے ہیں:۔

حدیث (۱) عن وائل عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرأ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین فقال آمین وخفض بھا صوتہ

(از ترمذی باجار فی التامین ص۳۴)

حضرت وائل سے مروی وہ اپنے والد سے راوی کہ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کو پڑھا اور پھر آمین کہا اور اس کے ساتھ اپنی آواز پست کی۔

حدیث (۲) عن علقمۃ یحدث عن وائل انہ صلے مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال قرأ غیر

حضرت علقمہ سے مروی وہ حضرت وائل سے راوی کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی تو حضور نے غیر المغضوب علیہم

المغضوب علیھم ولا الضالین فقال ولا الضالین کو پڑھا پھر فرمایا آمین اور
امین خفض بھا صوتہ اس کے ساتھ اپنی آواز کو پست کیا۔

(از بیہقی ص۵۷ ج۲)

ان احادیث سے ثابت ہو گیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین بالجہر نہیں فرمائی بلکہ آہستہ کہی۔ صحابہ کرام کا عمل اسی پر رہا کہ وہ آمین آہستہ کہے۔ چنانچہ خلفاء راشدین کا عمل مروی ہے۔

حدیث (۳) ان عمرؓ و علیاً لم یکونا بجھراں بآمین (از طبرانی) بیشک حضرت عمر و حضرت علی آمین بالجہر نہیں کہتے تھے۔

اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ خیر القرون میں بھی آمین بالجہر نہیں کہی جاتی تھی اور صحابہ سے بھی اسی طرح ثابت ہے۔ تو جب شارع علیہ السلام و خلفاء راشدین کے فعل سے آمین بالجہر ثابت نہیں ہوئی تو آمین کا آہستہ کہنا ثابت ہوا تو گویا آمین آہستہ کہنے کا حکم ثابت ہوا۔ اور آمین بالجہر کی ممانعت ثابت ہوئی۔

مسئلہ رفع یدین

سوال سوم۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین مت کیا کرو۔ یا اب میں نے اسے منسوخ کر دیا ہے۔ ایک ہزار نقد انعام لو۔

جواب۔ اہلِ سنت احناف شروع نماز میں بوقت تکبیر تحریمہ کے رفع یدین کو سنت کہتے ہیں اور رکوع سے پہلے یا بعد رفع یدین کا حکم نہیں دیتے۔ دلائل یہ ہیں:۔

حدیث (۱) عن علقمۃ قال قال عبداللہ بن مسعود الا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فصلے فلم یرفع یدیہ الامرۃ

(از ابوداؤد شریف ص۱۱۶ مجتبائی دہلی باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع)

حضرت علقمہ سے مروی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز نہ پڑھا دوں۔ راوی نے کہا انہوں نے نماز پڑھائی اور رفع یدین صرف ایک بار کیا۔

حدیث (۲) عن البراء ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ الی قریب من اذنیہ ثم لا یعود

(از ابوداؤد شریف باب مذکور ص۱۱۶ جلد ۱)

حضرت براء سے مروی کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھ کانوں کے قریب تک اٹھاتے پھر ایسا دوبارہ نہ کرتے۔

حدیث (۳) عن البراء بن عازب قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدیہ حین افتتح الصلوۃ ثم لم یرفعھا حتی انصرف

(از ابوداؤد شریف ص۱۱۶)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نے نماز شروع کی تو رفع یدین کیا۔ پھر نماز سے فارغ ہونے تک رفع یدین نہیں کیا۔

حدیث (۴) عن علقمہ قال قال عبداللہ بن مسعود الا اصلی بکم صلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت علقمہ سے مروی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ میں تمہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جیسی نماز نہ پڑھا دوں۔

فصلے فلم یرفع یدیہ الا فی اول مرۃ قال ابو عیسیٰ حدیث ابن مسعود حدیث حسن (از ترمذی شریف ص۳۵ باب رفع الیدین عند الرکوع)

پھر انہوں نے نماز شروع کی اور اپنے ہاتھ پہلی بار کے سوا کہیں نہیں اٹھائے۔ یعنی رفع یدین صرف ابتدا میں کیا۔ امام ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حدیث (۵) عن علقمۃ عن عبد اللہ قال الا اخبرکم بصلوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فقام فرفع یدیہ اول مرۃ ثم لم یعد۔ (از نسائی شریف ص۱۰۳)

حضرت علقمہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے راوی۔ انہوں نے فرمایا کہ میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے خبردار کروں راوی نے کہا تو انہوں نے قیام کیا اور رفع یدین پہلی بار کیا۔ پھر دوبارہ نہیں کیا۔

حدیث (۶) عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال صلیت خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر و عمر فلم یرفعوا ایدیھم الا عند افتتاح الصلوٰۃ (از بیہقی ص۷۹ ج۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی۔ انہوں نے کہا کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی تو کسی نے شروع نماز کے سوا کہیں رفع یدین نہیں کیا

حدیث (۷) عن علی رضی اللہ عنہ انہ کان یرفع یدیہ فی التکبیرۃ الاولیٰ من الصلوۃ ثم لا یرفع فی شیئ منھا (از بیہقی ص۸۰ ج۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی کہ وہ نماز میں رفع یدین تکبیر اولیٰ میں کرتے پھر نماز میں کہیں اور نہ کرتے۔

بالجملہ ان احادیث نے مسئلہ صاف کر دیا کہ رفع یدین نماز میں صرف تکبیر اولیٰ کے وقت ہے پھر نماز میں رفع یدین کہیں اور نہیں۔ لہٰذا رکوع کے قبل یا بعد رفع یدین کرنا فعلِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے و فعل خلفاء راشدین سے ثابت نہیں تو رفع یدین کا ثبوت صرف بوقت تکبیر اولیٰ کے ہے۔ رکوع سے قبل و بعد کا نہیں۔ اب مصنف کا اس کے خلاف کرنا اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ کرنا ہے تو احناف کا مذہب احادیث کے موافق ہے اور مذہب غیر مقلدین ان کے مخالف ہے۔ تعجب ہے کہ غیر مقلدین مدعی اہلحدیث ہو کر اسقدر احادیث کی مخالفت کرتے ہیں اور پھر اپنے آپ کو اہلِ حدیث کہتے ہوئے شرم نہیں کرتے۔

مسئلہ زیرِ ناف ہاتھوں کا رکھنا

سوال چہارم۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سینہ پر ہاتھ باندھنے سے منع فرمایا ہو۔ آپ نے ناف کے تلے باندھنے کا حکم صادر فرمایا ہو۔ ایک ہزار نقد انعام وصول کرو۔

جواب۔ احناف مردوں کے لئے سینہ پر ہاتھ باندھنے کو منع کرتے ہیں اور زیر ناف ہاتھ باندھنے کو سنّت قرار دیتے ہیں اس کے دلائل یہ ہیں:

حدیث (۱) ان علیا رضی اللہ عنہ قال السُّنّۃ وضع الکف علی الکف فی الصلوٰۃ تحت السرۃ۔

(از ابوداؤد مصری باب وضع الیمنی علی الیسرے صفحہ ۲۰ جلد ۱)

بیشک حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نماز میں ایک ہاتھ کا دوسرے ہاتھ پر زیرِ ناف رکھنا سنّت ہے۔

حدیث (۲) قال ابوھریرۃ اخذ الاکف علی الاکف فی الصلوٰۃ تحت السرۃ (از ابوداؤد مصری ص۲۰۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نماز میں ہاتھوں کا ہاتھوں کو زیر ناف پکڑ کر رکھنا سنت ہے۔

حدیث (۳) عن علی رضی اللہ عنہ قال ان من السنۃ فی الصلوٰۃ وضع الکف علی الکف تحت السرۃ (از بیہقی ص۳۱ جلد۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ بیشک نماز میں ایک ہاتھ کا دوسرے ہاتھ پر زیر ناف رکھنا سنت ہے۔

بالجملہ ان احادیث سے ثابت ہو گیا کہ دہنے ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر زیر ناف رکھنا سنت ہے اور اخلاق نبوت سے ہے۔ اب اس سے زائد صاف دلائل اور کیا ہو سکتے ہیں اسی بنا پر مذہب حنفی میں زیر ناف ہاتھ رکھے جاتے ہیں۔ لہٰذا احناف کا عمل تو ان احادیث کے موافق ہے اور غیر مقلدین کا عمل ان احادیث کے خلاف ثابت ہوا۔ تو انکو اس بنیاد پر اپنے آپ کو اہلحدیث نہیں کہنا چاہیئے۔

مسئلہ عدد رکعات تراویح

سوال پنجم ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ رکعات تراویح سے منع فرمایا ہو یا حکم صادر فرمایا ہو کہ تم آٹھ رکعات تراویح مت پڑھو۔ ایک ہزار نقد انعام وصول کرو۔

جواب ۔ احناف کے نزدیک تراویح کی بیس رکعات ہیں اور دلائل یہ ہیں:

حدیث (۱) عن ابن عباس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

یصلی فی شہر رمضان فی غیر جماعۃ بعشرین رکعۃ والوتر۔
(از بیہقی شریف ص۴۹۶)

ماہِ رمضان میں بغیر جماعت کے ۲۰ رکعت اور وتر نماز پڑھتے تھے۔

حدیث (۲) عن السائب بن یزید قال کانوا یقومون علی عہد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی شہر رمضان بعشرین رکعۃ
(از بیہقی ص۴۹۶ ج ۲)

حضرت سائب بن یزید سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا کہ زمانۂ فاروقی میں ماہ رمضان میں صحابہ ۲۰ رکعت کے ساتھ قیام کرتے تھے۔

حدیث (۳) عن علی رضی اللہ عنہ قال دعا القراء فی رمضان فامر منہم رجلا یصلی بالناس عشرین رکعۃ
(از بیہقی ص۴۹۶ ج ۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی کہ وہ قاریوں کو بلا کر رمضان میں ایک کو حکم دیتے کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات نماز پڑھائے۔

حدیث (۴) عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی رمضان بثلاث وعشرین ویوترون بثلاث
(از بیہقی ص۴۹۲ ج ۲)

یزید بن رومان سے مروی کہ لوگ زمانۂ فاروقی میں رمضان میں ۲۰ رکعات نماز پڑھتے ان روایات کو یوں جمع کیا جاسکتا ہے کہ ۲۰ رکعت تراویح کی تھیں اور تین رکعات وتر کی پڑھتے۔

بالجملہ ان احادیث سے واضح ہو گیا کہ تراویح کی بیس رکعات ہیں۔ حضرات خلفاء راشدین کے زمانہ میں بھی یہی معمول رہا۔ اس کے بعد اُمت کا اسی بیس رکعات پر اجماع

ہو گیا۔ اور جن روایات میں ۸ رکعات وارد ہیں وہ قیام اللیل یعنی نماز تہجد کی ہیں جو ماہ رمضان کے ساتھ خاص نہیں انھیں غیر مقلدین کا تراویح سمجھنا یہ ان کی حدیث سے لاعلمی کی دلیل ہے۔ کہ احادیث میں تراویح کو قیام رمضان سے تعبیر کیا گیا ہے اور تہجد کو قیام اللیل سے بیان کیا گیا ہے۔ تو ۸ رکعات تہجد کی ہیں یہ تراویح کی نہیں ہیں کہ تراویح کی تو ۲۰ رکعات ہی ہیں۔ مصنف اور کوئی غیر مقلد لفظ تراویح کے معنے و حقیقت سے ناواقف ہیں اگر جانتے تو ۸ رکعات کی تراویح کو نہ کہتے کہ تراویح ترویحہ کی جمع ہے اور ترویحہ چار رکعت کا ہوتا ہے اور جمع میں کم از کم تین مفرد ہونے چاہئیں تو تین ترویحوں کی بارہ رکعات ہونی چاہئیں۔ ۸ رکعات میں تین ترویحے نہیں ہو سکتے۔ اسی بناء پر غیر مقلدین کا ۸ رکعات کو تراویح کہنا زبان عربی سے ناواقف ہونے کی دلیل ہے۔

علاوہ بریں نماز پنجگانہ کی ضروری رکعات ۲۰ ہوتی ہیں۔ ۱۷ فرض اور تین رکعت وتر کی۔ تو شرع نے ان بیس رکعات کی تکمیل کے لئے یہ ۲۰ رکعات تراویح مقرر فرما دیں۔ غیر مقلد اپنی ۸ رکعات کی بھی تو کوئی وجہ بتائیں اور ان کا تراویح ہونا ثابت کریں۔

الحاصل ہم نے تراویح کی ۲۰ رکعات کی لغوی و عقلی نقلی وجہ بیان کر دی۔ کسی غیر مقلد میں اگر ہمت ہو وہ ۸ رکعات کی ایسی وجہ ذکر کرے۔ اور زمانہ خلفاء کا عمل دکھائے کہ انہوں نے ۸ رکعات تراویح پڑھی ہیں اور صحابہ کرام تراویح کی ۸ رکعات ہی پڑھا کرتے تھے

مسئلہ مسح۔ رقبہ

سوال ششم۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حنفیہ کی طرح گردن کا مسح کرنے کا حکم دیا ہو یا حلقوم کاٹنے کا حکم فرمایا ہو۔ ایک ہزار نقد انعام وصول کرو۔

جواب۔ احناف کے نزدیک وضو میں گردن کا مسح صرف مستحب ہے اور حلقوم کا بدعت ہے۔

حدیث (۱) عن طلحۃ بن مصرف عن ابیہ عن جدہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمسح راسہ مرۃ واحدۃ حتی بلغ القذال ھو اول القفا

(از ابوداؤد ص۱۵)

طلحہ بن مصرف سے مروی وہ اپنے والد سے راوی وہ اپنے دادا سے راوی انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے سر کا مسح ایک بار کیا۔ یہاں تک کہ گدی یعنی گردن تک پہنچے۔

حدیث (۲) رواہ عبدالوارث عن لیث بن ابی سلیم فقال مسح راسہ حتی بلغ القذال ھو اول القفا

(از بیہقی ص۶۰ جلد۱)

عبدالوارث نے لیث بن ابوسلیم سے راوی کہ حضور نے سر کا مسح کیا۔ یہاں تک کہ گدی کے پہلے حصہ یعنی گردن کا مسح کیا۔

ان احادیث سے ثابت ہوگیا کہ وضو میں گردن کا مسح بھی فعلِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور عقل بھی یہی کہتی ہے کہ جب کانوں کا مسح سر کی وجہ سے ہے کہ وہ سر کا جز ہیں۔ حدیث شریف میں ہے الاذنان من الراس۔ یعنی کان سر ہی سے ہیں۔ اور گردن تو سر کی اصل اور جڑ ہے۔ تو جب کانوں کا مسح سر کی وجہ سے ہے تو گردن کا مسح سر کی وجہ سے ہونا چاہئے۔

غیر مقلدین کو ایسے مسائل میں نہ الجھنا چاہئے۔

مسئلہ ربع سر

سوال ہفتم۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چوتھائی سر کے مسح کا حکم دیا ہو۔ یا آپ نے فرمایا ہو کہ تم پورے سر کا مسح نہ کرو۔ ایک ہزار نقد انعام وصول کرو۔

جواب۔ احناف صرف چوتھائی سر کا مسح فرض کہتے ہیں اور پورے سر کا مسح سنت کہتے ہیں

حدیث (۱) مسلم شریف میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم توضاء فمسح بناصیتہ (از مشکوٰۃ صـ۱۲۶)

بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا تو اپنی پیشانی کی مقدار چوتھائی سر پر مسح کیا۔

حدیث (۲) ترمذی شریف میں انھیں مغیرہ سے مروی۔

انہ مسح علی ناصیتہ (از ترمذی صـ۱۵)

حضور صلی اللہ علیہ نے اپنے مقدار پیشانی پر مسح کیا۔

حدیث (۳) ابوداؤد شریف میں انھیں سے مروی۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضاء ومسح ناصیتہ

بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور بمقدار پیشانی کے مسح کیا۔

حدیث (۴) نسائی شریف میں انھیں سے مروی ہے:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم توضاء فمسح ناصیتہ (از نسائی صـ۱۵)

بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور بمقدار پیشانی کے مسح کیا۔

ان احادیث سے ثابت ہو گیا کہ جب چوتھائی سر کے مسح پر کفایت کی تو چوتھائی سر کا مسح فرض قرار پایا۔

وتر میں بوقتِ قنوت رفع یدین کرنا

سوال ہشتم۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ وتر میں قنوت کیلئے رفع یدین کیا کرو۔ اور آپ نے نیت توڑ کر ہاتھ پھر باندھنے کا حکم فرمایا ہو۔ ایک ہزار انعام لو۔

جواب۔ احناف کے نزدیک وتر میں رکوع سے پہلے تکبیر کہنا اور رفع یدین کرنا احادیث سے ثابت ہے۔

حدیث۔ عن محمد بن عمر بن عطاء قال سمعت ابا حمید الساعدی فی عشرة من اصحاب رسول اللہ ثم اذا قام من الرکعتین کبر و رفع یدیہ حتی یحاذی بھما منکبیہ کما کبر عند افتتاح الصلوٰۃ۔

محمد بن عمر بن عطاء سے مروی انہوں نے کہا کہ میں نے ابو حمید ساعدی کو دس اصحاب رسول میں کہتے سنا کہ حضور وترکی دو رکعات کے بعد کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی اور ہاتھ اٹھائے جیسا کہ تکبیر تحریمہ کو اٹھاتے تھے۔

(از ابو داؤد مجتبائی ص ۱۱۳ جلد اول)

اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ قنوت سے پہلے تکبیر کہی جاتی ہے اور رفع یدین کیا جاتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جب تیسری رکعت کو وتر بنایا جائے گا تو اسکے شروع میں تکبیر اور رفع یدین ہونا چاہیئے۔ اب مصنف کا اسکو نیت توڑ کر ہاتھ باندھنا کہنا جہالت نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ غالباً یہ مصنف اپنی اس فہم پر عیدین کی تکبیروں اور رفع یدین کو بھی یہی کہے گا کہ ہر رکعت میں تین مرتبہ نیت توڑ کر ہاتھ باندھا ہوا۔ لہٰذا مصنف اپنا آگرہ میں علاج کرائے اور ایسے غلط مذہب سے توبہ کرے۔

رکعت وتر پر قعدہ اور قعدہ میں تشہّد

سوال نہم ۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کی تین رکعتوں میں قعدہ کا حکم فرمایا ہو۔ یا بیچ میں بیٹھکر تشہد پڑھنے کا حکم دیا ہو۔ ایک ہزار نقد انعام لو۔

جواب۔ احناف کے نزدیک وتر کی تین رکعات کو مغرب کی طرح پڑھنا چاہیئے۔

حدیث میں ہے:

حدیث۔ عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر اللیل ثلث کوتر النہار صلاۃ المغرب (از بیہقی صہ۳۰ ج۲)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات کے وتر تین ہیں۔ جیسے دن کے وتر مغرب کی نماز ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ وتر نمازِ مغرب کی طرح ہے کہ پہلا قعدہ دو رکعت کے بعد ہو اور قعدہ اخیرہ تین رکعات کے بعد ہو۔ اور ہر قعدہ میں تشہد کا پڑھنا بھی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ حدیث میں ہے۔

حدیث۔ مسلم شریف میں حضرت عبد اللہ سے مروی ہے:

فاذا قعد احدکم فی الصلوٰۃ فلیقل التحیات للہ الخ (از مسلم شریف صہ۱۷۳)

جب نماز میں تمہارا کوئی بیٹھے تو اسے چاہیئے کہ تشہد پڑھے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر قعدہ میں تشہد پڑھا جائے تو وتر میں دو قعدے

اور ہر قعدہ میں تشہد پڑھنا ثابت ہوا۔ (جو حنفی مذہب کا طریقہ ہے) یہی احادیث سے ثابت ہے۔ بالجملہ حنفی مذہب کا ہر مسئلہ حدیث سے ثابت ہے۔ غیر مقلد اگر اسکے خلاف کرتے ہیں تو حدیث کے خلاف کرتے ہیں۔

مسئلہ عدد تکبیرات عیدین

سوال دہم۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ تکبیریں عیدین میں کہنے سے منع کیا ہو۔ یا فرمایا ہو کہ تم عیدین کی نماز بارہ تکبیروں سے مت پڑھو۔ ایک ہزار نقد انعام حاصل کرو۔

جواب۔ احناف کے نزدیک نماز عیدین میں ۹ تکبیریں ہیں۔ پانچ پہلی رکعت میں مع تکبیر تحریمہ کے اور چار دوسری رکعت میں معہ تکبیر رکوع کے۔ انکے دلائل احادیث سے یہ ہیں۔

حدیث۔ عن ابن مسعود انہ قال فی التکبیر فی العید تسع تکبیرات فی الرکعۃ الاولی خمس تکبیرات قبل القراءۃ وفی رکعۃ الثانیۃ یبدأ بالقراءۃ ثم یکبر اربعا مع تکبیرۃ الرکوع۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی انہوں نے کہا کہ عید کی تکبیریں ۹ ہیں پہلی رکعت میں ۵ تکبیریں قرآۃ سے پہلے اور دوسری قرأت کو شروع کرے پھر چار تکبیریں معہ تکبیر رکوع کے کہے۔

(از ترمذی ص ۱۰۳)

حدیث۔ بیہقی میں ہے:

عن علقمۃ عن عبداللہ بن مسعود قال التکبیرات فی العیدین خمس فی الاولی و اربع فی الثانیۃ (از بیہقی ص ۲۹۱ ج ۳)

حضرت علقمہ سے مروی وہ ابن مسعود سے راوی انہوں نے کہا کہ تکبیریں عید کی پہلی رکعت میں پانچ ہیں اور دوسری میں چار ہیں۔

ان احادیث سے ثابت ہو گیا کہ عیدین میں ۹ تکبیریں ہیں ۵ تکبیریں پہلی رکعت میں معہ تکبیر تحریمہ کے اور چار تکبیریں دوسری رکعت میں معہ تکبیر رکوع کے۔ لہٰذا مذہب حنفی ان احادیث کے موافق ہیں۔ مصنف اگر بارہ تکبیرات کی حدیث پیش کرے تو اسکی بحث کی جائے گی کہ محدثین نے بارہ تکبیر والی حدیث میں کلام کیا ہے جو بیہقی میں موجود ہے۔

مسئلہ تقلیدِ شخصی

سوال یازدہم۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی ایک امام معین کی تقلید کا حکم صریح وارد ہو تو ثابت کرو۔ ایک ہزار نقد انعام حاصل کرو۔

جواب۔ مطلق تقلید کے دلائل قرآن وحدیث میں بکثرت موجود ہیں۔

دلائل از آیات

آیت (۱) اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم (ازسورۃ نساء پ۵ ع۶)

اطاعت کرو اللہ اور اطاعت کرو رسول کی اور انکی جو تم میں صاحبِ امر ہیں۔

آیت (۲) فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون (سورۃ نحل پ۱۴ رکوع ۶)

تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔

آیت (۳) فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون

(سورۃ توبہ پ۱۱ رکوع ۱۵)

تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کر سکے اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں۔

آیت (۴)، یوم ندعو کل اناس بامامھم (سورۃ بنی اسرائیل پ۱۵ رکوع ۸)

جس دن ہم جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

آیت (۵)، ولو ردوہ الی الرسول و الی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم (سورۃ نساء پ۵ رکوع ۱۱)

اور اگر اس میں رسول اور اپنے ذی اختیار لوگوں کی طرف رجوع لائے تو ضرور ان سے اسکی حقیقت جان لیتے۔

آیت (۶)، واتبع سبیل من اناب الی (سورۃ لقمٰن پ۲۱ رکوع ۲)

اور اسکی راہ چل جو میری طرف رجوع لایا

آیت (۷)، اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم (از سورۃ فاتحہ)

ہم کو سیدھا راستہ چلا اور ان کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا۔

آیت (۸)، وکذلک جعلنکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس۔ (سورۃ بقرہ پ۲ رکوع ۷)

اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں سب امتوں میں افضل کیا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو۔

آیت (۹)، کنتم خیر امۃ اخرجت للناس (سورہ آل عمران پ۴ رکوع ۱۱)

تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔

آیت (۱۰)، ومن یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی (سورۃ نساء پ۵ رکوع ۱۷)

اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے۔

دلائل از احادیث

آیت (۱)، عن انس اتبعوا العلماء

حضرت انس سے مروی کہ تم عالموں کا اتباع

فانهم سراج الدنيا ومصابيح الآخرة
(رواہ فی مسند الفردوس از جامع صغیر ص۶ ج۱)

کرو کہ وہ دنیا کے چراغ اور آخرۃ کے قندیل ہیں۔

حدیث عن علی العلماء مصابیح الارض وخلفاء الانبیاء وورثتی وورثة الانبیاء
(رواہ ابن عدی فی الکامل از جامع صغیر ص۵۸ ج۲)

حضرت علی سے مروی کہ علماء زمین کے چراغ ہیں اور نبیوں کے خلیفے اور میرے وارث اور نبیوں کے وارث ہیں۔

حدیث (۳) عن جابر قال خرجنا فی سفر فاصاب رجلا منا حجر فشجه فی راسه فاحتلم فسأل اصحابه هل تجدون لی رخصة فی التیمم قالوا ما نجد لك رخصة وانت تقدر علی الماء فاغتسل فمات فلما قدمنا علی النبی صلی الله علیه وسلم اخبر بذلك قال قتلوه قتلهم الله الا سألوا اذ لم یعلموا فانما شفاء العی السوال انما کان یکفیه ان یتیمم و یعصب علی جرحه خرقة ثم یمسح علیها۔
(رواہ ابوداؤد وابن ماجہ از مشکوۃ ص۵۵ جلد۱)

حضرت جابر سے مروی انہوں نے کہا ہم سفر کے لئے نکلے تو ہم میں سے ایک شخص کے پتھر لگا اور اسکے سر کو زخمی کردیا پھر اُسے احتلام ہوگیا اس نے صحابہ سے پوچھا کہ تم میرے لئے تیمم کی اجازت دیتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم تیرے لئے اجازت نہیں دیتے کہ تو پانی پر قادر ہے تو اس نے غسل کرلیا پھر مرگیا۔ پھر جب نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس واقعہ کی خبر دی۔ حضور نے فرمایا اسکو قتل کردیا اللہ انھیں قتل کرے جب نہیں جانتے تھے تو دریافت کیوں نہیں کرلیا تھا کہ ناواقف کی شفا سوال کرلینا ہے اُسے اتنا کافی تھا کہ تیمم کرلیتا اور زخم پر پٹی باندھ لیتا اور اسپر مسح کرلیتا۔

حدیث (۴)، ابونعیم علیہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے راوی۔

العلم خزائن و مفتاحها السوال۔ علم خزانے ہیں اور آنکی تالی سوال ہے۔

(از جامع صغیر ص۵۵ ج۲)

حدیث (۵) ابن ماجہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی۔

اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار (از مشکوٰۃ شریف ص۳۰) بڑے گروہ کا اتباع کرو کہ جو علیحدہ ہوا وہ دوزخ میں گرا۔

حدیث (۶)، امام احمد اپنی مسند میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے راوی۔

ان الشیطان ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاذة والقاصیة و الناحیة وایاکم والشعاب وعلیکم بالجماعة والعامة۔ (از مشکوٰۃ ص۳۱) بیشک شیطان انسانوں کا بھیڑیا ہے جسطرح بکری کا بھیڑیا اکیلی بکری یا گلہ سے علیحدہ چلنے والی بکری اور کنارہ پر چلنے والی بکری کو پکڑتا ہے۔ تم اپنے آپ کو فرقوں سے بچاؤ اور جماعت عام کو لازم پکڑو۔

ان آیات واحادیث میں عوام اور غیر مجتہدین کو حکم دیا گیا کہ وہ اجتہاد و استنباط کرنے والے علماء و مجتہدین کی طرف رجوع کریں۔ اور ان سے سوال کر کے دین کے احکام جانیں اور انکا اتباع و پیروی کریں کہ ناواقف عوام کیلئے دین کے جاننے کا یہی طریقہ ہے تو مطلق تقلید پر یہ آیات و احادیث نہایت روشن اور واضح دلائل ہیں تو مطلق سے انکار کرنا گویا ان آیات واحادیث کا انکار کرنا ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ہر ناواقف وجاہل اپنی سمجھ پر اعتماد نہ کرے اور طریق مسلمین اور جماعت اہل اسلام سے جدا ہو کر نیا فرقہ اختیار نہ کرے۔ یہی وجہ ہے کہ امام بخاری و ترمذی وغیرہ محدثین اگرچہ لاکھوں احادیث کے معہ اسناد کے حافظ تھے مگر

انہوں نے اپنی حدیث دانی اور اپنی عقل و فہم پر اعتماد کر کے ائمہ مجتہدین کے مقابل کوئی فرقہ نہیں بنایا بلکہ مسلمان مقلدین کی جماعت عامہ اور طریق مسلمین میں شامل ہو کر ایک امام کی تقلید کو اختیار کیا۔ آج کے اہلحدیث کو ان اہلحدیث سے کیا نسبت کہ یہ ایک حدیث سے پورے طور پر واقف نہیں اور عامل بالحدیث ہونے کا دعویٰ اور ائمہ مجتہدین سے مقابلہ کرنے کی جرأت۔ بالجملہ مطلق تقلید تو ان آیات و احادیث سے ثابت ہو چکی اور اہلِ علم جانتے ہیں کہ مطلق کا وجود کسی شخص یا فرد و قید میں متحقق ہوگا تو جب مطلق تقلید کا حکم ہے تو تقلید شخصی ان سے خود ہی ثابت ہوگئی مگر ہم تقلید شخصی کے ثبوت کیلئے بھی ایک مستقل حدیث پیش کئے دیتے ہیں۔

حدیث (۷) ترمذی شریف میں حضرت حذیفہ و حضرت انس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اقتدوا بالذین من بعدی من اصحابی ابی بکر و عمرؓ اھتدوا بھدی عمار و تمسکو بعھد ابن مسعود (از جامع صغیر ص ۴۳)	تم میرے بعد میرے صحابہ سے ابو بکر و عمر کی اقتدا کرو اور عمار کے طریقے کو راہِ راست بناؤ اور عبداللہ ابن مسعود کے عہد کو لازم پکڑو۔

اس حدیث میں صاف طور پر فرما دیا کہ حضرت ابو بکر و حضرت عمر و حضرت عمار و حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کی اقتدا کرو۔ ان کے طریقے کو راہِ راست بناؤ۔ ابن مسعود کے ساتھ تمسک کرو۔ تو یہ اشخاص ہی تو ہیں جن کے اقتدا اور تمسک کا حکم دیا گیا۔ اسی کا نام تقلید شخصی ہے۔ تو تقلید شخصی کا حکم بھی حدیث سے ثابت ہو گیا اور اہلِ تواریخ پر ظاہر ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا تمسک جو مذہب حنفی کو حاصل ہے وہ کسی اور مذہب کو حاصل

ہنیں۔ تو مذہب حنفی کی حقانیت کیلئے اس سے زیادہ صاف اور روشن ثبوت اور کیا ہوسکتا ہے الحاصل تقلید شخصی کو ہم نے حدیث سے ثابت کر دیا اور مذہب حنفی کی بنیاد اور تمسک بھی قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دکھا دیا۔ اس کے بعد بھی اگر غیر مقلدین نہ مانیں تو یہ ان کی ہٹ دھرمی ہے اور ضد ہے جسکا نتیجہ دوزخ و جہنم کی سزا ہے۔

اگر غیر مقلدین میں انصاف کا کوئی شائبہ اور تحقیق حق کا ادنی احساس بھی باقی ہے تو وہ مذہب حنفی کو اختیار کریں اور اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کو ترک کر کے حنفی ہونے کا اعلان کریں۔

غیر مُقَلّدین کو

آخری تنبیہ و چیلنج

غیر مقلدین کے یہ گیارہ سوالات وہ ہیں جن پر انھیں بہت ناز و فخر ہے اور انھیں موضوعات پر وہ دن رات مباحثے و مناظرے کیا کرتے ہیں۔ ہم نے ہر سوال کا جواب صحاح احادیث سے دیدیا۔ اگر ان میں حیا و غیرت کا کوئی جز باقی ہے تو اس رسالہ کے دیکھنے کے بعد گیارہ ہزار کا انعام فوراً دیں اور اپنی صداقت کا ثبوت پیش کریں تو لوگ ان کے لئے یہ فیصلہ کرنے کے لئے مجبور ہو جائیں گے کہ اہلحدیث اپنے اعلان میں سچے ثابت ہوئے۔ لیکن میں تو یہی فیصلہ کرنے کے لئے مجبور ہوں کہ ان کے مالداروں کی تجوریاں دین کے لئے اور اپنے اعلان کی صداقت ثابت کرنے کیلئے خالی نظر آتی ہیں۔

میں پہلے بھی یہ ظاہر کر چکا ہوں کہ میں نے یہ جوابات حصولِ زر و انعام کی نیت سے نہیں لکھے۔ کاش کہ مصنف یا اور جماعتِ اہلحدیث ان جوابات کو بغور دیکھ کر انصاف پسندی کی بناء پر اپنے مذہب سے توبہ کرلیں اور حنفی ہونے کا اعلان کردیں تو میری محنت کامیاب ہوجائے گی اور میرا مقصد و غرض پوری ہوجائے گی اور میں آئندہ بھی ان کی ہر بات اور ہر دشواری کے حل کردینے کا وعدہ کرتا ہوں وہ تحریرًا یا تقریرًا جس طرح چاہیں اپنی تسکین کرسکتے ہیں۔ لیکن وہ انصاف سے ایسا طریقہ اختیار کریں جس میں فی الواقع تحقیقِ حق مقصود ہو۔ ضد اور ہٹ دھرمی کا کوئی شائبہ نہ ہو۔ بہر حال وہ جو راستہ اختیار کریں میں حتی الامکان ان کی خواہش پورا کرنے کی سعی کرونگا۔ میں نے جو کچھ عرض کیا اسکی بنیاد یہ ہے کہ مجھے اس جماعت سے اتنا حسن ظن ہے کہ ان میں حق پسندی کے جذبہ میں وہ شاید ایسا کرجائیں تو میں بھی حتی المقدور انکی اعانت کروں ورنہ اس وقت میں حق پسندی کا وصف فنا ہورہا ہے۔ اگر اس قوم میں اپنی زندگی کا کچھ احساس باقی رہ گیا ہے تو میری امید پوری ہوسکتی ہے۔ ورنہ ان کو بھی ان کے دوسرے بھائی وہابیہ دیوبندیہ کی طرح بے حس سمجھ کر چھوڑ دوں گا۔

وَمَا علینا اِلَّا البلاغ

محمد اجمل حنفی نعیمی رضوی

المفتی فی بلدۃ سنبھل